

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

آدابِ دُعا اور اوقاتِ قبولیت

مؤلف

منیر احمد یوسفی
ایم۔ اے

چیف ایڈیٹر ماہنامہ سیدھا راستہ لاہور

ملنے کا پتہ

نگینہ کتب خانہ

49۔ عمر دین روڈ وکن پورہ لاہور۔

آدابِ دعا و اوقاتِ قبولیت

(حصہ اول)

تالیف

منیر احمد یوسفی (ایم۔ اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ سیدھا راستہ لاہور

نگینہ کتب خانہ

۴۹۔ عمر دین روڈ، سن پورہ۔ لاہور

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب:	آداب دعا و اوقات قبولیت
نام مؤلف:	منیر احمد یوسفی (ایم۔ اے)
سن اشاعت:	ایڈیٹر ماہنامہ سیدھا راستہ لاہور ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۰۰۳ عیسوی
حسب فرمائش:	شیخ حمید فاضل صاحب
پروف ریڈرز:	چوہدری رشید احمد جنجوعہ صاحب (ایم۔ اے۔ ایل ایل بی) محمد امیر الدین قریشی یوسفی صاحب، محمد سلمان خان صاحب
تعداد:	گیارہ سو
مطبع:	حامد جمیل پرنٹرز ریٹی گن روڈ، لاہور
ناشرین:	صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحب صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی صاحب صاحبزادہ محمد ابو بکر صدیق یوسفی صاحب

ہدیہ:

ملنے کا پتہ

نگینہ کتب خانہ ۴۹۔ عمر دین روڈ وسن پورہ، لاہور۔ ۳۹

فون نمبر 7286370

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	سرورق	۱
۲	جملہ حقوق محفوظ ہیں	۲
۳	فہرست	۳
۴	بفیضانِ نظر	۱۰
۵	انتساب	۱۱
۶	پیش لفظ	۱۲
۷	اظہار خیال	۱۳
۸	تقاضائے فطرت	۱۷
۹	ایک شخصیت ایک تحریک	۲۱
۱۰	آدابِ دُعا	۳۸
۱۱	دُعا، لغوی معنی اور معاملہ فہمی	۳۸
۱۲	اللہ تبارک و تعالیٰ کا پکارنا	۳۸
۱۳	اللہ جل جلالہ اور رسول کریم ﷺ کا پکارنا	۳۸
۱۴	رسول کریم ﷺ پکارنے والے	۳۹
۱۵	بیٹوں اور عورتوں کو بلانا، پکارنا	۳۹
۱۶	غزوہٴ احد میں رسول کریم ﷺ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پکارنا	۴۰
۱۷	ایک دوسرے کو پکارنا	۴۰
۱۸	رہب کا نجات کا بلانا	۴۱
۱۹	حضرت شعیب علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پکارنا	۴۱

۴۱	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مردوں کو پکارنا	۲۰
۴۲	حضرت اسرافیل علیہ السلام کا مردوں کو پکارنا	۲۱
۴۳	وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ	۲۲
۴۹	دعا کے شرعی معنی	۲۳
۴۹	دعا عبادت ہے	۲۴
۵۰	دعا صرف عبادت ہی نہیں بلکہ عبادت کا مغز بھی ہے	۲۵
۵۰	اللہ جل شانہ کے ہاں پسندیدہ چیز!	۲۶
۵۰	دعا نہ کرنے والے سے اللہ تبارک و تعالیٰ ناراض ہوتا ہے	۲۷
۵۱	افضل دُعا	۲۸
۵۱	دعا تقدیر بدل دیتی ہے	۲۹
۵۱	دعا بلا کو نکالتی ہے	۳۰
۵۲	ہر نبی علیہ السلام کی ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے	۳۱
۵۳	آداب دعا کی تفصیل	۳۲
۵۳	۱۔ دعا با وضو کرنا	۳۳
۵۳	۲۔ اسم اعظم کے وسیلہ سے دعا	۳۴
۵۴	۳۔ دعا سے پہلے ذکر الہی اور درود شریف	۳۵
۵۵	حدیث حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۳۶
۵۵	حدیث حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۳۷
۵۶	۴۔ دعا سے پہلے اَللّٰهُمَّ يَا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا کہنا	۳۸
۵۶	۵۔ دعا سے پہلے رَبَّنَا کہنا	۳۹
۵۷	بار بار رَبَّنَا کہنے سے دعا کا قبول ہونا	۴۰
۵۸	۶۔ دعا میں تکلف کرنا منع ہے	۴۱

۵۹	۷۔ رزقِ حلال	۴۲
۶۰	۸۔ قبلہ شریف کی طرف رخ کر کے دعا کرنا	۴۳
۶۰	۹۔ لوگوں کی طرف منہ کر کے دعا کرنا	۴۴
۶۲	۱۰۔ یقین قبولیت اور حضورِ قلب	۴۵
۶۲	۱۱۔ دعا کے لیے عزم بالجزم	۴۶
۶۳	۱۲۔ دعا کرنے میں جلد بازی نہیں کرنی چاہیے	۴۷
۶۴	۱۳۔ بزرگوں سے دعا سیکھنا	۴۸
۶۵	۱۴۔ بزرگوں سے دعا کروانا	۴۹
۶۶	۱۵۔ نیک لوگوں سے دعا کروانا	۵۰
۶۶	انبیاء کرام علیہ السلام سے دعائیں کروائی گئیں	۵۱
۶۷	واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کا اور قوم	۵۲
۶۷	حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اویس رضی اللہ عنہ سے دعا کروائی	۵۳
۶۸	واقعہ	۵۴
۶۹	۱۶۔ دعا اپنی ذات سے شروع کرنا	۵۵
۶۹	۱۷۔ چھوٹوں سے اپنے لیے دعا کروانا	۵۶
۷۰	۱۸۔ عدم موجودگی میں دعا کرنا	۵۷
۷۰	۱۹۔ ایسی دعا کرنا جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے محبوب بندوں کی ہو	۵۸
۷۱	۲۰۔ اپنے اور اولاد و مال کے لیے بددعا نہ کرنا	۵۹
۷۱	ماں کی بددعا اور واقعہ جرتج	۶۰
۷۳	۲۱۔ عذاب کے لیے دعا نہیں کرنی چاہیے	۶۱
۷۴	۲۲۔ دعا میں عافیت مانگنا	۶۲
۷۴	۲۳۔ دوسروں کے لیے نام لے کر عدم موجودگی میں دعا کرنا	۶۳

۷۵	۲۴۔ خوش حالی میں دعا کرنا	۶۴
۷۵	۲۵۔ جامع دعا کرنا	۶۵
۷۶	۲۶۔ قطع رحمی نہ کرنا	۶۶
۷۶	۲۷۔ درمیانی آواز سے دعا	۶۷
۷۷	۲۸۔ دعا میں گڑگڑانا (تضرع)	۶۸
۷۸	۲۹۔ تین بار دعا اور استغفار	۶۹
۷۸	۳۰۔ دعا میں جمع قافیے سے پرہیز کرنا	۷۰
۷۹	۳۱۔ جذبہ معافی اور درگزر	۷۱
۸۰	۳۲۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر	۷۲
۸۰	۳۳۔ دعا میں ہاتھ اٹھانا	۷۳
۸۲	۳۴۔ دونوں ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں	۷۴
۸۳	۳۵۔ دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنا	۷۵
۸۳	۳۶۔ ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں	۷۶
۸۳	۳۷۔ آمین کہنا	۷۷
۸۵	۳۸۔ مجلس سے اٹھتے ہوئے دوستوں کے لیے دعا	۷۸
۸۶	خوف الہی	۷۹
۸۶	اطاعت و فرمانبرداری کی نعمت کی طلب	۸۰
۸۷	بے قصور سے انتقام نہ لینا	۸۱
۸۷	دین میں مصیبت و آزمائش سے حفاظت	۸۲
۸۷	مذمت دنیا	۸۳
۸۷	۳۹۔ موت کے لیے دعا نہ کرنا	۸۴
۸۸	۴۰۔ وصال شدہ کے لیے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا	۸۵

۸۸	جو دعائیں رد نہیں ہوتیں۔	۸۶
۸۹	۴۱۔ دعا کے وقت بے کسی اور بے قراری کا اظہار	۸۷
۹۰	مضطر کی دعا ہر حالت میں قبولیت سے نوازی جاتی ہے	۸۸
۹۱	مضطر کی دعا کا واقعہ	۸۹
۹۲	مضطر کی دعا کی قبولیت کی وجہ	۹۰
۹۲	مظلوم کی دعا سے بچنا	۹۱
۹۳	مظلوم کی دعا کی قبولیت کی صورتیں	۹۲
۹۶	۴۲۔ دعا کے لیے اچھی جگہ اور مقام	۹۳
۹۶	دنیوی زندگی والی ولی اللہ کا واقعہ	۹۴
۹۸	۴۳۔ دعا کے لیے نیک اعمال کو وسیلہ بنانا	۹۵
۱۰۱	۴۴۔ دعا میں نبی کریم ﷺ کا وسیلہ لینا	۹۶
۱۰۳	ابن تیمیہ کی خود ساختہ بدعت نہ تخریر	۹۷
۱۰۵	مناجات مقبول کا عکس	۹۸
۱۰۶	مختلف کتابوں کے عکس	۹۹
۱۱۳	رسول کریم ﷺ کی ولادت باسعادت سے قبل آپ ﷺ کے وسیلہ سے دعا	۱۰۰
۱۱۳	نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے آپ ﷺ کے وسیلے سے دعا	۱۰۱
۱۱۶	۴۵۔ رسول کریم ﷺ کے چہرہ انور کے وسیلہ سے دعا	۱۰۲
۱۱۷	اللہ تبارک و تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو فرمایا کہ آپ ﷺ امت کے لیے	۱۰۳
	دعا فرمائیں	
۱۱۸	۴۶۔ اولیاء اور صلحاء کے وسیلہ سے دعا کرنا	۱۰۴
۱۲۲	وسیلے سے دعا کرنے والے کے لیے ستر ہزار ملائکہ بخشش کی دعا کرتے ہیں	۱۰۵
۱۲۳	دعا کی قبولیت کے اوقات و مقامات	۱۰۶

بفیضانِ نظر

قطب جلی پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی،
نیرِ اوج شرافت، مصرِ محبت، پیکرِ صدق و صفا،
زبدۃ العارفین، شہنشاہ طریقت، عاشقِ رسول (ﷺ)
فنا فی الرسول (ﷺ) پروانہ توحید و رسالت حضرت قبلہ
علامہ حاجی محمد یوسف علی صاحب نگینہ نقشبندی مجددی
قادری چشتی سہروردی قدس سرہ العزیز

مرکز انوار و تجلیات آستانہ عالیہ
پیلے گوجراں شریف چک نمبر 176 گ۔ ب
تحصیل سمندری، ضلع فیصل آباد

انتساب

یہ کتاب ”آدابِ دعا و اوقاتِ قبولیت“ رسول کریم رؤف و رحیم سرکارِ کائنات رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صاحبِ مقامِ محمود خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ و ازواجہ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ سے منسوب کی جاتی ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ سے اور دعاؤں کا باکمال اور بے مثال وسیلہ ہیں جن کی برکت سے دنیا عذاب سے محفوظ ہے، جنہیں خود رب کائنات ارشاد فرماتا ہے کہ اپنے غلاموں کے لیے دعا فرمائیں ” (وصل علیہم) “ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے بندہ ناچیز اپنے شیخ حقانی امین علم لدنی پیر طریقت رہبر شریعت قبلہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ اور اپنے والدین مرحومین کی طرف بھی نسبت کرتا ہے۔

نیاز آگین

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

از استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی صاحب مدظلہ العالی

دُعا ایک ایسی عبادت ہے جو بندے کی عاجزی اور اللہ جل مجدہ الکریم کی قدرت و رحمت کو ظاہر کرتی ہے اور اس عبادت کے ذریعے بندے کا اپنے خالق سے تعلق قائم رہتا ہے۔ دعا کے آداب اور اس سے متعلق ضروری امور کے حوالے سے مبلغ اسلام علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ کی یہ تحریر نہایت جامع ہے جس میں ایک طرف مسلمانوں کو دعا کے بارے میں تمام اہم باتوں سے آگاہ کیا گیا ہے تو دوسری جانب دعا سے متعلق اہل بدعت کی جہالت اور بد عقیدگی کا مدلل انداز میں رد بھی کیا گیا ہے۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہر بات باحوالہ ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت علامہ یوسفی مدظلہ کی اس عظیم کاوش کو شرف قبولیت عطا فرما کر امت مسلمہ کی ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ بنائے آمین بجاہ نبیہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

محمد صدیق ہزاروی

۴، ذوالعقدہ ۱۴۲۲ھ

۱۹ جنوری، ۲۰۰۲ء

اظہارِ خیال

”آدابِ دعا و اوقاتِ قبولیت“ بڑا ہی پیارا اور اہم موضوع ہے اگر اس کے بارے میں علم حاصل ہو تو دعا کرنے میں رجوع الی اللہ حاصل ہوتا ہے۔ جب دنیا کے سبھی وسائل ختم ہو جائیں اپنے پرائے سبھی چھوڑ جائیں تو دعا سے دین و دنیا کی نعمتیں بھی حاصل ہوتی ہیں اور رحمت خداوندی بھی ملتی ہے

”آدابِ دعا و اوقاتِ قبولیت“ فصاحت و بلاغت کے موتیوں سے بھرپور کتاب میں ہمینہ کی چمک ہے خداداد ذہانت کی مہک بھی ہے مؤلف کے سینہ میں محبتِ مصطفیٰ ﷺ کی جوش و روشن ہے ان کی شعاؤں میں وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ کی شان والی مقدس نورانی، پیاری زبان سے نکلے ہوئے پیارے کلمات پر مبنی احادیث مبارکہ کے بیسیوں حوالہ جات سے اس کتاب کو مزین کیا گیا ہے احادیث مبارکہ کے مطالعہ و ذوق کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ ”آدابِ دعا و اوقاتِ قبولیت“ کے اس باب میں، جس میں سرور کائنات روح کائنات پیارے کریم آقا ﷺ کا طریقہ دعا تحریر کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ ہاتھ اٹھا کر کس پیارے انداز سے دعا فرمایا کرتے تھے اس میں چالیس حوالہ جات تحریر کیے گئے ہیں۔

”دعا“ تو اللہ تبارک و تعالیٰ کو بھی بڑی پیاری ہے۔ اسی لیے دعا نہ کرنے والوں سے ناراض بھی ہو جاتا ہے جبکہ دعا کرنے والوں سے راضی ہوتا ہے۔ اس کی شان کریمی اور رحیمی کا اندازہ لگائیے کہ خود ہی اپنے بندوں کی بخشش فرمانے کے لیے نورانی فرشتوں کو مقرر فرمادیا کہ ہر وقت میرے ان پیارے بندوں کی مغفرت کے لیے دعا کرتے رہو جن کے دلوں میں عشق اور محبتِ مصطفیٰ ﷺ ہے یہی لوگ مومن کہلانے کے حقدار ہیں۔ ارشادِ ب ذوالجلال ہے:

الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا

(ترجمہ) ”وہ فرشتے جو عرش الہی کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو فرشتے اُس کے گردا گرد ہیں اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔“

پہلو فرشتوں کو فرمادیا کہ جب میرے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام نماز ادا

کرنے کے لیے مسجد میں آ جائیں اور نماز کی ادائیگی سے پہلے جتنا وقت میرے گھر میں بیٹھے رہیں تو میری بارگاہ میں ان کی مغفرت کے لیے اور ان پر میری رحمت کے برسانے کے لیے دعائیں کرتے رہنا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے پیارے مقدس کلام کی ابتداء سورۃ فاتحہ پر غور کریں کہ خالق کائنات نے کس احسن انداز سے طریقہ دعا کی تعلیم دی ہے کہ پہلے میری حمد و ثناء کرو پھر میری ربوبیت کا اقرار کرتے ہوئے میری شان رحمانی و رحیمی کو اپنے دل میں بسا کر میری مملکت حقیقی کو جانتے ہوئے اپنی عاجزی کا اظہار کرنے کے بعد دعا کرو۔

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ①

قرآن مجید فرقان حمید میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا ذکر کے فرما دیا کہ تم بھی اپنی پریشانیوں سے نجات کے لیے ایسے ہی دعائیں کرو جیسے میرے پیاروں نے کی ہیں۔

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی لغزش سے معافی چاہنے کے لیے عرض کیا۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ②

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی ایک دن رب ذوالجلال کے احکامات سنارہے تھے قوم نے آپ کو اذیت دی اور دیوانہ کہا تو حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی۔

أَنتِ مَغْلُوبٌ فَأَنْتَ صِرَ ③

حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مچھلی کے پیٹ میں دعا کی۔

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ④

(تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے بیشک میں ظالموں میں سے ہوں)

بعد ازیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں مچھلی کے پیٹ سے نکالا۔

حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیماری کی حالت میں دعا کی۔

أَيُّ مَسْنَى الضُّرِّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ ⑤

”مجھے تکلیف پہنچی اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔“

اللہ جل شانہ اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان و کریم ہے۔ خود ہی حکم دیا کہ ماں باپ پر احسان کرو اور ساتھ ہی ماں باپ کے لیے دعا کا حکم دیا اور دعا کے الفاظ بھی ارشاد فرمادیے۔

قُلْ رَبِّ ارْحَمْنِيَا كَمَا رَأَيْتَنِي صَغِيرًا ۝

”فرمادیں اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں

پالا۔“

کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز کا طریقہ بتلایا تو والدین کے حق میں دعائے مغفرت کا سلیقہ بھی بتلادیا۔ کتنا کرم ہے ہم پر پیارے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ نمازی پانچ وقت کی نماز میں ہر روز اپنے اور والدین کے حق میں انیس مرتبہ دعا کرتا ہے رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ ”اے میرے رب میری بخشش فرما اور میرے والدین کی بھی۔“ رب تعالیٰ کی ذات پاک راضی ہوتی ہے جب اُس کا بندہ بار بار اُس کی بارگاہ اقدس میں گزارش کرتا ہے اے میرے رب میری اور میرے ماں باپ کی بخشش فرمادے۔

جب بندہ اپنے آپ کو عاجز گردانتے ہوئے، بے بس اور بے سہارا جانتے ہوئے خالق کائنات کو مالک حقیقی، بڑائیوں اور بلندیوں والا مانتے ہوئے دعا کرتا ہے کہ اے میرے اللہ تبارک و تعالیٰ تو میرا مالک ہے میں مملوک ہوں تو میرا رب ہے میں تیرا بندہ ہوں میں خطائیں کرنے والا ہوں تو عطا نہیں کرنے والا ہے تو ہی میری دعا کو قبول فرمانے والا ہے۔ مجھ عاجز و ناتواں کی دعا کو قبول فرمائے تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرشتوں کو فرماتا ہے کہ دیکھو میرا بندہ کیا کہہ رہا ہے کہ کبھی کچھ اس کا میں ہی ہوں آج یہ میرے حضور عاجز و ناتواں ہو کر دعا کر رہا ہے میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔

دعا سے حب الہی اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی نعمت ملتی ہے۔ دعا نہ صرف ایک عبادت ہے بلکہ عبادت کا مغز ہے۔ دعا سے محبت اور محبوب کے درمیان حجاب ختم ہو جاتا ہے۔ دعا دامن پر لگے گناہوں کے دھبوں کو مٹا دیتی ہے۔ دعا دل مضطر کے لیے سکون مہیا کرتی ہے۔ دعا سے عجز و انکساری کی دولت ملتی ہے۔ دعا گناہوں اور برائیوں کی زندگی کا رخ موڑ کر صراطِ مستقیم پر استوار کر دیتی ہے۔ دعا ہی سے قرب الہی اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی نعمت حاصل ہوتی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ شہنشاہِ ارض و سما ہے، ذات و صفات میں واحد اور یکتا ہے، اس کی شان، اس کی عظمت و حکمت بے مثل و بے مثال ہے۔ کائنات کے ذرے ذرے سے عیاں ہے۔

قاضی الحاجات ہے، رب عرش عظیم ہے، دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔ دعاؤں کی قبولیت سے ایمان و ایقان اور لقائے رحمان کی دولت ملتی ہے۔

دُعا کرتے ہوئے صرف دعا کے الفاظ ہی نہ بولے جائیں بلکہ دل کی گہرائیوں سے عاجزی اور انکساری سے دعا کریں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس ارشاد کو بھی پیش نظر رکھیں کہ ”اے میرے محبوب (ﷺ) جب میرے بندے آپ (ﷺ) سے میرے متعلق پوچھیں یا آپ (ﷺ) سے میرے بارے میں سوال کریں تو آپ (ﷺ) فرمادیں میں ان کے بہت قریب ہوں اور صرف قریب ہی نہیں بلکہ ان کی دعائیں قبول کرتا ہوں اور یہ بھی انہیں فرمادیں کہ اگر وہ میری محبت چاہتے ہیں تو پھر آپ (ﷺ) کی تابعداری کریں۔ آپ (ﷺ) کی تابعداری کریں گے تو میں ان سے محبت کروں گا، وہ میری محبت حاصل کریں گے تو دعائیں بھی قبول کروں گا۔“

حاجی محمد یوسف غنی عنہ

صدر نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) 977

چائنہ سکیم بلاک B IIIA لاہور

تقاضائے فطرت

دُعا انسانی فطرت کا تقاضا ہے، انسان مادی ترقی اور دنیاوی خوش حالی کی بنا پر اکثر اپنے رب سے دور ہو جاتا ہے الا ماشاء اللہ۔ غفلت، گناہ اور نسیان کے کتنے بھی دبیز پردے اس کے دل پر پڑ جائیں لیکن جب انسان مصائب، مشکلات، معاشی، معاشرتی و خاندانی الجھنوں اور انفرادی پریشانیوں میں پھنستا ہے تو اس کے ہاتھ دُعا کے لیے بارگاہ الہی میں بے اختیار اٹھ جاتے ہیں۔ قرآن مجید نے اس فطری تقاضے کو کئی جگہ بیان فرمایا ہے مثلاً سورت یونس کی آیت نمبر ۱۲ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَاَ لِحَبِيْبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا** اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں لیٹے، بیٹھے اور کھڑے پکارتا ہے ”دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے: **وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ** (الزمر: ۸) اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کی طرف جھکا ہوا پکارتا ہے ”اللہ تبارک و تعالیٰ نے کفار و مشرکین کا حال ایسا ہی بیان کیا ہے کہ بنیادی تکلیف، تنگ دستی اور بیماری وغیرہ میں اپنے جھوٹے معبودوں کو بھول کر رب کائنات، خالق ارض و سما کے حضور دُعا کرتے تھے۔ کفار، انبیاء کرام علیہم السلام سے اور مشرکین مکہ قحط سالی اور بیماری سے نجات کے لیے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دُعا ئیں کروایا کرتے تھے اور جب انبیاء کرام علیہم السلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعاؤں کی برکت سے کفار و مشرکین کو نجات ملتی تو وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو بھول جاتے اور پھر شرک کرنے لگتے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُذْ دَعَاً عَرَفِیْضًا** اور جب اسے (یعنی انسان کو) تکلیف پہنچتی ہے تو لمبی چوڑی دُعا ئیں کرتا ہے اور جب اس کی تکلیف دور ہو جاتی ہے (تو ارشاد باری تعالیٰ ہے) (اور جب ہم انسان پر احسان کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا ہے اور اپنی طرف دور ہٹ جاتا ہے) یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **لَمَّا إِذَا أَذَقْتَهُمْ مِّنْهُ رَاحَةً إِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ یُشْرِکُوْنَ** ”پھر جب وہ انہیں اپنے پاس سے رحمت کا مزہ عطا فرماتا ہے جیسی ان میں سے ایک گروہ اپنے رب کا شریک ٹھہرانے لگتا ہے۔“ اللہ تبارک و تعالیٰ سورت یونس کی آیت نمبر ۱۲ میں ناشکر۔ انسان کی کیفیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: **فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ صُورَهُ مَرَّكَانَ لَمْ یَذْكُرْآ إِلَىٰ صُورَتِهِ** (پھر جب ہم اس کی تکلیف کو دور فرماتے ہیں (دعا کی وجہ سے یا اپنے فضل و کرم

سے) تو چل دیتا ہے گویا کبھی کسی تکلیف پہنچنے پر ہمیں پکارا ہی نہ تھا اور تکلیف کا زمانہ بھول جاتا ہے) رب ذوالجلال نے انسان کی عجیب حالت بیان فرمائی ہے کہ جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی تو ہمیں پکارتا ہے، ہماری بارگاہ میں گزر گزاتا ہے اور جب تکلیف دور ہو جاتی ہے اور اسے کوئی نعمت عطا فرماتے ہیں تو قَالَ إِنَّمَا أَذِنْتُ لَهُ عَلٰی عَنۡوٰی "کہتا ہے یہ مجھے ایک علم کی بدولت ملی ہے" یعنی دولت مندی میری ہنرمندی کی وجہ سے ہے اور کبھی کہتا ہے هٰذَا لِيْ (تم السجدہ: ۵۰) "یہ میرا حق ہے۔"

اللہ تبارک و تعالیٰ محولہ بالا آیات میں مشرکین اور کفار کے حالات بیان فرماتا ہے عالمی سروے اور حالات کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہے کہ یہی حالت اکثر کلمہ پڑھنے والوں کی بھی ہے۔ مصیبت میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور بڑی لمبی چوڑی دعائیں کرتے ہیں اور جب مصائب دور ہو جاتے ہیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں۔

قرآن مجید میں انسانی حقیقت کیسے خوبصورت الفاظ میں بیان کی گئی ہے لَا يَسْتَمِ الْإِنسَانُ مِنْ دُعَاءِ الْخَيْرِ وَإِنْ مَسَّهُ الشَّرُّ فَيَسْتَوْسِقُ (تم السجدہ: ۴۹) "آدمی بھلائی مانگنے سے اکتاتا نہیں اور کوئی برائی پہنچے تو ناامید آس توڑ بیٹھتا ہے" اور کئی مرتبہ ایسے ہوتا ہے کہ ناامید انسان خودکشی کر لیتے ہیں اور کئی لوگ اپنے حق میں بُری دعائیں کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد رب ذوالجلال ہے وَيَذْمُ الْإِنسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ وَكَانَ الْإِنسَانُ عَجُولًا (بنی اسرائیل: ۱۱) "اور انسان برائی کی دعا کرتا ہے جیسے بھلائی مانگتا ہے اور انسان بڑا ہی جلد باز ہے۔"

دُعا دراصل بے چارگی اور در ماندگی کی حالت میں مجبور اور لاچار کی پکار ہے جو اطمینان قلب کا سب سے بڑا وسیلہ ہے، ہر انسان پریشانیوں، خطرات اور مصائب میں نیاز مندی سے اپنی حاجات اور ضروریات اپنے پروردگار کی جناب میں پیش کرتا ہے، ہر شخص کو اصلاح و فلاح کی ضرورت ہوتی ہے، انسان اپنی اصلاح و فلاح کے لیے دُعا کرتا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں اس کی ترغیب، تاکید اور آداب کی تفصیل موجود ہے۔ جس شخص کو دُعا کی توفیق ملتی ہے اس کے لیے قبولیت کے دروازے اور جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں، قضاء مل جاتی ہے، بلا ٹل جاتی ہے، دُعا نازل شدہ بلا کے لیے بھی نافع ہوتی ہے اور اس بلا کے لیے بھی، جو ابھی نازل نہیں ہوئی ہوتی اور کبھی بلا نازل ہو رہی ہوتی ہے اور دُعا اس کو روک دیتی ہے۔

انسان کو دعا کرتے رہنا چاہیے اس کی برکت سے مصیبت نہیں آتی اور کبھی اس کی وجہ سے مصیبت ٹل جاتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک دعا کی بڑی قدر و منزلت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس کو یہ بات پسند ہو کہ سختیوں کے وقت اس کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اس کو چاہیے کہ خوشی اور عیش کے وقت خوب دعا کیا کرے۔ دعا مسلمان کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون ہے۔ دعا کرنے سے بندے کا رب کریم سے خاص تعلق بندگی قائم ہوتا ہے۔ جب بارگاہ الہی میں دعا قبول ہو جاتی ہے تو بڑی سعادت اور خوش نصیبی حاصل ہوتی ہے۔ اگر انسان کو بظاہر دعا قبول ہوتی نظر نہ آئے تب بھی یہ بہت بڑی سعادت ہوتی ہے کہ دعا کے بہانے سے خالق و مالک حقیقی سے مناجات اور سرگوشی کی نعمت حاصل رہتی ہے۔ مبارک ہو اس انسان کو جو اپنے پروردگار کے حضور ہر حال میں دعا کرتا رہتا ہے۔ دعا کے نتیجے میں بندہ مومن کی روح کو تسکین اور دل کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

اکثر اوقات دیکھا جاتا ہے کہ دعا کرنے والوں کی دعا قبول نہیں ہوتی جبکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے اُجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَا (جب دعا کرنے والا دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب کوئی مسلمان کوئی ایسی دعا کرتا ہے جس میں گناہ اور صلہ رحمی کا منقطع کرنا نہ ہو، تو یقیناً ایسے دعا کرنے والے کو تین چیزوں میں سے ایک چیز حاصل ہوتی ہے، اس کی دعا قبول کر لی جاتی ہے یا آخرت کے لیے ذخیرہ بنالی جاتی ہے یا اس سے اس حیثیت کی برائی دور کر دی جاتی ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ زندہ حقیقی اور فضل و کرم والا ہے جب کوئی بندہ اس کی بارگاہ میں دست سوال پھیلاتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ ان پھیلے ہوئے ہاتھوں کو خالی لوٹاتے ہوئے حیا فرماتا ہے البتہ بعض اوقات قبولیت میں تاخیر رونما ہونا یا دعا کا مستجاب نہ ہونا یا تو کسی حکمت کے ماتحت ہوتا ہے یا دعا کی قبولیت میں کسی وجہ کا حائل ہونا پایا جاتا ہے یا دعا کرنے والے سے ناراضگی کے لیے ہوتا ہے جبکہ شرائط نہ پائی جاتی ہوں۔

التجا ہے! ہم سب اپنے رب کے حضور دعا و مناجات میں مصروف رہیں اور اپنے رب حقیقی کی یاد سے دلوں کو آباد رکھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں اور ان آداب

سے آگاہ رہیں جو آداب، اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمیں مستجاب الدعوات کر دیں نیز دُعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ناچیز کی اس نامکمل سعی کو قبول عام عطا فرمائے اور یہ کتاب ”آداب دُعا و اوقات قبولیت“ لوگوں کے لیے باعث نفع ہو۔ آخر میں ناچیز ان احباب کا جنہوں نے اس کتاب کی تالیف کے لیے خواہش کا اظہار فرمایا، خصوصاً برادر مکرم حاجی محمد یوسف صدر رنجینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی رجسٹرڈ لاہور اور حاجی شیخ حمید فاضل (نیشنل بیٹری والے) کا احسان مند ہے۔ علاوہ ازیں خلیفہ مجاز چوہدری رشید احمد جنجوعہ یوسفی، محمد امیر الدین قریشی یوسفی، شیخ فہد یوسفی اور محمد سلمان خان صاحبان کا بھی، جنہوں نے خصوصی طور پر پروف ریڈنگ اور اشاعت کے مراحل میں بھرپور محبت کا اظہار فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ ان تمام احباب کو دین و دنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے۔ کتاب کی صحت کے لیے انسانی کوششیں کی گئی ہیں۔ اس کے باوجود اگر قارئین کرام کو کسی قسم کی غلطی نظر آئے تو ازراہ شفقت مؤلف کتاب کو آگاہ فرما کر مشکور ہوں۔ جزاک اللہ

طالب دُعا

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

علامہ منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم ایک شخصیت ایک تحریک

از قلم: حضرت مولانا محمد منشا تابش قصوری

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل، کمالاں را رہنما

داتا کی نگری شہر لاہور:

جنے لاہور نہیں دیکھیا، اوجھیا ای نہیں، پنجاب میں یہ مقولہ ضرب المثل بن چکا ہے یعنی وہ شخص تو پیدا ہی نہیں ہوا جس نے لاہور نہیں دیکھا۔

یقیناً یہ مقولہ لاہور کی شان و شوکت، قدر و منزلت اور خصوصی محبوبیت و مقبولیت پر دلالت کرتا ہے۔ پھر آپ خود ہی تصور فرمائیے کہ جو واقعتاً اس شہر نامدار میں پیدا ہوا ہو آخر اس کی بھی تو کوئی شان ہوگی؟

مگر نہ جانے اس عالمی اہمیت کے حامل شہر جسے تاریخ نے مختلف اسمائے وصفیہ سے نوازا، کبھی ”مدینۃ الاولیاء“ سے یاد کیا تو کبھی ”مدینۃ العلماء العلوم“ سے پکارا، حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے ”مدینۃ الاقطاب والارشاد“ سے موسوم فرمایا۔ عشاق اولیاء نے ”داتا کی نگری“ سے تعبیر کیا، ساجدین نے ”مدینۃ المساجد“ کی نسبت دی، جمالیات کے دلدادگان نے ”مدینۃ الحدائق“ باغوں کا شہر قرار دیا، فاتحین نے ”مدینۃ السلاطین“ بلکہ ”سلطان المدائن“ سے موصوف کیا، الغرض لاہور ہر فن، ہر علم اور ہر عمل کا حسین گلدستہ ہے۔ اسے جس سمت سے بھی دیکھا جائے دلکش، دلربا، دلفریب اور پیارا لگتا ہے۔ اس وسیع و عریض سمندر میں نہایت خوبصورت لؤلؤ اور مرجان پائے جاتے ہیں، البتہ ان سے استفادہ کے لیے محنت شاقہ طویل جدوجہد اور بھرپور غواصی کی ضرورت ہے۔

نہ جانے ”مدینۃ الانس“ لاہور میں کتنے چھوٹے، بڑے، صغیر، کبیر، فقیر، امیر، شاہ و گدا پیدا

ہوئے اور گم نامی کے بحر جانتان میں غرق ہو گئے۔ تاہم بیسیوں ایسے نامی گرامی انسان بھی جلوہ گر ہوئے۔ جو آسمان شہرت پر آفتاب و مہتاب بن کر چمکے، نجوم و کواکب تو قطار اندر قطار دکھائی دیتے ہیں۔ تو تاریخ لاہور میں انسانی ستاروں اور سیاروں کے تو جگمگٹے لگے ہوئے ہیں۔ لیکن ان میں سے صرف علوم و فنون اسلامیہ سے مرصع شخصیات ہی کو لیا جائے تو ان کا شمار بھی ممکن نہیں۔ پھر ان میں سے اولیائے کرام، علمائے ملت، مشائخ امت کی گنتی مطلوب ہو تو۔

ایں خیال است و محال است جنوں

کے مترادف ہے۔ اگر انہیں تاریخ ماضیہ کا قصہ پارینہ سمجھ کر صرف نظر بھی کر دیں تو زمانہ حال میں اس شہر علمستان کے مشائخ عظام، علمائے کرام، حفاظ و قراء، موزنین و اصفیاء کا شمار نہیں مگر اس کثرت میں شہرت و ناموری کی دولت چند شخصیات نے سمیٹ رکھی ہے۔ جن کا حال خوب اور مستقبل محبوب ہے۔ ان میں ایک معروف نام حضرت علامہ مولانا الحاج منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم العالیہ کا بھی ہے۔ جنہوں نے اپنے آپ کو مذہب حق اہل سنت و جماعت کی تعمیر و ترقی کے لیے وقف کر رکھا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس خوش بخت انسان نے خدمت دیدیہ کو اپنا شعار بنایا وہ قوم کی آنکھوں کا تارا ثابت ہوا، لوگوں نے اس کی گرد راہ کو سرمہ بنا لیا، اور پھر اپنا راہرو رہنما تسلیم کیا۔ پھر جیسے جیسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے محبوبیت و مقبولیت سے نوازا، ویسے ویسے وہ عاجزی، انکساری اور تواضع کو اختیار کرتا گیا۔

۔ نہد شاخ پر میوہ سر بر زمیں

دراصل وہ راہ طریقت پر گامزن ہو جاتا ہے کیونکہ خدمت شریعت و انسانیت ہی کا دوسرا نام طریقت ہے۔ بقول حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ

طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ، بھی راہ طریقت و حقیقت کے مسافر ہی نہیں بلکہ شناسائی کا ملکہ رکھتے ہیں۔ بناء علیہ موصوف امت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلاف کے طریق پر رشد و ہدایت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

راقم السطور پانچ صد (۵۰۰) سے زائد شخصیات اسلامیہ پر لکھنے کی سعادت سے بہرہ مند

ہے۔ بیشتر ایسی نورانی ہستیاں ہیں جو صفحات تواریخ کو منور کر رہی ہیں۔ تاہم چند ایسی بھی ہیں جو بحمدہ تعالیٰ بقید حیات ہیں۔ جن کی اسلامی، دینی، تحقیقی، تاریخی، مسلکی، سیاسی و مذہبی خدمات سے متاثر ہو کر مجھے کچھ لکھنے کا موقع میسر آیا اور پھر ان کے مقدس احوال و آثار سے میرے قلم و قرطاس کی قدر و منزلت میں بے حد اضافہ ہوا۔

مجھے خوشامد سے انتہائی نفرت ہے، تصنع سے عار، اور حق و صداقت کے اظہار سے محبت ہے، پیار ہے۔ خوشامد کی لعنت سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم علیہ التحسینہ و التسلیم کے وسیلہ سے مجھے محفوظ رکھا ہے۔ الحمد للہ علی منہ و کرمہ تعالیٰ اس نعمت پر میں جتنا بھی شکر کروں کم ہے۔ راقم جو کچھ بھی ضبط تحریر میں لاتا ہے اپنی دانست کے مطابق بنی برحقائق ہوتا ہے۔ مجھے ہر عمل میں اللہ تعالیٰ جل و علیٰ اور اس کے محبوب و حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضا و خوشنودی مطلوب ہوتی ہے۔

صحیح بات ہے حمد باری تعالیٰ و نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو لکھنے کا کوئی سلیقہ نہیں البتہ مقبولان بارگاہ کے احوال و آثار قلم و قرطاس کے ذریعے پیش کر کے من وجہ حمد و نعت ہی کی ایک شق کو بجالانے کی کوشش کرتا رہتا ہوں۔ کیونکہ اس سے مصنوع کے اوصاف کا بیان حقیقتہً صانع کے اوصاف و کمالات ہی کا اظہار ہے۔ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام، صدیقین و شہداء، صالحین و اصفیاء، اولیاء و علماء کے محامد و محاسن اور قصائد و مناقب، کرامات و کمالات کا بیان حقیقت میں احسن الخالقین، اللہ رب العالمین جل مجدہ العظیم کی حمد و ثناء ہی تو ہے جس نے ان بلند ترین ہستیوں کو تخلیق فرمایا اور جہانوں کا رہنما بنایا۔

یوں ہی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلفاء، صحابہ، اہل بیت، تابعین و تبع تابعین، آئمہ کرام، اولیائے عظام، علمائے ملت، شہدائے امت کے احوال و تذکار دراصل نعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی تو ہیں جن کے وسیلہ جلیلہ سے ایسے ایسے صاحبان اوصاف و کمالات و حاملان کرامات سے امت محمدیہ کو نوازا گیا۔

کیا شان احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

بقول حضرت جامی علیہ الرحمہ :-

ہم از لوح و قلم تا عرش و کرسی
ازاں نور است مگر تحقیق پری

اس طویل مگر ضروری تمہید کے بعد آدم برسر مطلب!

علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ کی حیات مبارکہ کا خاکہ پیش کرنے کی سعی کرتا ہوں۔ جن کی بے
لوٹ دینی، مذہبی، اسلامی، تحقیقی، تاریخی، روحانی، عرفانی، قلمی اور لسانی خدمات سے زمانہ مستفیض
ہو رہا ہے۔

ولادت باسعادت:

حضرت علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ ظہور پاکستان سے تقریباً دو سال قبل یکم اکتوبر ۱۹۳۵ء کو
مدینۃ الاولیاء والعرفان لاہور کے ایک معروف علاقہ مصری شاہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے
والد ماجد میاں محمد رفیق صاحب اور والدہ ماجدہ بی بی زینب صاحبہ کے نام نامی اسم گرامی سے
علاقہ بھر میں جانے پہچانے جاتے تھے، جن کی شرافت کی شہادت مصری شاہ کے درود یوار سے
آج بھی سنائی دے رہی ہے۔ دونوں شخصیتیں اس دار فانی سے راہی بقا ہو چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ بجاء
حبیبہ الاعلیٰ، اعلیٰ علیین میں مقام ارفع سے شاد کام فرمائے۔ آمین۔ وہ بڑے خوش نصیب تھے
جنہوں نے قوم کو ایک قابل فخر اور لائق ذکر فرزند عطا فرمایا۔

تعلیم و تربیت:

لاہور جدید و قدیم علوم کا مرکز چلا آرہا ہے۔ یہاں کا پیدا ہونے والا بچہ جونہی اس جدید و
قدیم علوم کے سمندر میں آنکھیں کھولتا ہے تو بلا تکلف، ”مرج البحرین“ کے حسین اتصال سے جدید و
قدیم لؤلؤ و مرجان کی غواصی میں مصروف ہو جاتا ہے۔ جب لاہور کی فضاء درس و تدریس، تعلیم و تعلم
سے ہی معمور ہے تو ہو ہی نہیں سکتا کہ صاحب شعور اور شریف گھرانے میں پیدا ہونے والا فرزند، علوم
وفنون کے حصول کی طرف راغب نہ ہو۔ چنانچہ اس بابرکت مصری جیسے میٹھے اسم باسکی علاقے
مصری شاہ کے ایک پرائمری سکول جہانگیر آباد، چوک ناخدا میں داخلہ لیا اور ۱۹۵۲ء سے ۱۹۵۷ء

تک پرائمری کی تعلیم میں مصروف رہے۔ بعدہ علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ، اسلامیہ ہائی سکول مصری شاہ میں داخل ہوئے اور ۱۹۶۲ء میں میٹرک کی سند حاصل کی۔ ۱۹۶۴ء میں دیال سنگھ کالج لاہور سے ایف۔ اے اور ۱۹۶۷ء میں اسلامیہ کالج سول لائن لاہور سے بی۔ اے کی ڈگری لی۔ پھر آپ نے ایم۔ اے پولیٹیکل سائنس کی سند پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ۱۹۶۹ء میں حاصل کی۔

تحصیل علوم دینیہ :-

علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ، جدید علوم کے حصول کے ساتھ ساتھ علوم دینیہ کی طرف بھی تسلسل سے منہمک رہے۔ قسمت نے یادری کی، مقدر کا ستارا چمکا، تو باقاعدگی سے علوم و فنون اسلامیہ کی تحصیل کا عشق دل و دماغ پر قابض ہو گیا۔ والدین کی دعائیں رنگ لائیں اور آپ جامعہ نگینہ پیلے گوجراں شریف، تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد، پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی، عاشق رسول مدنی (علیہ السلام)، حاجی حرین شریفین حضرت علامہ مولانا محمد یوسف علی نگینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پھر ان سے شریعت و طریقت، حقیقت و معرفت کے جام پینے لگے۔ ایک عرصہ تک آپ نے انہیں سے علم کے نگینے سمیٹے، بعدہ آپ نے لاہور مراجعت فرمائی اور درج ذیل قابل قدر علمی شخصیات سے علوم و فنون دینیہ اور مسائل شرعیہ کی دولت لازوال سے دامن مراد کو پر کیا۔

حضرت علامہ مفتی محمد حسین صاحب نعیمی علیہ الرحمہ، بانی جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور، حضرت مولانا محمد علی صاحب نقشبندی علیہ الرحمہ، جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم صاحب ہزاروی مدظلہ، ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، حضرت علامہ حسن الدین ہاشمی صاحب اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، حضرت علامہ مولانا مقصود احمد صاحب قادری خطیب جامع مسجد حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ لاہور۔

شادی خانہ آبادی اور اولاد:

انسانی عظمت کا نشان ظاہری و باطنی پاکیزگی اور طہارت سے وابستہ ہے۔ جسے نکاح سے منسلک کر دیا گیا ہے۔ کھانے پینے کی طرح نکاح کرنا بھی دین سے ہے کیونکہ دین میں انسان کو بقاء کی ضرورت ہے جس طرح زندگی اور بقاء بلا کھانے پینے سے محال ہے، اسی طرح آدمی کو جنس

اور نسل کی بقاء کی بھی حاجت ہے اور یہ بغیر نکاح کے ممکن نہیں۔ اس لیے کہ نکاح اصل وجود کا سبب اور طعام بقائے وجود کا وسیلہ ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس لیے نکاح کو مباح ٹھہرایا، شہوت کے لیے نہیں، بلکہ شہوت کی تخلیق کا مقصد بھی یہی ہے کہ انسان نکاح کا متقاضی ہو اور لوگ اپنی زندگی کو پاکیزہ بنانے کے لیے نکاح کریں۔ نیز صراطِ مستقیم پر چلنے والے پیدا ہوں۔

خالق اقدس نے تمام جن و انس کو دین کے لیے ہی پیدا فرمایا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ⑤

”میں نے نہیں پیدا کیا جن و انس کو مگر یہ کہ وہ عبادت کریں۔“

پھر جیسے انسانوں کی کثرت ہوگی اتنے ہی صاحبانِ ذکر و اذکار اور عبادت گزار زیادہ ہونگے۔ سید الانبیاء والمرسلین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نکاح کرو، اس طرح امت بڑھے گی اور قیامت کے دن میں دیگر انبیاء و مرسلین علیہم السلام پر اپنی امت کی اکثریت کے باعث فخر کروں گا۔

نکاح، امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ”جو میری سنت سے اعراض کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں“۔ نکاح، انسان کی ایمانی صلاحیتوں کو جلا بخشنے میں اکیر ہے۔ اس میں مخلوق رب ذوالجلال کی خدمت کا جذبہ، ایثار و قربانی کی حد تک کار فرما ہوتا ہے۔ مرد و زن کی پیدائش، بچپن، جوانی بڑھاپے تک کی تمام تر کیفیات میں بتدریج ترقی ہوتی رہتی ہے۔ ارشادِ باری ہے

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ ⑥

”ہم ضرور ضرور (اے انسان) تجھے منزل بہ منزل ترقی عطا فرمائیں گے۔“

وہی انسان جو کل تک بچہ تھا، بالغ ہوا نکاح کیا تو خاوند کہلایا، اولاد ہوئی تو باپ بنا، بہن بھائی ملے تو برادر پکارا گیا۔ یہی کیفیت عورت کی ہے، جسے کل تک بچی کہا جاتا تھا بالغ ہوئی، نکاح کے بندھن میں آئی تو بیوی کہلائی، اولاد ہوئی تو ماں کا درجہ پایا۔ اس منزل پر قدم رکھا ہی تھا کہ

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بشارت سے شاد کام ہوئی۔ اَلْجَنَّةُ تَحْتَ
اَقْدَامِ اُمَّهَاتٍ۔ ”جنت تو ماؤں کے قدموں میں ہے۔“

پھر میاں، بیوی، اپنے اپنے منصب پر فائز رہتے ہوئے بچوں کی پرورش، نگہداشت قیام و
طعام، لباس، تعلیم و تربیت وغیرہ لوازمات ضروریہ سے عہدہ برآ ہونا عملاً ان امور کا بجالانا، مخلوق
رب کریم کی خدمت کا طریقہ سکھایا جا رہا ہے۔ جسے طریقت میں عظیم ترین درجہ حاصل ہے۔ نیز
اولاد کے دل میں والدین کی قدرومنزلت، رفعت و وقعت، ادب و احترام اور محبت و انس کو یہ فرما کر
راخ کیا جا رہا ہے۔ کہ ”وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اور والدین کی خدمت کے لیے ہمیشہ کمر بستہ
رہیں، کسی بھی دینی دنیوی امر میں ان کے حکم کی خلاف ورزی نہ کریں تکلیف دہ کلمات سننے کے
باوجود انہیں ”اُف“ تک نہ کہیں۔

مختصر یہ کہ ان تمام نعمتوں کا دار و مدار نکاح پر موقوف ہے۔ جب انسان اللہ تبارک و تعالیٰ
اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوگا
تب ہی اولاد ایسی عظیم نعمت سے سرفراز ہوگا۔

چنانچہ اس اہم ترین اسلامی، دینی فریضہ سے علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ، ۱۹۷۸ء میں عہدہ برآ
ہوئے۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے تین بیٹے اور ایک بیٹی سے خانہ آبادی کا سامان مہیا فرمایا۔ مولانا منیر
احمد یوسفی مدظلہ کے بڑے صاحبزادے عزیز القدر مولانا بشیر احمد یوسفی زید مجدہ ہیں۔ جو دینی تعلیم کے
ساتھ ساتھ علوم عصریہ میں ایم۔ سی۔ ایس (M.C.S) کی ڈگری رکھتے ہیں۔ نیز جامع مسجد گنپنہ گوجر
پورہ سکیم، لاہور میں خطابت کے فرائض باحسن وجوہ انجام دے رہے ہیں۔

ان سے چھوٹے صاحبزادے عزیز القدر حافظ خلیل احمد یوسفی زید علمہ و عملہ جامعہ نظامیہ
رضویہ لاہور میں زیر تعلیم ہیں۔ حسن اتفاق کہ موصوف کی علمی نگہداشت کا اولین فریضہ راقم السطور
نے ادا کیا ہے۔ اب تیسرے سال میں علم کے نور سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ دوران سال انہیں
ایک خطرناک حادثہ سے دوچار ہونا پڑا لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس ذات کریم نے
اپنے فضل و کرم سے اُن کو محفوظ رکھا اور اب بحمدہ تعالیٰ رو بصحت ہیں، دعا ہے رب جلیل، عزیزم
خلیل احمد یوسفی کو صحت کاملہ عاجلہ کی خلعت سے بہرہ مند فرمائے۔ نیز نبی کریم ﷺ کے ارشاد
کے مطابق ”الولد سرلابیہ“ کا مصداق بنائے آمین۔

عزیز القدر خلیل احمد یوسفی زید علمہ کے سب سے چھوٹے بھائی عرصہ نو سال سے بیمار چلے آ رہے ہیں مولیٰ تعالیٰ انہیں بھی صحت و تندرستی کی نعمت عطا فرمائے۔ آمین۔

اہل اللہ اور صاحبان طریقت ایسے امتحانات سے ہمیشہ دوچار ہوتے آئے ہیں۔ کیونکہ ایسی آزمائشوں کے سوا وہ صابرین کا مقام حاصل نہیں کر پاتے۔ میرا یقان ہے کہ علامہ منیر احمد یوسفی ایسے ہی صابرین کی جماعت کے فرد ہیں۔ جو ایک عرصہ سے بچے کی طویل ترین علالت کی تکلیف دیکھ کر صبر و شکر کا وظیفہ پڑھتے رہتے ہیں۔

دفا کی راہ میں کانٹے ہی کانٹے
ہر لمحہ ہر قدم پر امتحاں ہے

علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک صاحبزادی بھی عطا فرمائی ہے جس نے میٹرک کرنے کے بعد جامعہ یوسفیہ برائے طالبات میں (۱۴۲۳ھ، ۲۰۰۱ء) عالمہ فاضلہ کورس برائے خاصہ کا امتحان اپنے مدرسہ میں پہلی پوزیشن کے ساتھ مکمل کیا ہے اور علمی قابلیت اور اہلیت اور دسترس کی بدولت جامعہ یوسفیہ برائے طالبات میں صدر معلمہ کے فرائض انجام دے رہی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ عربی فاضل کے امتحان کی تیاری میں مصروف ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ موصوف کی صاحبزادی کو عظیم مبلغہ اور معلمہ اسلام بنائے اور خواتین اسلامیہ کی اصلاح و فلاح کی بیش از بیش خدمات سرانجام دینے کی نعمت سے بہرہ ور ہو۔ آمین۔

بیعت و خلافت:

شریعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بیعت و خلافت کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ کوئی بھی انسان ارادت و عقیدت کے بغیر صلاح و فلاح نہیں پاسکتا، جب تک جسمانی طہارت کے ساتھ ساتھ باطنی طہارت کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ اہل حق اسی راہ پر گامزن رہے۔ صالحین و عارفین نے بیعت و خلافت کی سنت مستمرہ کو زندہ و پائندہ رکھا، اولیائے کرام نے اسے حرز جان بنایا، امت حبیب کبریٰ علیہ التحسینہ و الثناء اس پر عمل پیرا ہے۔ علامہ منیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ نے روحانیت کی منازل طے کرنے کے لیے ۱۹۶۹ء میں حضرت پیر طریقت امین علم لدنی الحاج علامہ محمد یوسف علی گنیمہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضری دی اور ان سے بیعت و خلافت کا شرف حاصل کیا۔ نیز ۱۹۷۰ء سے مسلسل ان کی خدمت اقدس میں حاضر رہ کر رموز

معرفت اور قواعد و ضوابط طریقت کا درس لیا، پھر جب پیر طریقت رہبر شریعت حضرت محمد یوسف علی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے نگاہ فراست اور بنظر بصیرت دیکھا تو عرفان و استحسان کی دولت ابدی سے نوازتے ہوئے چہار سلسلہ ہائے طریقت (نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ) کی اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ حضرت کے ارشاد کے مطابق آپ اس روحانی دولت کو بڑی فیاضی سے تقسیم فرما رہے ہیں اس وقت تک سینکڑوں مرید آپ کے حلقہ ارادت سے وابستہ ہو چکے ہیں۔ نیز عقیدت مندوں کا تو شمار ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ بجاہ حبیبہ الاعلیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا سایہ اہل محبت پر ہمیشہ قائم رکھے۔ آمین۔

پسندیدہ دینی شخصیات:

یوں تو ہر مسلمان کا اکابرین اسلام اور بلند ترین شخصیات سے اپنے اپنے ظرف کے مطابق پیار، محبت اور لگاؤ ہوتا ہے مگر عموماً پسندیدہ شخصیات سے مراد وہ ہستیاں ہوتی ہیں۔ جنہیں انسان اپنی زندگی میں دیکھتا ہے اور ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ راقم السطور علی حیات مستعار میں کثیر شخصیات سے متاثر ہے، جن کے احوال و افعال، خصائل و شمائل، مضامین و مقالات اور عملی احوال و آثار نے دل میں گھر کیا ہوا ہے۔ میرا دل چاہتا ہے ان کا تفصیلی تذکرہ کروں مگر یہ مضمون اس کا متقاضی نہیں البتہ ”منازل حیات“ جو میری اپنی زندگی پر مشتمل یادداشتوں کا مجموعہ ہے اس میں تفصیلاً ذکر کیا جائے گا۔ یہاں تو علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ، اپنی مبارک زندگی میں، جن شخصیات سے متاثر ہوئے اور انہیں اپنے قلب و جگر میں جگہ دی ان کے اسمائے گرامی سے اس مختصر تحریر کو زینت دی جاتی ہے۔ (موصوف کے پیر و مرشد اور اساتذہ کرام کے نام پہلے آچکے ہیں۔)

فخر سادات پیر طریقت سید علی اصغر شاہ صاحب علیہ الرحمہ علی پور سیداں

غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی صاحب علیہ الرحمہ ملتان

فقہیہ اعظم حضرت علامہ الحاج ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی اشرفی صاحب علیہ الرحمہ بصیر پور

مناظر اسلام علامہ مولانا محمد عمر اچھروی صاحب علیہ الرحمہ اچھرہ، لاہور

مناظر اسلام علامہ مولانا عنایت اللہ صاحب علیہ الرحمہ سانگلہ بل

(استاذ العلماء، حضرت مولانا) محمد منشا تابش قصوری مرید کے

حضرت علامہ قاضی محمد مظفر اقبال صاحب رضوی، لاہور

حضرت مولانا مفتی محمد رمضان صاحب

حضرت مولانا شرف الدین صاحب

استاذ العلماء حضرت مولانا محمد عبداللطیف مجددی صاحب لاہور

حضرت پیر طریقت سید غلام جیلانی صاحب علیہ الرحمہ، چورہ شریف

حضرت پیر طریقت خورشید عالم صاحب علیہ الرحمہ، چورہ شریف کے خلیفہ

حضرت پیر طریقت سید باقر علی شاہ صاحب، کیلیا نوالہ شریف

حضرت پیر طریقت علی حسین حسینی صاحب، چورہ شریف

حضرت پیر طریقت فاروق الاسلام صاحب، چورہ شریف

پسندیدہ دینی مصنفین:

حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ، بریلی شریف

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، گجرات

علامہ مولانا محمد عبدالکیم شرف قادری صاحب مدظلہ، لاہور

علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی مدظلہ، لاہور

علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی مدظلہ، لاہور

(علامہ مولانا) محمد منشاء تائبش قصوری، مرید کے

محترم جناب اوصاف علی صاحب

(بعض مزید حضرات بھی ہیں مگر اختصار ملحوظ ہے)

تحقیقی کاوش:

اللہ تعالیٰ جل و علی انسان کو نعمتوں سے نوازتا ہے تو اس میں دوسروں کا حصہ بھی

و دیعت فرما دیتا ہے۔ کیونکہ ہر ایک شخص میں تقسیم کی سپرٹ نہیں ہوتی، بعض تو سب کچھ پانے کے باوجود بخیل ہوتے ہیں۔ محض مال و دولت اور اشیائے دنیویہ ہی تقسیم سے عبارت نہیں، بلکہ علمی و روحانی دولت بھی قابل تقسیم ہے۔ مادی اشیاء جسم کے لیے تقویت کا باعث ہیں تو روحانی نعمت روح کی طاقت بڑھاتی ہے۔ بناء علیہ میرے ممدوح علامہ منیر احمد یوسفی ہر دو نعمتوں کے امین ہیں، طب و حکمت سے بھی آراستہ ہیں اور علم و معرفت سے بھی پیراستہ ہیں۔ ایک طرف جسمانی امراض میں مبتلاء لوگوں کی مسیحتی کے لیے کمر بستہ ہیں تو دوسری طرف روحانی طالبان کی حاجت برآری میں محور ہتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ علوم قرآن و حدیث سے دینی تبلیغ کا بھی فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ چنانچہ اس وقت تک آپ نے علمی، تحقیقی، تحریری شعبہ کو تابناک بنانے کے لیے مندرجہ ذیل کتابیں تصنیف فرمائیں ہیں۔ جنہیں جدید طریقہ تحقیق کے باوجود، دقیق ترین مسائل کو عام فہم انداز میں پیش کرنے کی آپ نے طرح ڈالی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

قل (یا محمد صلی اللہ علیک وسلم)

اس کتاب میں متعدد مفسرین کی تفاسیر سے ان آیات کی تفسیر پیش کی گئی ہے جن میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے براہ راست رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لفظ (قل) سے مخاطب فرمایا ہے یہ تحقیق پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی قطب جلی حضرت علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی گنینہ صاحب قدس سرہ العزیز کی ہے انہیں کے حکم سے انہیں کی موجودگی میں آپ ہی کی زیر نگرانی آپ کی عظیم لائبریری میں موجود کتابوں سے استفادہ حاصل کر کے تالیف کی گئی ہے۔ درحقیقت یہ شیخ حقانی کامل پیر و مرشد حضرت قبلہ گنینہ صاحب علیہ الرحمہ کی محنت کا ثمرہ ہے۔

وما اهل به لغير الله:

پر تحقیق کا اچھوتا انداز، تدعون، پر نزالا ریشرج ورک، اور اللہ تبارک و تعالیٰ اور معبود ان باطل کے درمیان فرق پر ایمان افروز تفسیری بیان، مفسرین کے انداز تحقیق پر تفصیلی عملی کورس۔ یہ بھی پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی گنینہ علیہ الرحمہ کی تعلیم و تحقیق کا نتیجہ ہے۔

ماہنامہ ”سیدھا راستہ“:

سنی ”رسائل“ کی دنیا میں کبھی نہ ہونے کے برابر تھے، پاک و ہند میں چند ایک ماہوار رسالے شائع ہوتے رہے جن میں ”رضوان، سالک، ماہ طیبہ، سواد اعظم، رضائے (مصطفیٰ صلی علیہ وآلہ وسلم)، نور اسلام، السعد“ پاکستان سے، اور ”نوری کرن، پاسبان، استقامت، جام نور، اعلیٰ حضرت“، ہندوستان سے نکلتے رہے۔ بعدہ ”انوار الصوفیہ، نور و ظہور اور الحیب“ مطلع صحافت دینیہ پر نمودار ہوئے پھر یہ آہستہ آہستہ کاہلی اور سستی کا شکار ہوتے گئے۔ پاکستان بھر میں ہمارا ایک بھی کتب خانہ نہیں تھا کہ جس کا فخر سے تو کیا اجمالی طور پر ہی تذکرہ کیا جاسکے۔ ہمارے اہل علم و قلم نہ ہونے کے مترادف تھے، اگر کوئی صاحب علم کسمپرسی کے عالم میں کوئی کتاب غلطی سے تصنیف بھی کر ڈالتا تو اس کے پاس مالی وسائل ہی نہیں تھے کہ اسے مارکیٹ میں لاسکتا، الغرض سنی اشاعت و طباعت کے محاذ سے بے خبر تھے۔ کہ رحمت الہیہ جوش زن ہوئی اور نو جوان علماء نے اس دشوار گزار راستے پر چلنے کی ہمت کی، قلم کو سنبھالا، اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لے کر کمر بستہ ہوئے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے برصغیر پاک و ہند میں سنی رسائل و جرائد کے ساتھ ساتھ کتب خانوں کا جال بچھ گیا، اختصار کے پیش نظر ان رسائل و جرائد اور کتب خانوں سے صرف نظر کرتے ہوئے راقم السطور حضرت علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ کی ہر محاذ پر مثبت مساعی جلیلہ کو خراج عقیدت و محبت پیش کرتا ہے جنہوں نے خداداد علمی و روحانی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے کامیابی و کامرانی کے پرچم لہرا دیئے ہیں۔

آپ کی دیگر قلمی خدمات کے ساتھ ساتھ ہر ماہ موقر جریدہ ماہنامہ ”سیدھا راستہ“ کا اجراء ۱۹۹۰ سے لے کر آج ۲۰۰۳ء تک جس پابندی سے شائع ہو رہا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ مولیٰ تعالیٰ حضرت صاحب کو مزید استقامت کی کرامت سے بہرہ ور فرمائے اور یہ ”سیدھا راستہ“ اسلام و سنیت کی بیش از بیش خدمات سرانجام دیتا رہے۔ اس وقت بے شمار سنی رسائل میں ”سیدھا راستہ“ نور الحیب، النظامیہ، نور اسلام، ضیائے حرم اور ماہ طیبہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں جو مضامین کے اعتبار سے لائق مطالعہ اور قابل تحسین ہیں، گولڑہ شریف سے ”طلوع مہر“ کی تو بات ہی کچھ اور ہے لیکن ”سیدھا راستہ“ میں بھی مضامین کو بڑی عرق ریزی سے زینت قرطاس بنایا جاتا ہے حوالہ جات کی کثرت محققین کے لیے نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔

واللہ یدعوا الی دار السلام واللہ یرہدی الی صراط مستقیم واللہ
یرخص برحمۃ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

تصانیف مستطاب:

ایصال ثواب، قل شریف کیا ہے؟، داتا کون؟، اذان، آداب تلاوت قرآن مجید، فضائل درود شریف، نماز و ضمنی مسائل، نورانی سنتیں، آخری چہار شنبہ اور حقائق، وسوسہ اور حضرت انسان، احتکار کیا ہے؟ خطبہ جمعہ اور احکام و مسائل، تحریک ختم نبوت کے بانی، نماز تراویح، عمرہ اور حج کا طریقہ، حدیث قسطنطنیہ اور یزید، کل نفس ذائقۃ الموت، مریدین کی تربیت، سورۃ الفاتحہ کی تفسیر، واقعہ افک کیا ہے؟ لباس اور آداب لباس، نماز باجماعت، اعتکاف اور مسائل اعتکاف، پانچ نوری بیان، غزوہ بدر، صدقہ فطر، مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ، بخاری شریف بحوالہ تیسیر الباری، مشاہدات معراج النبی ﷺ، نگاہ نبوت ﷺ میں مقام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، قواموں کے کیا معنی ہیں؟ مصافحہ، پوجا اور پکار، قربانی اور مسائل، اہل بیت کون؟ گیارہویں شریف؟ عید میلاد النبی ﷺ، شفاعت کیا ہے؟ شعبان المعظم، خاتم النبیین ﷺ، امام حسین رضی اللہ عنہ احادیث کے آئینے میں، درود ابراہیمی کی اقسام، تسبیح تراویح کی تحقیق، فجر کی سنتیں، آداب دعا و اوقات قبولیت، عظیم قرآنی دعائیں وغیرہ۔

ان گرانقدر تصانیف و تالیفات کے علاوہ اخبارات و رسائل میں مقالات عالیہ کی اشاعت کا سلسلہ ۱۹۷۸ء سے بدستور قائم ہے۔ گویا کہ عرصہ چوبیس سال سے بذریعہ اخبارات و رسائل تحریری تبلیغ کا مہتمم بالشان فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ اللہم زدہم۔

درس و تدریس:

تبلیغ اسلام کا مرکزی اور اساسی شعبہ درس و تدریس ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ علم ایک ایسا وسیع سمندر ہے جس سے اگر ہم تین دریا نکالیں تو انہیں یہ نام دیئے جاسکتے ہیں۔

”درس و تدریس، تصنیف و تالیف، وعظ و تقریر“:

بلا مبالغہ علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ نے ان تینوں دریاؤں میں ہاتھ ڈال رکھا ہے۔ جس

سے جتنا چاہتے ہیں انسانی نہروں کو اتنا ہی مستفید فرما دیتے ہیں۔ ان دریاؤں کو موسم کی تبدیلی کا کوئی خطرہ نہیں، بہار ہو کہ خزاں، گرمی ہو یا سردی، دن ہو یا رات، درس و تدریس، تصنیف و تالیف، وعظ و تقریر کے یہ دریا جاری و ساری رہتے ہیں۔ یہ دنیوی دریا، نہریں اور ڈیم نہیں جو موسمیات کی تبدیلی سے خشک ہو جائیں، ان کے سوتے مدینہ منورہ سے پھوٹتے ہیں جنہیں میر و خیر رحمن نے معلم قرآن، سید الانس و الجان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قبضہ اختیار میں دے رکھا ہے جن کی نورانی انگلیوں سے چشمے بہہ نکلے تھے، آج بھی وہی یہ اللہ کی شان و ان ذات کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں چلا رہی ہے۔ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا

دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

نیز اس ایمان افروز شعر سے بھی اپنے ایمان و ایقان کی دولت میں اضافہ کیجئے۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر

ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

سلسلہ تقاریر:

پند و نصائح اور وعظ و تبلیغ، انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی سنت متواترہ ہے جسے سید العالمین جناب سرکار دو عالم حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے عروج و کمال کی بلندیوں پر پہنچایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و اولیاء عظام نے ہر ذرا جاں بنایا، جن کی مساعی جلیلہ سے قرآن و سنت کی بہاریں قائم و دائم ہیں۔

دنیاۓ اسلام میں بڑے بڑے قادر الکلام مقررین، واعظین اور خطباء نے اپنی فصاحت و بلاغت اور خداداد تاثیر سے یگانوں اور بیگانوں کو اس انداز سے متاثر کیا کہ وہ اسلام اور بانی اسلام ﷺ کے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے شیدائی اور فدائی بنے، جنہیں تاریخ نے خوب خوب پذیرائی بخشی اور صفحات دہر میں ان کا نام زندہ و پائندہ ہے۔

مگر اب لسانی مواعظ و تبلیغ کا دائرہ نئی جہت اختیار کر چکا ہے۔ عمومی اور روایتی جلسے، جلوسوں، خطبات جمعہ و اجتماع کی قدیم حیثیت کے ساتھ ساتھ اب براڈ کاسٹنگ یعنی ریڈیو، ٹیلی

ویژن اور انٹرنیٹ کا دور ہے۔ اس سے قطعاً اعراض نہیں کیا جاسکتا۔ اس کا دائرہ کار آفاقی و عالمی ہے، جس کے ذریعے اپنی بات پوری دنیا میں پہنچائی جاسکتی ہے۔ غیر کا اس پر بھی زیادہ غلبہ ہے۔ تاہم بعض اوقات پاکستانی ریڈیو، ٹیلی ویژن پر ہمارے علماء و خطباء کی تقریریں نشر ہوتی رہتی ہیں۔ اب یہ موثر ترین ذرائع علامہ الحاج منیر احمد یوسفی مدظلہ کی ایمان افروز، روح پرور تقاریر سے بھی مستفیض ہونے لگے ہیں۔ ریڈیو پاکستان لاہور نے ۱۹۹۰ء سے آپ کی تقریریں نشر کرنے کی سعادت حاصل کی جب کہ ۱۹۹۸ء سے ٹیلی ویژن سے بھی آپ کو نشری تبلیغ کا موقعہ فراہم ہے۔ اس فیلڈ میں آپ کو اختصاص حاصل ہے۔ علاوہ ازیں لاہور کی مشہور ترین نوری جامع مسجد ریلوے اسٹیشن لاہور اور جامع مسجد فردوس غلام حسین پارک شاد باغ لاہور میں عرصہ دراز سے خطبات جمعہ سے ہزاروں لوگوں کو نواز رہے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ شب و روز درس قرآن مجید و حدیث مبارکہ کا سلسلہ مختلف مقامات و مساجد میں بڑے التزام و اہتمام سے جاری و ساری ہے۔ جامع مسجد نگینہ، جامع مسجد فیضان نگینہ، جامع مسجد محمد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، جامعہ یوسفیہ برائے طالبات، جامعہ یوسفیہ برائے طلباء، نگینہ مدرستہ الاطفال نیز، نگینہ ہسپتال کی تعمیر بھی آپ کی تاریخی حسنات میں شمار ہے۔ اس عدیم الفرستی کے باوجود آپ پاکستان بھر میں بیانات و خطبات کے لیے بھی وقت نکال لیتے ہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

آداب دعا و اوقات قبولیت:

علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ کے تعارفی خاکہ کے بعد آپ کی نہایت عمدہ، تحقیقی اور اصلاحی تصنیف لطیف، ”آداب دعا و اوقات قبولیت“ ہے۔ جس پر نقد و تبصرہ کی چنداں ضرورت نہیں، حسب معمول اسے بھی آپ نے بیسیوں حوالہ جات سے آراستہ پیراستہ کرنے کی سعی بلوغ فرمائی ہے۔ جو آپ کے ذوق مطالعہ کی منہ بولتی تصویر ہے۔ آپ نے خصوصی طور پر ”الدعاء والدعوت“ کلمہ مصدر کو موضوع قلم بنا کر اس مصدر سے جتنے بھی صیغے قرآن و حدیث میں آئے ہیں ان پر بڑی تفصیل سے بحث کرتے ہوئے مسلک حق اہل سنت و جماعت کے موقف و نظریے کو اسلامی

روح کے مطابق منور و روشن کرنے کی سعی جمیل فرمائی ہے۔ جو لائق مطالعہ اور قابل عمل ہے۔

حقیقت ہے دعا، اللہ و رسول (جل و علیٰ و صلی اللہ علیہ وسلم) کو محبوب و مرغوب ہے، بندہ جب انتہائی عاجزی، انکساری اور تواضع سے اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور اپنی بے بسی اور لا چاری کا اظہار کرتا ہے تو رحمت خداوندی جھوم جھوم جاتی ہے۔ رب کریم جل مجدہ العظیم از خود فرشتوں کو فرماتا ہے۔ دیکھو دیکھو! میرا بندہ! میرے حضور کس لجاجت، نیاز مندی اور بے چارگی سے عرض گزار ہے! دیکھو تو سہی، اس کی آنکھیں دل کی تفسیر بن چکی ہیں۔ اس کے رخساروں پر بہتے آنسو میری قبولیت کو آواز دے رہے ہیں۔ اب سوائے اس کے میں اور کچھ نہیں کہتا!

اے میرے فرشتو! گواہ رہو میں نے اس کی دعا کو قبولیت کی دولت عطا فرمائی، کیونکہ میرا بندہ سمجھتا ہے کہ میرے سوا اس کا کوئی نہیں جو حقیقی چارہ ساز ہو۔ قرآن و حدیث میں دعائیہ کلمات بار بار آئے ہیں۔ جو اس پر دلالت کرتے ہیں کہ جن کلمات کو از خود رب العالمین جل و علیٰ، اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے تعلیم فرمائے۔ بندہ جب انہی کلمات کو بطور درخواست و عرضی خداوند قدوس کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے۔ تو یقین فرمائیے وہ کبھی نا منظور نہیں فرماتا۔ طوالت کا خوف دامن گیر نہ ہوتا تو بہت کچھ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا، قارئین کرام آپ کے ذوق طبع کے لیے ایک حکایت پر اس مقالہ کو ختم کرتا ہوں۔ ”وہو هذا“

چار دعائیں

بیان کرتے ہیں کہ حضرت منصور بن عمار رضی اللہ عنہ وعظ فرما رہے تھے، سامعین میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر چار روپے (درہم) طلب کیے۔ آپ نے حاضرین سے فرمایا جو کوئی اسے چار روپے دے گا، میں اس کے لیے چار دعائیں کرونگا، ایک یہودی کا غلام کھڑا ہوا اور اس نے چار روپے دیتے ہوئے کہا، میرے لیے یہ دعائیں فرمائیے!

یہ کہ میں غلام ہوں، مجھے آزادی ملے، فقیر ہوں تو نگری حاصل ہو، گنہگار ہوں، مغفرت کی درخواست کریں، میرا غیر مسلم آقا، اسلام لے آئے۔

حضرت منصور بن عمار رضی اللہ عنہ نے یہ سنتے ہی اس کے لیے دعا فرمائی۔ جب وہ گھر واپس لوٹا تو مالک نے پوچھا۔ تو نے دیر کیوں لگائی؟ وہ کہنے لگا میں حضرت منصور بن عمار رضی اللہ

عنہ کا وعظ سننے لگا اور میں نے چار روپے صدقہ میں چار دعائیں حاصل کی ہیں۔

ایک اپنی آزادی کے لیے تھی، مالک بولا! اچھا! جاؤ پھر میں نے تمہیں آزاد کیا، دوسری دعا یہ تھی کہ میری محتاجی دور ہو، تو اس کے آقائے یہ سنتے ہی چار ہزار روپے دے دیئے اور ایک دعا یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ تجھے اسلام کی دولت عطا فرمائے یہ سنتے ہی وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

چوتھی دعا میرے اور تیرے لیے مغفرت و بخشش کی تھی، وہ کہنے لگا یہ میری قدرت سے باہر ہے! رات کو اس نو مسلم نے خواب میں سنا کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے جو کچھ تمہاری قدرت میں تھا وہ تو نے کیا اور جو ہماری قدرت میں ہے ہم کرتے ہیں۔ لہذا سنئے ہم نے تجھے، تیرے غلام، داعظ اور تمام سامعین و حاضرین کو اپنی مغفرت و بخشش سے نوازدیا۔

سبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم

اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ سراجا منیر اصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، کے صدقے، علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ کے فیوض و برکات سے ہمیشہ ہمیشہ زمانہ مستفیض ہوتا رہے اور آپ قدم قدم پر حسن عمل و خلوص کے موتی بکھیرتے رہیں۔ آخر میں اللہ تبارک و تعالیٰ جل و علی کے حضور ناچیز کی تمنا ہے!

ہو تابش خاتمہ عشق نبی پر
میسر ہو مجھے یوں شاد کامی

طالب دعا

محمد منشا تابش قصوری

خطیب مرید کے (شیخوپورہ)

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

آدابِ دُعا

دُعا

دُعا کے دو معنی ہیں۔

ایک لغوی معنی اور دوسرے شرعی

لغوی معنی

دُعا کے لغوی معنی ہیں پکارنا، بلانا، التجا، درخواست، عرض، چھوٹے کا اپنے بڑے سے اظہارِ محنت کے ساتھ مانگنا،

معاملہ فہمی:

اللہ تبارک و تعالیٰ کا پکارنا یا بلانا:

سورۃ البقرۃ میں ہے:-

وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهِ ؕ (آیت: ۲۲۱)

(ترجمہ) ”اور اللہ (تبارک و تعالیٰ) اپنے حکم سے جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے۔“

اسی طرح سورت یونس میں ہے:-

وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلَى دَارِ السَّلَامِ ؕ (یونس: ۲۵)

(ترجمہ) ”اور اللہ (جل جلالہ) سلامتی کے گھر کی طرف پکارتا ہے۔“

اللہ (جل جلالہ) اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پکارنا، بلانا:

سورۃ الانفال میں ارشاد الہی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ (الأنفل: ۲۴)

(ترجمہ) ”اے ایمان والو! اللہ (جل شانہ) اور رسول (کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے پکارنے پر حاضر ہو جب (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں اس چیز کے لیے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشنے گی۔“

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پکارنے والے، بلانے والے:

سورۃ الاحزاب میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَ
سِرَاجًا مُنِيرًا ۝ (الاحزاب: ۴۶، ۴۵)

(ترجمہ) ”اے غیب کی باتیں بتانے والے (محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حاضر و ناظر، خوش خبری دینے والے، ڈرسانے والے، اور اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی طرف، اللہ (جل جلالہ) کے حکم سے بلانے والے اور چمکا دینے والے آفتاب (بنا کر) بھیجا ہے۔“

بیٹوں اور عورتوں کو بلانا، پکارنا:

سورۃ آل عمران میں ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے:

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ۖ ثُمَّ نَبْتَهِلْ
فَنَجْعَلُ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ۝ (آل عمران: ۶۱)

(ترجمہ) ”تو (اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے فرمائیں آؤ ہم اپنے بیٹوں کو پکارتے ہیں اور تمہارے بیٹوں کو بلاتے ہیں اور اپنی عورتوں اور تمہاری عورتوں کو اور اپنی جانوں کو اور تمہاری جانوں کو، پھر مبالغہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی لعنت ڈالیں۔“

غزوہ احد میں رسول کریم ﷺ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یکارنا:-

غزوہ احد کے حالات بیان کرتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:-

(ترجمہ) ”بے شک اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے تم سے وعدہ سچا کر دکھایا جب کہ تم اس کے حکم سے کافروں کو قتل کرتے تھے۔ یہاں تک کہ تم نے پست ہمتی اختیار کی اور حکم میں جھگڑا ڈالا اور نافرمانی کی اور اس کے بعد کہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) تمہیں تمہاری خوشی کی بات (کفار کی شکست) دکھا چکا تھا۔ تم میں سے کوئی دنیا چاہتا تھا۔ (کہ مرکز چھوڑ کر مال غنیمت کے لیے چلا گیا) اور تم میں سے کوئی آخرت چاہتا تھا۔ (جو اپنے امیر حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنی جگہ پہاڑی پر قائم رہ کر شہید ہو گیا) تمہارا منہ ان سے پھیر دیا کہ تمہیں آزمائے اور بے شک اس نے تمہاری لغزش سے درگزر فرمایا اور تمہیں معاف فرمادیا اور اللہ تبارک و تعالیٰ ایمان والوں پر بڑا فضل فرماتا ہے“ پھر فرمایا:

إِذْ تَصْعَدُونَ وَلَا تَكُونُ عَلَى أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ (آل عمران: ۱۵۳)

(ترجمہ) ”جب تم منہ اٹھائے چلے جاتے تھے اور پیٹھ پھیر کر کسی کو نہ دیکھتے اور (اللہ جل جلالہ کے) رسول (ﷺ) تمہارے پیچھے تمہیں پکار رہے تھے (بلا رہے تھے)“

سورۃ المؤمن میں اللہ تبارک و تعالیٰ، رسول کریم ﷺ سے فرما رہا ہے:

وَإِنَّكَ لَتَدْعُهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ (المؤمنون: ۷۳)

(ترجمہ) ”اور یقیناً آپ (ﷺ) تو انہیں سیدھی راہ کی طرف بلاتے ہیں“

ایک دوسرے کو یکارنا:-

سورۃ النور میں ہے:

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (النور: ۶۳)

(ترجمہ) ”رسول اللہ (ﷺ) کے بلانے یا پکارنے کو ایسا نہ ٹھہراؤ جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے یا پکارتے ہو۔“

رب کائنات کی طرف بلانا:

دعوت و تبلیغ کے اصول بیان فرماتے ہوئے ارشاد ہوا:

أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ^۱ (النحل: ۱۲۵)

(ترجمہ) ”اپنے رب کی طرف پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے پکاریں اور ان سے اس طریقہ سے بحث کریں جو سب سے بہتر ہو۔“

حضرت شعیب علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانا، پکارنا:

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت شعیب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹیوں کی بکریوں کو پانی پلایا، وہ بچیاں جب گھر واپس آئیں تو اپنے والد گرامی حضرت شعیب علیہ السلام کو بکریوں کو پانی پلانے والا واقعہ بیان کیا تو حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا انہیں بلا کر لاؤ۔ چنانچہ ان میں سے ایک بچی شرم و حیا سے چلتی ہوئی آئی اور

قَالَتْ إِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ (القصص: ۲۵)

(ترجمہ) ”کہنے لگی میرے والد (گرامی) آپ کو بلاتے ہیں۔ (پکارتے ہیں)“

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مردوں کو پکارنا:

حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے پروردگار کے حضور خواہش ظاہر کی کہ اے میرے پروردگار مجھے دکھا تو مردے کیسے زندہ فرمائے گا؟ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کیا تجھے یقین نہیں؟ عرض کیا یقین تو ہے مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کی تسکین ہو جائے (تو رب کائنات نے) فرمایا چار پرندے لے کر ہلا لے (مانوس کر لے) پھر ان کو ذبح کر کے ٹکڑے کر ڈالو اور ہر پہاڑ پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دو (مطلب یہ کہ ٹکڑے ٹکڑے کر کے مختلف پہاڑوں پر ان کے اجزاء باہم ملا کر رکھ دیں)

ثُمَّ اَدْعُهُنَّ يٰۤاٰبَتَيْنِکَ سَعِيًّا ۚ وَاَعْلَمَنَّ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِيْمٌ (البقرہ: ۲۶۰)

(ترجمہ) ”پھر انہیں پکارو، تمہارا۔ پاس دوڑتے ہوئے آجائیں گے اور جان رکھو کہ اللہ

تبارک و تعالیٰ غالب ہے، حکمتوں والا ہے۔“ (ترجمہ محمد جونا گڑھی غیر مقلد چھاپہ سعودی عرب) اس ترجمہ سے یہ مسئلہ بھی واضح ہو گیا کہ مردوں کو پکارنا شرک نہیں اگر شرک ہوتا تو اللہ تبارک و تعالیٰ ایسا کرنے کے لیے نہ فرماتا۔

شرک کیا ہے؟ شرک یہ ہے کہ کسی کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا معبود جانا جائے یا معبود سمجھ کر پکارا جائے۔

حضرت اسرافیل علیہ السلام کا مردوں کو پکارنا:

اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْأَرْضِ إِذَا أَنْتُمْ تَخْرُجُونَ ﴿٢٥﴾ (الروم: ۲۵)

(ترجمہ) ”اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں پھر جب تمہیں زمین سے ایک پکارے گا تو صرف ایک بار کی پکار سے تم سب زمین سے باہر نکل آؤ گے۔“

قرآن مجید کی محولہ بالا آیات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ دعا کے مطلقاً معنی ”پکارنا“ اور ”بلانا“ بھی آتے ہیں جو مسلمہ ہیں، ایسی اور بھی کئی آیات ہیں۔

مذکورہ بالا تمام آیات میں غیر الہ کو پکارا اور بلایا گیا ہے۔ بعض حضرات قرآن مجید کی آیات کے ذریعے ہی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ غیر الہ کو پکارنا شرک ہے۔ مثلاً وہ کہتے ہیں

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ (یونس: ۱۰۶)

(ترجمہ) ”اور مت پکارو اللہ کے سوا کسی کو“

وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ (الحج: ۶۲)

(ترجمہ) ”اور اس کے سوا جسے بھی پکارتے ہیں وہ باطل ہے۔“

وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِ الْبَاطِلِ (القصص: ۲۰)

(ترجمہ) ”اور اس کے سوا جن کو لوگ پکارتے ہیں سب باطل ہیں۔“

ایسی تمام آیات میں، پہلی بات تو یہ ہے کہ یہاں یدعون، تدعون کے معنی پکارنا نہیں، بلکہ یدعون بمعنی یعبدون یعنی ”عبادت“ کے ہیں کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں کہ اس کی عبادت کی جائے، اگر کسی نے اپنی ذہنی اختراع سے کسی کو معبود بنا رکھا ہے تو یہ معبود باطل ہے۔ یہاں لکڑی پتھر کی مورتیوں کو اور من گھڑت جھوٹے معبودوں کو باطل کہا گیا ہے۔

واضح بات ہے کہ ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ”یا رسول اللہ“ صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہے، یہ پکار رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر ہے۔ الہ سمجھ کر نہیں ہے ”یا رسول اللہ“ کے معنی ہیں ”اے اللہ تبارک و تعالیٰ کے رسول“ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم حق ہیں۔ اور حق کے ساتھ آئے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ (یونس: ۱۰۸) (ترجمہ) ”(اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) فرمادیں کہ اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق پہنچ چکا ہے۔“ اور دوسرے مقام پر فرمایا: يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ (النساء: ۱۷۰) (ترجمہ) ”اے لوگو تحقیق تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے رسول (کریم صلی اللہ علیہ وسلم) حق لے کر آگئے۔“

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ

جیسی تمام آیات کی تشریح وہ آیات ہیں جن میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ (اشعراء: ۲۱۳)

(ترجمہ) ”پس تم اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکارو۔“

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ (القصص: ۸۸)

(ترجمہ) ”اور اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہ پکارنا، کیونکہ بجز اللہ

(تبارک و تعالیٰ) کے اور کوئی معبود نہیں۔“

رب ذو الجلال کے فرمانے کا اصل مقصد وہ تھا یہ ہے کہ اس کی ذات کے سوا یعنی اللہ

تبارک و تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اس کے سوا کسی کو بھی معبود جان کر پکارنا شر ہے۔

ایسے ہی اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت کرنا بھی شرک عظیم ہے۔

جن آیات مبارکہ میں ایسا ذکر آتا ہے ان میں سے چند ایک ملاحظہ ہوں۔ مثلاً

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۝ (النحل: ۲۰)

(ترجمہ) ”اور جنہیں تم اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے سوا پوجتے ہو وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں۔“ ۱

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ ۚ (الحج: ۷۳)

(ترجمہ) ”بے شک جنہیں تم اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے سوا پوجتے ہو ایک مکھی نہ بنا سکیں گے اگرچہ سب اس پر اکٹھے ہو جائیں۔“ ۲

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ۝ (فاطر: ۱۱۳)

(ترجمہ) ”اور جنہیں تم اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے سوا پوجتے ہو وہ دانہ خرما کے چھلکے تک کے مالک نہیں۔“ ۳

بعض لوگ ان اور ایسی آیات کو انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ کرام رحمہم اللہ علیہم جمعین پر چسپاں کرتے ہیں۔ حالانکہ ان تمام آیات میں اور ان جیسی دیگر آیات میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے جن کو تم اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا پوجتے ہو وہ کسی چیز کے خالق نہیں، مردے ہیں، بے جان ہیں۔ یعنی لکڑی، پتھر، لوہے، تانبے، سونے اور چاندی کے بت۔

مشرکین لات و منات، حبل اور بعل بت کی پوجا کرتے تھے اور ان بتوں کو الہ جان کر

۱۔ تفسیر ابن عباس ۱۶۸، البیضاوی جلد ۱ ص ۲۶۳، جلالین جلد ۲ ص ۲۸۶، روح المعانی جز ۱۳ ص ۱۰۸، تفسیر روح البیان جلد ۵ ص ۲۳، ابن جریر جز ۱۳ ص ۹۳، شاہ ولی اللہ صاحب، امام احمد رضا خان صاحب بریلوی اور اشرف علی تھانوی صاحب دیوبندی

۲۔ تفسیر ابن عباس ص ۲۱۱، روح البیان جلد ۲ ص ۲۱، ابن جریر جز ۱۷ ص ۲۰۳، جلالین جلد ۲ ص ۱۰۳، شیخ سعدی شیرازی، امام احمد رضا خان، شاہ عبدالقادر، اشرف علی تھانوی، محمود الحسن دیوبندی۔

۳۔ تفسیر ابن عباس ص ۲۷۰، مدارک جلد ۳ ص ۳۳۷، ابن جریر جز ۲۲ ص ۱۲۵، روح البیان جلد ۷ ص ۳۳۲، جلالین جلد ۲ ص ۲۹۰، مظہری جلد ۸ ص ۵۰، شیخ سعدی شیرازی، شاہ ولی اللہ، امام احمد رضا خان بریلوی

پکارتے تھے۔ مسئلہ واضح ہے بت کی پوجا کرنا، بت کو پکارنا دین اسلام میں کسی طرح سے بھی جائز نہیں جب کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین اور دیگر انسانوں کو انسان سمجھ کر پکارنے کی کسی آیت میں ممانعت نہیں۔

مسجدوں میں ”یا رسول اللہ یا علی یا غوث اعظم“ کے نعروں اور پکار سے روکنے کے لیے بعض لوگوں نے ایک آیت کا سہارا لیا ہوا ہے اور اپنے نظریہ کو سکون دینے کے لیے ایک آیت پڑھتے ہیں بلکہ کئی مساجد کے دروازوں پر یہ آیت مبارکہ لکھ دی گئی ہے اور ساتھ ہی اپنی مرضی کا ترجمہ بھی لکھ دیا ہے۔ آیت اور مرضی والا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا ۝ (البجن: ۱۸)

(ترجمہ) ”اور یہ کہ مسجدیں اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی ہیں لہذا ان میں اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔“

ایسا ترجمہ بعض لوگوں نے قرآن مجید میں بھی گھسیر دیا ہے۔ جن لوگوں نے ایسا ترجمہ کیا ہے ان میں سے بعض کے نام ملاحظہ فرمائیں: شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر، ثناء اللہ امرتسری، محمود الحسن، احمد علی لاہوری، ڈپٹی نذیر احمد، عبدالماجد دریا آبادی، عبداللہ یوسف علی، محمد جونا گڑھی، صفی الرحمان مبارک پوری وغیرہ۔

حالانکہ صحیح ترجمہ یہ ہے ”اور یہ کہ مسجدیں اللہ (تبارک و تعالیٰ) ہی کی ہیں تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو۔“

صحیح قراجم ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ بَنِيَتْ لِذِكْرِ اللَّهِ فَلَا تَدْعُوا (فَلَا تَعْبُدُوا) مَعَ اللَّهِ أَحَدًا (فِي الْمَسَاجِدِ) (تفسیر ابن عباس ص ۳۷۰)

(ترجمہ) ”یعنی مساجد اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے ذکر کے لیے ہیں ان میں اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرو۔“

(۲) فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا فِي الْمَسَاجِدِ لَا نَهَا خَالِصَةً لِلَّهِ وَ لِعِبَادَتِهِ

(مدارک جلد ۲ ص ۷۳۷)

(۳) فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا (فَلَا تَعْبُدُوا فِيهَا غَيْرَ اللَّهِ) البيضاوی جلد ۲ صفحہ نمبر ۵۳۵

(۴) وآنکہ مسجد بالخصوص برائے خداست پس عبادت سے کنید بخدای یک را (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

(۵) ”جتنی مسجدیں ہیں وہ سب اللہ کا حق ہیں سو اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت مت کرو“ (اشرف علی تھانوی)

(۶) ”اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو۔“ (امام احمد رضا خان بریلوی)

(7) All the Mosques are places of worship belong to Allah., Therefore do not worship anyone besides Allah. (M. Ahmad Sufi)

علاوہ ازیں دیکھیں: ابن جریر جز ۲۹ ص ۲۲۹، تفسیر ابوسعود جلد ۸ ص ۷۱، تفسیر کبیر جلد ۸ ص ۲۲۹، صلاح الدین ص ۵۸۰، (مفہوم ملاحظہ فرمائیں) فتح القدیر جلد ۵ ص ۷۳، درمنثور جلد ۸ ص ۳۰۶، ابن کثیر جلد ۴ ص ۷۷، تفسیر قرطبی جلد ۱۰ جز ۲۰ ص ۱۵، تفسیر مظہری جلد ۱۰ ص ۹۲، ضیاء القرآن جلد ۵ ص ۳۹۳۔

سعودی عرب سے چھپنے والے اردو ترجمہ قرآن کے ساتھ حافظ صلاح الدین یوسف نے تفسیر لکھی ہے اور مفسر صاحب نے خوب گڈھ گڈھ کر کے اصل مقصد کو دھندلا کر کے آیت قرآنیہ کے معنی اپنی فرقہ وارانہ سوچ میں بدلنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ ملاحظہ ہو:-

”مسجد کے معنی سجدہ گاہ کے ہیں۔ سجدہ بھی چونکہ رکن نماز ہے اس لیے نماز پڑھنے کی جگہ کو مسجد کہا جاتا ہے۔ آیت کا مطلب واضح ہے کہ مسجدوں کا مقصد صرف ایک اللہ کی عبادت ہے۔ اس لیے مسجدوں میں کسی اور کی عبادت، دعا و مناجات اور استغاثہ و استمداد جائز نہیں۔ یہ امور ویسے تو مطلقاً ممنوع ہیں اور کہیں بھی غیر اللہ کی عبادت جائز نہیں۔ لیکن مسجدوں کا بطور خاص اس لیے ذکر کیا گیا ہے کہ ان کے قیام کا مقصد ہی اللہ کی عبادت ہے اگر یہاں بھی غیر اللہ کو پکارنا شروع کر دیا گیا تو یہ نہایت ہی قبیح اور ظالمانہ حرکت ہوگی۔ لیکن بد قسمتی سے نام نہاد مسلمان اب مسجدوں میں بھی اللہ کے ساتھ دوسروں کو مدد کے لیے پکارتے ہیں۔ بلکہ مسجدوں میں ایسے کتبے

آویزاں کئے ہوئے ہیں۔ جن میں اللہ تبارک و تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں سے استغاثہ کیا گیا ہے۔“

(تفسیر احسن البیان ص ۱۳۵۱ چھاپہ سعودی عرب ریاض)

صاحب تفسیر نے کس طرح آیت مبارکہ کی تفسیر اپنی فرقہ واریت کے زہر یلہ قلم سے تحریر کی ہے، پوچھا اور پکار کے معنی یکسر گڈمڈ کر دیئے ہیں۔ چونکہ یہ لوگ ”یا رسول اللہ“ کہنا حرام اور کفر سمجھتے ہیں لہذا انہوں نے اپنے باطنی ناپاک پروگرام کو قرآن مجید کی تفسیر میں داخل کر کے اپنے سوا دوسرے لوگوں پر نام نہاد مسلمان ہونے کا لیبل چسپاں کر دیا ہے۔ حالانکہ ان کی اپنی نام نہاد فکری صلاحیتیں حقیقت کو جاننے اور ماننے سے بالکل عاری ہیں۔ مسجدوں میں نمازی نماز پڑھتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور اپنی قوی، مالی، بدنی عبادات پیش کرتے ہوئے چودہ سو سال سے پڑھتے چلے آ رہے ہیں:-

التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

یعنی ”اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ اپنی کل عبادات کا ذکر کرنے اور اظہار بندگی کے ساتھ جناب رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں پروانہ سلام بایں الفاظ پیش کرتے ہیں، (السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ) (یعنی یا نبی سلام علیک)، ممکن ہے یہ حضرات التحیات بھی نہ پڑھتے ہوں۔ جو لوگ قرآن مجید کے معنوں اور مقاصد میں تحریف کر لیتے ہیں ان سے کیا بعید ہے جو چاہیں قلم و عمل کے ظلم دکھائیں۔

ویسے یہ لوگ خود بھی مساجد میں ہی لوگوں سے، غیر اللہ سے، امداد مانگتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ کے قدموں کی برکت سے ساری زمین مسجد ہے جب ساری زمین مسجد ہے اور بمطابق ”تفسیر احسن البیان“ مسجدوں میں غیر اللہ سے مدد مانگنی ناجائز ہے تو اس فقرے کی زد میں ناشرین خود بھی آتے ہیں کیونکہ یہ امریکہ سے مدد مانگتے ہیں۔ ان کے طرز عمل سے پتہ چلتا ہے کہ انہیں مخاصمت ہے تو صرف رسول کریم ﷺ اور اولیاء کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین سے۔ انہوں نے اس مخاصمت میں اسلام کے حلیے اور نظام کو بگاڑنے کی پوری پوری کوشش کی ہے مگر ان کے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کے خلاف نامناسب اور غلط نظریات کی بیخ کنی تو ہوتی رہتی ہے لیکن وہ غلط

نظریات کی حفاظت کے لیے فرقہ وارانہ وفاداریاں نبھارہے ہیں۔ کچھ واقعات اور حالات ملا
حظ ہوں تاکہ ایسے لوگوں کے من گھڑت نظریات سے آگاہی حاصل ہو سکے۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کو وصال مبارک کے بعد حرفِ ندا ”یا“ کے ساتھ امداد کے لیے پکارنا،
مصیبت کے وقت پکارنا، بروایت سند صحیح ثابت ہے۔“

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں قحط واقع ہوا، ایک صحابی حضرت بلال
ابن حارث مزی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے اور عرض
کی۔ یا رسول اللہ استسقی اللہ لامتك فانهم قد هلكوا ”یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک
وسلم) اپنی امت کے لیے اللہ تعالیٰ سے پانی مانگئے وہ ہلاک ہوتی جارہی ہے۔“ فاتی الرجل
فی المنام ”تو ایک مرد ان (حضرت بلال بن حارث مزی رضی اللہ عنہ) کی خواب میں
آئے۔ (الاستیعاب جلد ۲ ص ۴۶۴) میں ہے۔

”فاتاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام“ اس کی خواب میں نبی کریم ﷺ تشریف
لائے اور فرمایا: انت عمر فاقرنہ السلام، فمرہ ان یستسقی للناس فانهم سیسقون
وقل له عليك الكيس فاتی الرجل عمر فاخبرہ قال فبکی عمر و قال یا رب لا آلو
الا ما عجزت عنه ۱

(ترجمہ) ”حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ لوگوں کے لیے بارش کی دعا
کریں، انہیں بارش دی جائے گی اور انہیں کہو احتیاط کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہو، وہ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ماجرا بیان کیا۔ (راوی) کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو
دیئے عرض کیا یا اللہ (جل جلالک) میں اپنی بساط بھر کو تباہی نہیں کرتا۔“

اسی طرح مصیبت اور تکلیف میں ”غیر الہ“ کو پکارنے کے بارے میں امام بخاری علیہ الرحمہ نے

”الادب المفرد“ میں زیر عنوان ”باب ما یقول الرجل اذا خدرت رجله

یعنی (باب جب کسی آدمی کا پاؤں سن ہو جائے تو وہ کیا کہے) میں لکھا ہے: ”خدرت

رجل ابن عمر فقال له رجل اذكر احب الناس اليك فقال یا محمد ﷺ ۲

۱۔ فتح الباری جلد ۲ ص ۶۳۰، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۷ ص ۴۸۲، الاستیعاب جلد ۲ ص ۴۶۴

۲۔ الادب المفرد ص ۱۴۲ سطر نمبر ۱۵ (چھاپہ بیروت) ص ۲۵۰ (چھاپہ سانگھل)، تحفۃ الذاکرین للشوکانی ص

۲۶۷ (چھاپہ بیروت۔)

یعنی "حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا تو ایک آدمی نے انہیں کہا کسی ایسے انسان کو یاد کیجئے جس کے ساتھ آپ کو سب سے زیادہ محبت ہے تو انہوں نے پکارا۔ "یا محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) تو ان کی تکلیف دور ہو گئی۔ کیا عجیب معاملہ ہے ایک وہ ایمان ہے جو "یا محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) کہے تو اس کی تکلیف دور ہو جاتی ہے اور ایک وہ کلمہ پڑھنے والا ہے جس کو "یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم" کا مقدس کلمہ سن کر اور لکھا ہو ادیکھ کر تکلیف ہوتی ہے۔ امام بخاری علیہ الرحمہ بھی ایک مسلمان ہیں جنہوں نے اپنی کتاب 'الادب المفرد' میں لکھا ہے کہ جس کے پاؤں کو تکلیف ہو وہ "یا محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) کہے تو اس کی تکلیف ختم ہو جاتی ہے کیا امام بخاری علیہ الرحمہ نام نہاد مسلمان اور مشرک ہیں؟

دُعا کے شرعی معنی:-

شرعی معنوں میں دعا کرنا، عبادت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:-

دُعا عبادت ہے:

حضرت نعمان ابن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

الدُّعَاءُ هِيَ الْعِبَادَةُ ۚ قَالَ رَبِّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۝

(ترجمہ) "دُعا عبادت ہے۔" تمہارا پروردگار فرماتا ہے تم میری عبادت کرو میں قبول

کروں گا۔"

۱۔ ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱۵، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۷۷، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۰ ص ۲۰۰، مسند احمد جلد ۴ ص ۲۷۱، ترمذی جلد ۲ ص ۱۷۵، موارد الطمان حدیث نمبر ۲۳۹۶، مشکوٰۃ ص ۱۹۴، طبرانی صغیر جلد ۲ ص ۹۷، طبری جز ۲ ص ۵۱، قرطبی جلد ۱ جز ۲ ص ۳۰۹، جلد ۸ جز ۱۵ ص ۲۱۳، حلیۃ الاولیاء جلد ۸ ص ۱۲۰، کتاب الاذکار ص ۳۳۰، ۳۳۳، ابن ماجہ ص ۲۸۰، الادب المفرد ص ۱۰۵، (بیروت)، ص ۱۸۵۔ (سانگلہ بل)، فتح الباری جلد ۱۱ ص ۱۱۳۔

۲۔ مدارک جلد ۲ ص ۳۸۴، معالم و خازن جز ۶ ص ۸۵، مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۲۷۵، ابن جریر جز ۲ ص ۷۸، روح البیان جلد ۸ ص ۲۰۰، مظہری جلد ۸ ص ۲۶۸، جلالین جلد ۲ ص ۱۸، مسند احمد جلد ۴ ص ۲۶۷، فتح الباری جلد ۱۱ ص ۱۱۳۔

دُعا صرف عبادت ہی نہیں بلکہ عبادت کا مغز بھی ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الدُّعَاءُ مُنْتَهَى الْعِبَادَةِ ۱

(ترجمہ) ”دعا عبادت کا مغز ہے۔“

اللہ جل شانہ، کے ہاں پسندیدہ چیز!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مقدس ہے:-

لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللَّهِ سُبْحَانَهُ مِنَ الدُّعَاءِ ۲

(ترجمہ) ”اللہ جل شانہ کے نزدیک دعا سے زیادہ پسندیدہ کوئی چیز نہیں“

دُعا نہ کرنے والے سے اللہ تبارک و تعالیٰ ناراض ہوتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

مَنْ لَمْ يَدْعُ اللَّهَ سُبْحَانَهُ غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ ۳

(ترجمہ) ”جو شخص اللہ (تبارک و تعالیٰ) سے دعا نہ کرے، اللہ (تبارک و تعالیٰ) اس سے

ناراض ہوتا ہے۔“

اس حدیث پاک کی شرح میں وحید الزماں صاحب (غیر مقلد) نے لکھا ہے:

”بعض اولیاء اللہ جو دعائیں نہیں کرتے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ بالکل دعا نہیں کرتے۔

تمام انبیاء اور اولیاء نے دعا کی۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مالک کی مرضی جب تک نہیں پاتے،

۱۔ ترمذی جلد ۲ ص ۱۷۵، مشکوٰۃ ص ۱۹۴، کنز العمال جلد ۲ ص ۶۲، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۲۸۲

۲۔ ابن ماجہ ص ۲۸۰، مسند احمد جلد ۲ ص ۱۰۵، (بیروت) ص ۱۸۵، (سانگلہ بل) ترمذی جلد ۲ ص ۱۷۵، کنز العمال

جلد ۲ ص ۶۶، مشکوٰۃ ص ۱۹۴، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۸۲۔ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۱۶۰، قرطبی جلد ۱ ص ۱۰۳، کتاب

الاذکار ص ۳۳۳، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۷۸

۳۔ ابن ماجہ ص ۲۸۰، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۰ ص ۲۰۰، مشکوٰۃ ص ۱۹۵، الادب المفرد ص ۷۷ (بیروت)

ص ۱۷۱، (سانگلہ بل)، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۱۶۰، ترمذی جلد ۲ ص ۱۷۵۔ (باختلاف الفاظ)

دعا نہیں کرتے۔ جب اس کی مرضی دعا میں پاتے ہیں تو فوراً دعا کرتے ہیں۔“ (ابن ماجہ مترجم جلد ۳ ص ۳۳۳ حاشیہ نمبر ۱ من وعن)

افضل دعا:-

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے:

أَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلَّهِ (ترجمہ) ”تمام دعاؤں سے افضل دعا ”الحمد لله“ ہے۔

دُعا تقدیر بدل دیتی ہے:-

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

لَا يُرَدُّ الْقَضَاءُ إِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيدُ فِي الْعُمْرِ إِلَّا الْبِرُّ ۚ

(ترجمہ) ”قضا نہیں ملتی مگر دعا سے ٹل جاتی ہے اور نیک سلوک کے سوا کوئی چیز عمر کو نہیں بڑھاتی۔“ حضرت ثوبان سے مروی روایت میں لَا يُرَدُّ الْقَدَرُ إِلَّا الدُّعَاءُ (یعنی تقدیر نہیں بدلتی مگر دعا سے) کے الفاظ ہیں۔

دُعا بلا کو ٹالتی ہے:-

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:-

إِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللَّهِ بِالدُّعَاءِ ۚ

(ترجمہ) ”دُعا نازل شدہ آفت میں بھی نفع دیتی ہے اور اس بلا میں بھی جو نہ اتری ہو۔“

۱۔ ترمذی جلد ۲ ص ۱۷۶۔ مشکوٰۃ ص ۲۰۱۔ الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۱۵۔ مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۶۷۶، درمنثور جلد ۱ ص ۳۱، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۸۰۰۔ ابن حبان حدیث نمبر ۲۳۲۶۔

۲۔ ترمذی جلد ۲ حدیث نمبر ۲۱۳۹، معجم الکبیر للطبرانی جلد ۶ ص ۲۵۱۔

۳۔ مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۶۷۰۔ ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۶۲۲۔ ترمذی حدیث نمبر ۲۱۳۹، شرح السنہ جلد ۶ ص ۴۲۶، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۲۳۳، مسند احمد جلد ۵ ص ۲۷۷۔ معجم الکبیر للطبرانی جلد ۲ ص ۱۰۰، جلد ۶ ص ۲۵۱۔

۴۔ مشکوٰۃ ص ۱۹۵، ترمذی جلد ۲ ص ۱۹۵، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۳۸۰۔

تو اے اللہ (جل جلالک) کے بندو! دعا کو مضبوطی سے پکڑو۔“

(یعنی دعا کے دو فائدے ہیں۔ ایک یہ کہ اس کی برکت سے آئی بلائیں جاتی ہے۔ دوسرے یہ کہ آنے والی بھاری رک جاتی ہے۔ لہذا ہر وقت دعا مانگنی چاہیے، شاید کوئی بلا آنے والی ہو اور اس دعا سے رک جائے۔ ڈھال ہتھیار کا وار روک لیتی ہے، پانی پیاس کو بجھا دیتا ہے ایسے ہی دعا آتی بلا کا وار روک لیتی ہے۔)

ہرنبی (علیہ السلام) کی ایک دُعا ضرور قبول ہوتی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ يَدْعُو بِهَا وَارِيدُ أَنْ اخْتَبِيَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِّأُمَّتِي فِي الْآخِرَةِ ۚ

(ترجمہ) ”ہرنبی (علیہ السلام) کے لیے ایک دعا ہوتی ہے۔ جو وہ دعا مانگتے ہیں اور اللہ (تبارک و تعالیٰ) اس کو ضرور قبول فرماتا ہے اور میں چاہتا ہوں اپنی دعا کو چھوڑے رکھوں اور قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے وہ دعا کروں“

حضرت معمر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے والد گرامی سے سنا اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث شریف بیان کی۔ وہ فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

كُلُّ نَبِيٍّ سَأَلَ سُؤلاً أَوْ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا فَاسْتَجِيبَ فَجَعَلَتْ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِّأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ

(ترجمہ) ”ہرنبی (علیہ السلام) نے (رب کائنات سے) ایک ایک سوال کیا ہے۔ یا ہرنبی (علیہ السلام) نے ایک ایک دعا کی ہے جس کو اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے قبول فرمایا اور میں نے اپنی یہ دعا (جس کا قبول ہونا یقینی ہے) قیامت کے دن تک اپنی امت کی شفاعت کے لیے چھوڑ رکھی ہے۔“

۱۔ بخاری جلد ۲ ص ۹۳۲، مسلم جلد ۱ ص ۱۱۳، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۶۱، طہیۃ الاولیاء جلد ۷ ص ۶۵۹، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۸۶۔

۲۔ بخاری جلد ۲ ص ۹۳۲، فتح الباری جلد ۱ ص ۱۱۵، مسلم جلد ۱ ص ۱۱۳، مسند احمد جلد ۶ ص ۳۹۶۔

آدابِ دُعا کی تفصیل

آدابِ دعا کی تفصیل

۱۔ دُعا با وضو کرنا

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ:

دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ

(ترجمہ) ”نبی کریم ﷺ نے پانی منگوایا اور وضو فرمایا، پھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور

دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدٍ اَبِيْ عَامِرٍ (یا الہی عبید ابو عامر کی بخشش فرما۔)

تو راوی کہتے ہیں میں نے حضور ﷺ کی بغلوں کی سفیدی کی زیارت کی۔ آپ ﷺ

نے پھر بارگاہِ رب ذوالجلال میں عرض کیا:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَوْقَ كَثِيْرٍ مِّنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ ۝

(ترجمہ) ”اے میرے اللہ (تبارک و تعالیٰ) قیامت کے دن اس کی قدر و منزلت کثیر

مخلوق میں بلند فرما۔“ (اس حدیث شریف میں دعا سے پہلے وضو کرنے کا ذکر ہے)

۲۔ اسمِ اعظم کے وسیلہ سے دُعا:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے ایک شخص

سے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِاَنِّیْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ

الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝ ”اے میرے اللہ (سبحانہ و تعالیٰ)

میں تیری بارگاہ میں تیرے وسیلہ سے سوالی ہوں۔ بے شک تو اللہ (سبحانہ و تعالیٰ) ہے، ایک ہے، بے

نیاز ہے، وہ ذات جو نہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ جس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کا شریک ہے۔“

فَقَالَ لَقَدْ سَأَلْتَ اللّٰهُ بِالْاَسْمِ الَّذِیْ اِذَا سُنِلَ بِهِ اَعْطِيَ وَاِذَا دُعِيَ بِهِ اَجَابَ

۱۔ بخاری جلد ۲ ص ۹۴۴، فتح الباری جلد ۱۱ ص ۲۲۴، عمدۃ القاری جلد ۱۲ جز ۲۳ ص ۱۲، تفسیم البخاری جلد ۹ ص ۶۶۱

۲۔ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۷۸۔ الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۸۵

(ترجمہ) ”فرمایا تم نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے وہ نام لے کر سوال کیا ہے جب کوئی یہ نام لے کر اس سے مانگتا ہے تو وہ دیتا ہے اور جب کوئی وہ نام لے کر دعا کرتا ہے تو قبول فرماتا ہے۔“

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو سنا، وہ دُعا میں اس طرح کہہ رہا تھا:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ
الْغَنَاءُ بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝

ترجمہ: ”اے میرے اللہ (جل جلالک) میں تجھ سے سوالی ہوں اس وسیلہ سے کہ تمام تعریفیں تیری ہیں، تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تو واحد ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، تو احسان فرمانے والا ہے، آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمانے والا ہے۔ اے حقیقی جلالت والے اور اے حقیقی کرم فرمانے اور بخشش فرمانے والے“ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

لَقَدْ سَأَلَ اللَّهُ بِاسْمِهِ الْأَعْظَمِ الَّذِي إِذْ سُئِلَ بِهِ أُعْطِيَ وَإِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ۔

ترجمہ: اس شخص نے اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے نام سے سوال کیا ہے تو جب کوئی اس کے وسیلہ سے سوال کرتا ہے تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) دیتا ہے تو جب کوئی اس کے وسیلہ سے دعا کرتا ہے تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) قبول فرماتا ہے۔

۳۔ دُعا سے پہلے ذکر الہی اور درود شریف:

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آیا، اس نے نماز پڑھی اور عرض کیا: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي ”یا الہی میری بخشش فرما اور مجھ پر رحم فرما“ تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا عَجَلْتَ أَيُّهَا الصَّلَاتِيُّ ”اے نمازی تو نے بہت جلد بازی کی ہے۔“ إِذَا صَلَّيْتَ فَقَعْدَتِ فَاحْبِدِ اللَّهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ وَصَلَّ عَلَى ثَمَّ ادْعُهُ۔ ”جب تو نماز پڑھے، تو پھر بیٹھے، تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی تعریف کر، جیسے اس کو لائق ہے اور مجھ پر درود شریف بھیج، پھر دعا کر“ راوی کہتے ہیں پھر ایک اور شخص آیا

۱۔ ابن ماجہ ص ۲۸۵ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۷۷، ابن حبان حدیث نمبر ۲۳۸۲، الترغیب والترہیب جلد ۲

اس نے نماز پڑھی، نماز پڑھنے کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثناء کی جیسے کرنی چاہیے تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ درود شریف پیش کیا تو حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّهُ الْمُصَلِّي اَدْعُ تُجَبُّ لَه (اے نمازی دعا کرتی دعا قبول ہے)
حدیث حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: فرماتے ہیں:-

اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتَّى تُصَلِّيَ عَلَى نَبِيِّكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۝

(ترجمہ) ”بے شک دعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اس میں سے کچھ اوپر نہیں چڑھتا جب تک رسول کریم ﷺ پر درود شریف نہ پڑھا جائے“

حدیث حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ دُعَاءٍ إِلَّا بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ حِجَابٌ حَتَّى تُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ حَرَقَ الْحِجَابُ وَاسْتَجِيبَ الدُّعَاءُ وَاِذَا لَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُسْتَجِيبِ الدُّعَاءُ ۝

(ترجمہ) ”جو بھی کوئی دعا ہے اس میں اور آسمان میں حجاب ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ جب حضرت محمد ﷺ پر درود شریف بھیجا جاتا ہے تو حجاب اٹھ جاتا ہے۔ اور یہ دعا درجہ قبولیت کو پہنچ جاتی ہے اور اگر نبی کریم ﷺ پر درود شریف نہ پڑھا جائے تو دعا قبولیت کا درجہ نہیں پاتی۔“

۱۔ ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱۵، ترمذی جلد ۲ ص ۱۸۵۔ الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۳۸۷، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۸ ص

۳۰۸، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۵۵، مشکوٰۃ ص ۸۶، نسائی جلد ۱ ص ۱۸۹، کنز العمال جلد ۲ ص ۱۲۹، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۷۹۔

۲۔ جلاء الفہام ص ۲۹، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۷۹

۳۔ جلاء الفہام ص ۱۱، الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام ص ۱۶، قاضی محمد سلمان منصور

۳۔ دُعا سے پہلے اَللّٰهُمَّ يَا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا کہنا:-

لفظ 'اللہ' اسم ذات ہے اس کی نہ جمع ہے اور نہ تانیث چونکہ جمع اور تانیث تو حید کے منافی ہے لہذا اس اسم پاک کو ان سے پاک رکھا گیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا اسم ذات زبان پر آتے ہی تمام صفات البیہ اور صفاتی اسماء حسنیٰ خود بخود چشم تصور میں پھرنے لگ جاتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام قرآن مجید میں سب سے زیادہ (یعنی ۲۶۹ بار) آیا ہے۔

دعا میں اَللّٰهُمَّ (یعنی اے اللہ جل جلالک) کا لفظ کثرت سے وارد ہوا ہے۔ رسول کریم ﷺ کی سینکڑوں دعائیں اَللّٰهُمَّ سے شروع ہوتی ہیں۔ کبھی اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اکٹھے بھی فرمایا گیا ہے۔ ایسی ایک مثال قرآن مجید میں بھی ہے:-

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ ہمارے لیے آسمان سے پکا پکایا کھانا اتارے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس وقت جو دعا فرمائی وہ اس طرح تھی:-

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ (المائدہ: ۱۱۳)

(ترجمہ:-) (اے اللہ ہمارے رب ہمارے لیے آسمان سے خوان اتار)

ایک مثال حدیث شریف سے ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ اکثر یوں دعا فرماتے ہیں:-

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (ترجمہ:-) ”اے اللہ ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔“

۵۔ دُعا سے پہلے رَبَّنَا کہنا:-

قرآن مجید میں جس قدر دعائیں آئیں ان میں وہ اکثر و بیشتر رَبِّ يَا رَبَّنَا کے کلمہ سے شروع ہوتی ہیں اور اس کا فلسفہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ دعا کرنے والا اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ

میں اس کی صفت ربوبیت کو قبولیتِ دُعاء کے لیے بطور وسیلہ کے پیش کرتا ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:-

إِذَا قَالَ الْعَبْدُ يَا رَبِّ يَا رَبِّ قَالَ اللَّهُ لَبَّيْكَ عَبْدِي سَلْ تُعْطَ

(ترجمہ) ”جب بندہ یارب یارب کہتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندے لبیک مانگ کیا مانگتا ہے تاکہ تجھے عطا فرمایا جائے۔“

بار بار دُعا کہنے سے دُعا کا قبول ہوتا:

سورتِ آل عمران میں ارشاد ہے۔ جو لوگ کھڑے، بیٹھے اور کروٹ پر لیے اللہ تبارک و تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش پر غور کرتے ہیں اور کہتے ہیں:-

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا ۖ سُبْحَنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَا إِنَّكَ مَن تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ ۚ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنَ أَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَا إِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا ۚ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَقَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۚ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْوَعْدَ ۝ (آل عمران: ۱۹۱ تا ۱۹۳)

(ترجمہ) ”(۱) اے ہمارے رب تو نے یہ بے کار پیدا نہیں کیا، تو بڑی شان والا ہے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے (۲) اے ہمارے پالنے والے جسے تو نے دوزخ میں داخل فرمایا اسے ضرور تو نے ذلیل کیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں (۳) اے رب ہمارے ہم نے ایک منادی کرنے والے کی منادی کو سنا کہ وہ ایمان کے لیے بلاتا ہے کہ تم اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لائے (۴) اے رب ہمارے تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیاں مٹا دے اور ہماری موت اچھوں کے ساتھ کر دے اور (۵) اے ہمارے رب ہمیں وہ عطا فرما جس کا تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعے وعدہ فرمایا اور ہمیں قیامت کے دن ذلیل نہ کرنا، بے شک تو اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا۔“

جب انہوں نے بار بار دُعا کہہ کر بارگاہ الہی میں التجا کی تو رب کائنات نے فرمایا فَاَسْتَجَابَ
لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّي لَا اُضِيْعُ عَمَلًا مِّنْكُمْ مِنْ ذِكْرِ اَوْ اُنْثٰی (آل عمران: ۱۹۵) ”تو ان کے رب
نے ان کی دعا قبول فرمائی کہ میں تم میں سے ہر عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں فرماتا خواہ مرد
ہو یا عورت۔“

۶۔ دُعا میں تکلف کرنا منع نہیں ہے:

حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کو سنا وہ کہہ رہا تھا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْقَصْرَ الْاَبَیْضَ عَنْ یَّسِیْنِ الْجَنَّةِ اِذَا دَخَلْتُهَا (اے میرے اللہ! جل
شامک) میں تجھ سے سفید محل مانگتا ہوں جو جنت کے دائیں طرف ہو جب میں اس میں داخل
ہوں۔) تو حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: سَلِ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَغَدِیْبَهُ مِنَ
النَّارِ (اللہ تبارک و تعالیٰ سے جنت مانگ اور دوزخ سے پناہ مانگ) کیونکہ میں نے رسول
کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: سَیْکُوْنُ قَوْمٌ یَّعْتَدُوْنَ فِی الدُّعَاۗءِ لَہٗ ”قریب
ہے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دعاؤں کو حد سے بڑھائیں گے۔“

ابن سعد نے کہا میں نے اپنے والد حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
سامنے ایک دعا کی جسے انہوں نے سنا، دعا اس طرح کی تھی۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعِیْمَهَا وَبَهْجَتَهَا وَكَذَا وَكَذَا وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ
النَّارِ وَ سَلَا سِلِّهَا وَ اَغْلَا لَهَا وَ كَذَا وَ كَذَا

(ترجمہ:-) ”یا اللہ (جل جلالک) میرا، تیری بارگاہ میں سوال ہے، مجھے جنت عطا فرما
اور اس کی نعمتیں اور اس کی لذتیں فلاں اور فلاں عطا فرما اور میں پناہ چاہتا ہوں تجھ سے جہنم کی اور
اس کی زنجیروں کی اور طوقوں کی اور اس کی فلاں فلاں بلاؤں کی“ تو میرے والد صاحب نے فرمایا
میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا قریب ہے ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو
دعا میں مبالغہ کرے گی۔ تو تو بے چارہ کہیں ان لوگوں میں سے نہ ہو جائے اور فرمایا:

۱۔ ابن ماجہ ص ۲۸۳، قرطبی جلد ۴ جز ۷ ص ۱۴۴۔ تلخیص الحیجہ جلد ۱ ص ۱۴۴۔ کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۹۵۔
ابوداؤد حدیث نمبر ۱۴۸۰۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۷ ص ۶۵۔

إِنَّكَ إِن أُعْطِيتَ الْجَنَّةَ أُعْطِيتَهَا وَمَا فِيهَا مِنَ الْخَيْرِ وَإِنْ أُعْذِتَ مِنَ النَّارِ أُعْذِتَ مِنْهَا وَمَا فِيهَا مِنَ الشَّرِّ ۚ (یعنی جب تجھے جنت ملے گی تو اس میں جو جنتی نعمتیں اور لذتیں ہیں سب مل جائیں گی اور اگر جہنم میں پہنچے گا تو اس کی سب آفتوں سے عذاب دیا جائے گا)

۷۔ رزقِ حلال:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:۔ اللہ (تبارک و تعالیٰ) طیب ہے اور طیب مال قبول فرماتا ہے اور اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے مسلمانوں کو اس چیز کا حکم فرمایا جس کا حکم انبیاء کرام (علیہم السلام) کو فرمایا کہ اے انبیاء کرام (علیہم السلام) طیب اور لذیذ چیزیں کھاؤ اور نیک اعمال کرو اور رب ذوالجلال نے فرمایا اے ایمان والو! ہماری دی ہوئی طیب اور لذیذ روزی کھاؤ۔ اس ارشاد کے سنانے کے بعد نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کا ذکر فرمایا جو کہ:۔

يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمْدِيْدِيهِ إِلَى السَّمَاءِ يَارَبَّ يَارَبَّ مَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ ۚ

(ترجمہ) ”لے لے بے سفر کرتا ہے گرد آلود اس کے بال ہیں، آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا اٹھا کر (دعا کرتا ہے) اور کہتا ہے یارب یارب مگر اس کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام اور حرام کی ہی غذا پاتا ہے۔ تو ان وجوہ سے دعا کیسے قبول ہو؟“

معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ ہمارے نزدیک حلال و حرام کا تصور جانوروں کے گوشت تک محدود ہو کر رہ گیا ہے، ہم کوئے اور چیل کو اس لیے نہیں کھاتے کہ یہ حرام ہیں اور خنزیر کا نام سن کر تھوکنے لگتے ہیں مگر ہم رشوت اور سود کو شیر مادر سمجھ کر ہضم کر لیتے ہیں۔ غیبت کو قرآن پاک نے مردہ بھائی کے گوشت کھانے سے تعبیر کیا ہے اور ہماری محافل غیبت کے بغیر جمعی اور بھتی ہی نہیں۔

۱۔ ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱۵، تلخیص الحیر جلد ۱ ص ۱۴۴۔

۲۔ الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۵۴۵، درمنثور جلد ۱ ص ۱۶۸، جلد ۸ ص ۱۰، کتاب الاذکار ص ۳۵۱، مسلم

جلد ۱ ص ۳۲۶، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۶۸، مصنف عبدالرزاق جلد ۵ ص ۱۹، مشکوٰۃ ص ۲۴۱

ہمارے اسلاف اکل حلال کا بہت خیال رکھتے تھے چنانچہ وہ بزرگ مستجاب الدعوات بھی تھے۔ حلال کھانے سے روح میں بالیدگی پیدا ہوتی ہے اور کیف و جذب کی کیفیت طاری ہوتی ہے رسول کریم ﷺ نے ایک بار مستجاب الدعوات، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اے سعد اپنے رزق کو پاک رکھ تیری دعا ہمیشہ قبول ہوگی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جس آدمی کے پیٹ میں ایک نوالہ بھی حرام کا ہوگا۔ چالیس روز تک اس کی دعا قبول نہ ہو سکے گی۔

۸۔ قبلہ شریف کی طرف رخ کر کے دعا کرنا:

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ عید گاہ میں استقاء (پانی مانگنے) کے لیے تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی اللہ (تبارک و تعالیٰ) سے پانی مانگا۔

ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلْبَ رِدَائِهِ لَه (ترجمہ) ”پھر آپ ﷺ نے قبلہ شریف کی طرف چہرہ مبارک کیا اور چادر شریف اٹھی۔“

علامہ قرطبی علیہ الرحمہ نے ایک حدیث شریف ہے، فرماتے ہیں:-

روى ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ثَلَاثَةٌ لَا يَسْتَجَابُ دُعَاؤُهُمْ أَكْلُ الْحَرَامِ وَكَثْرُ الْغِيْبَةِ وَمَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ غِلٌّ أَوْ حَسَدٌ لِلْمُسْلِمِينَ ۲

(ترجمہ) ”نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمیوں کی دعا قبول نہیں ہوتی (۱) حرام خور کی (۲) کثرت سے غیبت کرنے والے کی اور (۳) مسلمانوں کے حق میں کینہ اور حسد رکھنے والے کی۔“

۹۔ لوگوں کی طرف منہ کر کے دعا کرنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ جمعۃ المبارک کے

۱۔ بخاری جلد ۲ ص ۹۳۹ تفسیر الباری جلد ۸ ص ۲۳۴ فتح الباری جلد ۱۱ ص ۳۱۔ امد القاری جلد ۲ ص ۳۰۰
تفہیم البخاری جلد ۲ ص ۶۲۵ تفسیر قرطبی سورۃ النور جلد ۱۰ جز ۲ ص ۱۷۱۔

دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) دعا فرمائیے“ اللہ (تبارک و تعالیٰ) ہم پر بارش برسائے۔ آپ (ﷺ) نے دعا فرمائی۔ آسمان پر بادل چھائے اور پانی برسنے لگا۔ لوگوں کو گھر تک پہنچنا مشکل ہو گیا اور دوسرے جمعۃ المبارک تک یکساں بارش برستی رہی۔ پھر دوسرے جمعۃ المبارک میں وہی شخص یا کوئی اور دوسرا شخص کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اللہ (تبارک و تعالیٰ) سے دعا فرمائیے یہ بارش موقوف کرے (رک جائے)، ہم لوگ تو ڈوب گئے ہیں تو آپ (ﷺ) نے یوں دعا فرمائی:-

اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَجْعَلِ السَّحَابَ يَتَقَطَّعُ حَوْلَ الْمَدِينَةِ وَلَا يَطْرُقُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ ۝

(ترجمہ) ”یا الہی ہمارے ارد گرد برسا، ہم پر نہ برسا۔ اسی وقت ابر پھٹ گیا اور مدینہ شریف کے ارد گرد ہو گیا اور مدینہ شریف والوں پر بارش موقوف ہو گئی۔“

مذکورہ بالا حدیث شریف سے یہ بات ثابت ہوئی کہ قبلہ کے علاوہ لوگوں کی طرف منہ کر کے بھی دعا کی جاسکتی ہے۔ جب لوگوں کی طرف منہ کر کے دعا کی جاسکتی ہے تو سرکارِ دو عالم ﷺ کی طرف منہ کر کے بھی دعا کی جاسکتی ہے اس کی کسی حدیث شریف میں ممانعت نہیں۔ لہذا جب مدینہ منورہ، دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کا موقع نصیب ہو تو سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منہ کر کے رب کائنات کے حضور دعا کریں اور اگر کوئی بے علم الجھے تو درگزر کریں۔ سمجھانے کی طاقت ہو تو محبت سے سمجھائیں ورنہ دل میں دعا کر لیں۔

۱۔ بخاری جلد ۲ ص ۹۳۹، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۲۳۵، فتح الباری جلد ۱۱ ص ۱۷۲، عمدۃ القاری جلد ۱۱ جز ۲ ص ۳۰۱، تفہیم البخاری جلد ۹ ص ۶۲۴، ابن ماجہ ص ۹۱، مسند احمد جلد ۳ ص ۱۰۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۵۶، ۳۵۵، ۳۵۴، ۳۵۳، درمنثور جلد ۲ ص ۲۸، الادب المفرد ص ۹۰ (بیروت)، ص ۱۶۰ (سانگلہیل)، نصب الرایۃ جلد ۲ ص ۲۳۹، کتاب الاذکار ص ۱۵۵، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۹۰۲، شرح السنۃ جلد ۴ ص ۴۱۴، مصنف عبدالرزاق جلد ۳ ص ۹۲، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۰ ص ۲۱۹، ۳۳۶، جلد ۱۱ ص ۳۸۱، کنز العمال جلد ۸ ص ۸۳۳، شرح معانی الآثار جلد ۱ ص ۳۲۲، البدایۃ النہایۃ جلد ۳ ص ۱۰۷، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۰ ص ۳۴۶

۱۰۔ یقین قبولیت اور حضورِ قلب:

دعا میں اخلاص کے ساتھ حضورِ قلبی بھی ضروری ہے، جو دعائیں بے توجہی اور غیر شعوری طور پر مانگی جاتی ہیں ان کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ادْعُوا اللَّهَ وَأَنْتُمْ مُوقِنُونَ بِأَلَا جَابَةِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَجِيبُ دُعَاءَ مَنْ قَلْبٌ غَافِلٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

(ترجمہ) ”اللہ (تبارک و تعالیٰ) سے دعا کرو اور یہ یقین رکھو کہ تمہاری دعا قبول ہوگی اور جان لو بے شک اللہ (تبارک و تعالیٰ) غافل اور کھیلے ہوئے دل والوں کی دعا قبول نہیں فرماتا۔“

غور کرنے کا مقام ہے کہ جب درخواست دینے والا خود بے توجہی سے کام لے تو حاکم کو کیا ضرورت ہے کہ وہ اس کی درخواست پر توجہ دے۔

۱۱۔ دُعا کے لیے عزم بالجزم:

جب بھی دعا کی جائے تو مایوسی سے نہیں بلکہ یقین سے کرنی چاہیے۔ جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا:-

إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلْيَعِزِّمِ الْمَسْئَلَةَ وَلَا يَقُولَنَّ اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ فَأَعْطِنِي فَإِنَّهُ لَا مُسْتَكِرَّةَ لَهُ ۚ

(ترجمہ) ”جب کوئی تم میں سے دعا کرے تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) سے قطعی طور پر مانگے (کہ یہ چیز مجھے عطا فرما) یوں نہ کہے اگر تو چاہے تو عنایت فرما اس لیے کہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) پر کوئی زبردستی نہیں کر سکتا۔“

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

۱۔ الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۹۲، مشکوٰۃ ص ۱۹۵، میزان الاعتدال حدیث نمبر ۳۷۹۳، درمنثور جلد ۱ ص ۱۹۵، کنز العمال جلد ۲ ص ۷۲

۲۔ بخاری جلد ۲ ص ۹۳۸۔ مسلم جلد ۲ ص ۳۹۲، مسند احمد جلد ۳ ص ۲۰۱۔

نے فرمایا کوئی تم میں سے یوں دعا نہ کرے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي إِنَّ شَيْئَ لِيَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ فَإِنَّهُ لَا مَكْرَهَ لَهُ

(ترجمہ) ”یا اللہ (جل جلالک) اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے یا اللہ (جل جلالک) اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم کر بلکہ قطعی طور سے سوال کرے کیونکہ اللہ (جل جلالہ) پر کسی کا زور تھوڑا ہے۔“

۱۲۔ دُعا کرنے میں جلد بازی نہیں کرنی چاہیے:

دعا کرنے والے کو دعا کرنے میں جلد بازی نہیں کرنی چاہیے بلکہ جب تک دعا قبول نہ ہو، دعا کرتے رہنا چاہیے۔ گھبرانا نہیں چاہیے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ يَقُولْ دَعْوَتِ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي ۚ

(ترجمہ) ”تم میں سے ہر ایک کی دعا تب قبول ہوتی ہے جب تک وہ جلدی نہ کرے۔ یوں نہ کہے میں نے دعا کی لیکن قبول نہیں ہوئی۔“

(یعنی ناامیدی کا کلمہ منہ سے نہ نکالے اور اللہ کریم جل شانہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ دعا کرنے سے کبھی نہ اکتائے۔)

- ۱۔ بخاری جلد ۲ ص ۹۳۸، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۲۳۱، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱۵، مشکوٰۃ ص ۱۹۴، ترمذی جلد ۲ ص ۱۸۷، ابن ماجہ ص ۲۸۲، مصنف عبدالرزاق جلد ۱۰ ص ۴۴۱، مسند احمد جلد ۲ ص ۶۴۳، ۶۴۴، ۴۸۶، ۵۰۰، ۵۳۰، کنز العمال جلد ۲ ص ۹۴، فتح الباری جلد ۱۱ ص ۱۶۸، عمدۃ القاری جلد ۱۱ جز ۲ ص ۲۹۹، تفسیم البخاری جلد ۹ ص ۶۲۰، مسند احمد جلد ۳ ص ۱۰۱، مسلم جلد ۲ ص ۳۴۲، (۳ سندیں) الادب المفرد ص ۹۰ (بیروت) (بانتظار الفاظ)
- ۲۔ درمنثور جلد ۱ ص ۱۹۵، قطبی جلد ۱ جز ۲ ص ۳۱۱، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۹۰، بخاری جلد ۲ ص ۹۳۸، فتح الباری جلد ۱۱ ص ۱۶۹، عمدۃ القاری جلد ۱۱ جز ۲ ص ۲۹۹، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۲۳۲، تفسیم البخاری جلد ۹ ص ۶۲۱، مسلم جلد ۲ ص ۳۵۲، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱۲، ترمذی جلد ۲ ص ۱۷۶، ابن ماجہ ص ۲۸۲، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۹۶، ۴۸۷، مصنف عبدالرزاق جلد ۱۰ ص ۴۴۳، مشکل الآثار جلد ۲ ص ۳۷۳، ۳۷۵، ۳۷۷، کنز العمال جلد ۲ ص ۷۹، حدیث نمبر ۳۲۲۲، آداب المفرد ص ۹۶ (بیروت)، ص ۱۷۰ (سائیکل) باب من قال يستجاب للعبد ما لم يعجل، مشکوٰۃ ص ۱۹۴.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی دوسری روایت میں ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

لَا يَزَالُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةٍ رَحِمَ مَا لَمْ يَسْتَعْجِلْ
قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا إِلَّا سَتَعْجَالُ؟ قَالَ يَقُولُ قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ
فَلَمْ أَرِ يُسْتَجَبْ لِي فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذَلِكَ وَيَدْعُ الدُّعَاءَ ۱

(ترجمہ) ”ہمیشہ بندہ کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک وہ گناہ یا ناپٹہ توڑنے کی دعا نہ کرے اور جلدی نہ کرے، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) جلدی کے کیا معنی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، یوں کہے کہ میں نے دعا کی، میں نہیں سمجھتا کہ وہ قبول ہو پھر ناامید ہو جائے اور دعا چھوڑ دے (یہ بات اللہ تبارک و تعالیٰ کو ناگوار ہوتی ہے) پھر وہ قبول نہیں کرتا، بندے کو چاہیے کہ اپنے مالک (حقیقی) سے ہمیشہ فضل و کرم کی امید رکھے اگر (دعا) دنیا میں قبول نہ ہوگی تو آخرت میں اس کا صلہ ملے گا)

۱۳۔ بزرگوں سے دُعا سیکھنا:

آداب دعا میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ بزرگان دین سے دعا کرنے کا طریقہ سیکھا جائے یا جو دعا بزرگ سکھائیں اس کو ترجیح دی جائے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ ہمیں ایک دعا ایسے سکھاتے تھے جیسے قرآن مجید کی کوئی سورت سکھاتے ہوں۔ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ
الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَاوَالْمَمَاتِ ۲

(ترجمہ) ”اے میرے اللہ (جل جلالک) میں تیری پناہ میں آتا ہوں، عذاب دوزخ اور

۱۔ مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۵۲، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۹۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۵۳۔
۲۔ موطا امام مالک، ترمذی حدیث نمبر ۳۴۹۴، ابوداؤد حدیث نمبر ۹۸۰، مسند احمد جلد ۱ ص ۳۴۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۱۵۲، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۸۴۰، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۱۴۶، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۴۵۰

عذاب قبر سے اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں مسیح دجال کے فتنہ سے اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں
زندگی اور موت کے فتنہ سے۔“

۱۴۔ بزرگوں سے دُعا کروانا:

حضرت قتادہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرماتے
ہیں، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا (حضرت) انس رضی اللہ عنہ آپ
ﷺ کا خادم ہے آپ ﷺ اس کے لیے دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی:

اللَّهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ ۝

(ترجمہ) ”یا اللہ (جل سطا تک) اس (انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بہت مال و دولت اور
اولاد عطا فرما اور جو تو عطا فرمائے اس میں برکت دے۔“

اس حدیث شریف کی شرح میں وحید الزماں صاحب (غیر مقلد) نے لکھا ہے۔“
آنحضرت ﷺ کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ انس رضی اللہ عنہ بڑے مالدار اور صاحب جائیداد ہوئے،
ایک سو بیس بیٹے اور بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ ننانوے یا ایک سو تیس سال عمر ہوئی۔ آگے لکھا ہے
آپ ﷺ کی دعا کا کیا پوچھنا، آپ ﷺ کے غلاموں کی دعاؤں میں اللہ نے بڑے بڑے اثر
دیئے ہیں۔“ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ نے بننے سے ایک پیسہ قرض
لے کر اپنے پیر و مرشد بابا فرید گنج شکر قدس سرہ کو کھانا کھلایا۔ اس وقت حضرت نظام الدین اولیاء
کے پاس بجز ایک کہنہ ازار اور ایک بوسیدہ عمامہ کے کرتا تک نہ تھا۔ حضرت بابا فرید نے کھانا کھا
کر فرمایا نظام الدین کیا خوش ذائقہ کھانا تو نے کھلایا۔ حالانکہ اس میں سوائے ترکاری کی جڑوں
اور نمک کے کچھ نہ تھا۔ بھلا ایک پیسہ میں کیا کھانا ہوتا۔ پھر فرمایا جان نظام الدین تیرے دسترخوان
پر دو وقتہ چار ہزار آدمی کھانا کھائیں گے، ایسا ہی ہوا۔ ان کو دہلی میں بے شمار فتوحات حاصل
ہوئیں اور ہر روز دو وقتہ چار ہزار فقراء اور مساکین کو عمدہ عمدہ کھانے کھلایا کرتے۔“ (تیسیر
الباری جلد ۸ ص ۲۲۸ من وعن)

۱۔ شرح السنۃ جلد ۷ ص ۲۵۳، مسند احمد جلد ۳ ص ۱۹۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۹۶، ترمذی حدیث

نمبر ۳۸۲۹، مسلم جلد ۲ ص ۲۹۸، بخاری جلد ۱ ص ۲۶۶

۱۵۔ نیک لوگوں سے دُعا کروانا:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:-

أَنَّ رَجُلًا يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ لَا يَدْعُ بِالْيَمَنِ غَيْرُ أُمِّ لَهُ قَدْ كَانَ بِهِ بَيَاضٌ فَدَعَا اللَّهَ فَذَهَبَ إِلَّا مَوْضِعَ الدِّينَارِ أَوِ الدِّرْهَمِ فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ لَهُ

(ترجمہ) ”تمہارے پاس یمن سے ایک صاحب آئیں گے جنہیں (حضرت) اویس (قرنی رضی اللہ عنہ) کہا جاتا ہے انہیں یمن میں صرف ان کی والدہ ہی روکے ہوئے ہے ان کو برص کی سفیدی تھی تو انہوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا کی، اللہ تبارک و تعالیٰ نے وہ دور کردی سوائے دینار یا درہم کے برابر، تو تم میں سے جو ان سے ملے، وہ ان سے اپنے لیے دعا کروائے۔“

انبیاء کرام علیہم السلام سے دُعا ئیں کروائی گئی:-

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ أُجِيبُ دَعْوَةَ الرَّاغِبِ إِذَا دَعَا عَنِی ”میں قبول فرماتا ہوں پکارنے والے کی پکار (دُعا کرنے والی دُعا) جب وہ پکارتا ہے، دُعا کرتا ہے“

اس آیت اور ارشاد باری تعالیٰ پر ایمان والے کا عقیدہ ہے اور انبیاء علیہم السلام اور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس حقیقت کو جانتے تھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ سب کی سنتا ہے لیکن جب کوئی انبیاء کرام علیہم السلام اور خود رسول کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر دعا کرواتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یا دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کسی سے نہ فرماتے کہ تم خود ہی دعا کرو اللہ تبارک و تعالیٰ سب کی سنتا ہے۔ ان کے قول و عمل سے پتا چلتا ہے کہ یہ عقیدہ ہونے کے باوجود کہ اللہ تبارک و تعالیٰ سب کی سنتا ہے، بزرگوں سے دعائیں کروانا شرک و بدعت نہیں، جو لوگ بزرگوں سے دعائیں کروانے کو شرک و بدعت کہتے ہیں وہ قابل رحم ہیں جب انہیں بھی آفت و بلا یا مصیبت کا سامنا ہوتا ہے تو وہ بھی بزرگوں کی تلاش کر کے دعائیں کرواتے ہیں۔

۱۔ مشکوٰۃ ص ۵۸۱، مسلم جلد ۲ ص ۳۱۱، کنز العمال حدیث نمبر ۸۲۳، ۳۷۵۳، ۳۷۵۴، ۳۷۵۵، ۳۷۵۶، ۳۷۵۷، ۳۷۵۸، ۳۷۵۹، ۳۷۶۰، ۳۷۶۱، ۳۷۶۲، ۳۷۶۳، ۳۷۶۴، ۳۷۶۵، ۳۷۶۶، ۳۷۶۷، ۳۷۶۸، ۳۷۶۹، ۳۷۷۰، ۳۷۷۱، ۳۷۷۲، ۳۷۷۳، ۳۷۷۴، ۳۷۷۵، ۳۷۷۶، ۳۷۷۷، ۳۷۷۸، ۳۷۷۹، ۳۷۸۰، ۳۷۸۱، ۳۷۸۲، ۳۷۸۳، ۳۷۸۴، ۳۷۸۵، ۳۷۸۶، ۳۷۸۷، ۳۷۸۸، ۳۷۸۹، ۳۷۹۰، ۳۷۹۱، ۳۷۹۲، ۳۷۹۳، ۳۷۹۴، ۳۷۹۵، ۳۷۹۶، ۳۷۹۷، ۳۷۹۸، ۳۷۹۹، ۳۸۰۰، ۳۸۰۱، ۳۸۰۲، ۳۸۰۳، ۳۸۰۴، ۳۸۰۵، ۳۸۰۶، ۳۸۰۷، ۳۸۰۸، ۳۸۰۹، ۳۸۱۰، ۳۸۱۱، ۳۸۱۲، ۳۸۱۳، ۳۸۱۴، ۳۸۱۵، ۳۸۱۶، ۳۸۱۷، ۳۸۱۸، ۳۸۱۹، ۳۸۲۰، ۳۸۲۱، ۳۸۲۲، ۳۸۲۳، ۳۸۲۴، ۳۸۲۵، ۳۸۲۶، ۳۸۲۷، ۳۸۲۸، ۳۸۲۹، ۳۸۳۰، ۳۸۳۱، ۳۸۳۲، ۳۸۳۳، ۳۸۳۴، ۳۸۳۵، ۳۸۳۶، ۳۸۳۷، ۳۸۳۸، ۳۸۳۹، ۳۸۴۰، ۳۸۴۱، ۳۸۴۲، ۳۸۴۳، ۳۸۴۴، ۳۸۴۵، ۳۸۴۶، ۳۸۴۷، ۳۸۴۸، ۳۸۴۹، ۳۸۵۰، ۳۸۵۱، ۳۸۵۲، ۳۸۵۳، ۳۸۵۴، ۳۸۵۵، ۳۸۵۶، ۳۸۵۷، ۳۸۵۸، ۳۸۵۹، ۳۸۶۰، ۳۸۶۱، ۳۸۶۲، ۳۸۶۳، ۳۸۶۴، ۳۸۶۵، ۳۸۶۶، ۳۸۶۷، ۳۸۶۸، ۳۸۶۹، ۳۸۷۰، ۳۸۷۱، ۳۸۷۲، ۳۸۷۳، ۳۸۷۴، ۳۸۷۵، ۳۸۷۶، ۳۸۷۷، ۳۸۷۸، ۳۸۷۹، ۳۸۸۰، ۳۸۸۱، ۳۸۸۲، ۳۸۸۳، ۳۸۸۴، ۳۸۸۵، ۳۸۸۶، ۳۸۸۷، ۳۸۸۸، ۳۸۸۹، ۳۸۹۰، ۳۸۹۱، ۳۸۹۲، ۳۸۹۳، ۳۸۹۴، ۳۸۹۵، ۳۸۹۶، ۳۸۹۷، ۳۸۹۸، ۳۸۹۹، ۳۹۰۰، ۳۹۰۱، ۳۹۰۲، ۳۹۰۳، ۳۹۰۴، ۳۹۰۵، ۳۹۰۶، ۳۹۰۷، ۳۹۰۸، ۳۹۰۹، ۳۹۱۰، ۳۹۱۱، ۳۹۱۲، ۳۹۱۳، ۳۹۱۴، ۳۹۱۵، ۳۹۱۶، ۳۹۱۷، ۳۹۱۸، ۳۹۱۹، ۳۹۲۰، ۳۹۲۱، ۳۹۲۲، ۳۹۲۳، ۳۹۲۴، ۳۹۲۵، ۳۹۲۶، ۳۹۲۷، ۳۹۲۸، ۳۹۲۹، ۳۹۳۰، ۳۹۳۱، ۳۹۳۲، ۳۹۳۳، ۳۹۳۴، ۳۹۳۵، ۳۹۳۶، ۳۹۳۷، ۳۹۳۸، ۳۹۳۹، ۳۹۴۰، ۳۹۴۱، ۳۹۴۲، ۳۹۴۳، ۳۹۴۴، ۳۹۴۵، ۳۹۴۶، ۳۹۴۷، ۳۹۴۸، ۳۹۴۹، ۳۹۵۰، ۳۹۵۱، ۳۹۵۲، ۳۹۵۳، ۳۹۵۴، ۳۹۵۵، ۳۹۵۶، ۳۹۵۷، ۳۹۵۸، ۳۹۵۹، ۳۹۶۰، ۳۹۶۱، ۳۹۶۲، ۳۹۶۳، ۳۹۶۴، ۳۹۶۵، ۳۹۶۶، ۳۹۶۷، ۳۹۶۸، ۳۹۶۹، ۳۹۷۰، ۳۹۷۱، ۳۹۷۲، ۳۹۷۳، ۳۹۷۴، ۳۹۷۵، ۳۹۷۶، ۳۹۷۷، ۳۹۷۸، ۳۹۷۹، ۳۹۸۰، ۳۹۸۱، ۳۹۸۲، ۳۹۸۳، ۳۹۸۴، ۳۹۸۵، ۳۹۸۶، ۳۹۸۷، ۳۹۸۸، ۳۹۸۹، ۳۹۹۰، ۳۹۹۱، ۳۹۹۲، ۳۹۹۳، ۳۹۹۴، ۳۹۹۵، ۳۹۹۶، ۳۹۹۷، ۳۹۹۸، ۳۹۹۹، ۴۰۰۰، ۴۰۰۱، ۴۰۰۲، ۴۰۰۳، ۴۰۰۴، ۴۰۰۵، ۴۰۰۶، ۴۰۰۷، ۴۰۰۸، ۴۰۰۹، ۴۰۱۰، ۴۰۱۱، ۴۰۱۲، ۴۰۱۳، ۴۰۱۴، ۴۰۱۵، ۴۰۱۶، ۴۰۱۷، ۴۰۱۸، ۴۰۱۹، ۴۰۲۰، ۴۰۲۱، ۴۰۲۲، ۴۰۲۳، ۴۰۲۴، ۴۰۲۵، ۴۰۲۶، ۴۰۲۷، ۴۰۲۸، ۴۰۲۹، ۴۰۳۰، ۴۰۳۱، ۴۰۳۲، ۴۰۳۳، ۴۰۳۴، ۴۰۳۵، ۴۰۳۶، ۴۰۳۷، ۴۰۳۸، ۴۰۳۹، ۴۰۴۰، ۴۰۴۱، ۴۰۴۲، ۴۰۴۳، ۴۰۴۴، ۴۰۴۵، ۴۰۴۶، ۴۰۴۷، ۴۰۴۸، ۴۰۴۹، ۴۰۵۰، ۴۰۵۱، ۴۰۵۲، ۴۰۵۳، ۴۰۵۴، ۴۰۵۵، ۴۰۵۶، ۴۰۵۷، ۴۰۵۸، ۴۰۵۹، ۴۰۶۰، ۴۰۶۱، ۴۰۶۲، ۴۰۶۳، ۴۰۶۴، ۴۰۶۵، ۴۰۶۶، ۴۰۶۷، ۴۰۶۸، ۴۰۶۹، ۴۰۷۰، ۴۰۷۱، ۴۰۷۲، ۴۰۷۳، ۴۰۷۴، ۴۰۷۵، ۴۰۷۶، ۴۰۷۷، ۴۰۷۸، ۴۰۷۹، ۴۰۸۰، ۴۰۸۱، ۴۰۸۲، ۴۰۸۳، ۴۰۸۴، ۴۰۸۵، ۴۰۸۶، ۴۰۸۷، ۴۰۸۸، ۴۰۸۹، ۴۰۹۰، ۴۰۹۱، ۴۰۹۲، ۴۰۹۳، ۴۰۹۴، ۴۰۹۵، ۴۰۹۶، ۴۰۹۷، ۴۰۹۸، ۴۰۹۹، ۴۱۰۰، ۴۱۰۱، ۴۱۰۲، ۴۱۰۳، ۴۱۰۴، ۴۱۰۵، ۴۱۰۶، ۴۱۰۷، ۴۱۰۸، ۴۱۰۹، ۴۱۱۰، ۴۱۱۱، ۴۱۱۲، ۴۱۱۳، ۴۱۱۴، ۴۱۱۵، ۴۱۱۶، ۴۱۱۷، ۴۱۱۸، ۴۱۱۹، ۴۱۲۰، ۴۱۲۱، ۴۱۲۲، ۴۱۲۳، ۴۱۲۴، ۴۱۲۵، ۴۱۲۶، ۴۱۲۷، ۴۱۲۸، ۴۱۲۹، ۴۱۳۰، ۴۱۳۱، ۴۱۳۲، ۴۱۳۳، ۴۱۳۴، ۴۱۳۵، ۴۱۳۶، ۴۱۳۷، ۴۱۳۸، ۴۱۳۹، ۴۱۴۰، ۴۱۴۱، ۴۱۴۲، ۴۱۴۳، ۴۱۴۴، ۴۱۴۵، ۴۱۴۶، ۴۱۴۷، ۴۱۴۸، ۴۱۴۹، ۴۱۵۰، ۴۱۵۱، ۴۱۵۲، ۴۱۵۳، ۴۱۵۴، ۴۱۵۵، ۴۱۵۶، ۴۱۵۷، ۴۱۵۸، ۴۱۵۹، ۴۱۶۰، ۴۱۶۱، ۴۱۶۲، ۴۱۶۳، ۴۱۶۴، ۴۱۶۵، ۴۱۶۶، ۴۱۶۷، ۴۱۶۸، ۴۱۶۹، ۴۱۷۰، ۴۱۷۱، ۴۱۷۲، ۴۱۷۳، ۴۱۷۴، ۴۱۷۵، ۴۱۷۶، ۴۱۷۷، ۴۱۷۸، ۴۱۷۹، ۴۱۸۰، ۴۱۸۱، ۴۱۸۲، ۴۱۸۳، ۴۱۸۴، ۴۱۸۵، ۴۱۸۶، ۴۱۸۷، ۴۱۸۸، ۴۱۸۹، ۴۱۹۰، ۴۱۹۱، ۴۱۹۲، ۴۱۹۳، ۴۱۹۴، ۴۱۹۵، ۴۱۹۶، ۴۱۹۷، ۴۱۹۸، ۴۱۹۹، ۴۲۰۰، ۴۲۰۱، ۴۲۰۲، ۴۲۰۳، ۴۲۰۴، ۴۲۰۵، ۴۲۰۶، ۴۲۰۷، ۴۲۰۸، ۴۲۰۹، ۴۲۱۰، ۴۲۱۱، ۴۲۱۲، ۴۲۱۳، ۴۲۱۴، ۴۲۱۵، ۴۲۱۶، ۴۲۱۷، ۴۲۱۸، ۴۲۱۹، ۴۲۲۰، ۴۲۲۱، ۴۲۲۲، ۴۲۲۳، ۴۲۲۴، ۴۲۲۵، ۴۲۲۶، ۴۲۲۷، ۴۲۲۸، ۴۲۲۹، ۴۲۳۰، ۴۲۳۱، ۴۲۳۲، ۴۲۳۳، ۴۲۳۴، ۴۲۳۵، ۴۲۳۶، ۴۲۳۷، ۴۲۳۸، ۴۲۳۹، ۴۲۴۰، ۴۲۴۱، ۴۲۴۲، ۴۲۴۳، ۴۲۴۴، ۴۲۴۵، ۴۲۴۶، ۴۲۴۷، ۴۲۴۸، ۴۲۴۹، ۴۲۵۰، ۴۲۵۱، ۴۲۵۲، ۴۲۵۳، ۴۲۵۴، ۴۲۵۵، ۴۲۵۶، ۴۲۵۷، ۴۲۵۸، ۴۲۵۹، ۴۲۶۰، ۴۲۶۱، ۴۲۶۲، ۴۲۶۳، ۴۲۶۴، ۴۲۶۵، ۴۲۶۶، ۴۲۶۷، ۴۲۶۸، ۴۲۶۹، ۴۲۷۰، ۴۲۷۱، ۴۲۷۲، ۴۲۷۳، ۴۲۷۴، ۴۲۷۵، ۴۲۷۶، ۴۲۷۷، ۴۲۷۸، ۴۲۷۹، ۴۲۸۰، ۴۲۸۱، ۴۲۸۲، ۴۲۸۳، ۴۲۸۴، ۴۲۸۵، ۴۲۸۶، ۴۲۸۷، ۴۲۸۸، ۴۲۸۹، ۴۲۹۰، ۴۲۹۱، ۴۲۹۲، ۴۲۹۳، ۴۲۹۴، ۴۲۹۵، ۴۲۹۶، ۴۲۹۷، ۴۲۹۸، ۴۲۹۹، ۴۳۰۰، ۴۳۰۱، ۴۳۰۲، ۴۳۰۳، ۴۳۰۴، ۴۳۰۵، ۴۳۰۶، ۴۳۰۷، ۴۳۰۸، ۴۳۰۹، ۴۳۱۰، ۴۳۱۱، ۴۳۱۲، ۴۳۱۳، ۴۳۱۴، ۴۳۱۵، ۴۳۱۶، ۴۳۱۷، ۴۳۱۸، ۴۳۱۹، ۴۳۲۰، ۴۳۲۱، ۴۳۲۲، ۴۳۲۳، ۴۳۲۴، ۴۳۲۵، ۴۳۲۶، ۴۳۲۷، ۴۳۲۸، ۴۳۲۹، ۴۳۳۰، ۴۳۳۱، ۴۳۳۲، ۴۳۳۳، ۴۳۳۴، ۴۳۳۵، ۴۳۳۶، ۴۳۳۷، ۴۳۳۸، ۴۳۳۹، ۴۳۴۰، ۴۳۴۱، ۴۳۴۲، ۴۳۴۳، ۴۳۴۴، ۴۳۴۵، ۴۳۴۶، ۴۳۴۷، ۴۳۴۸، ۴۳۴۹، ۴۳۵۰، ۴۳۵۱، ۴۳۵۲، ۴۳۵۳، ۴۳۵۴، ۴۳۵۵، ۴۳۵۶، ۴۳۵۷، ۴۳۵۸، ۴۳۵۹، ۴۳۶۰، ۴۳۶۱، ۴۳۶۲، ۴۳۶۳، ۴۳۶۴، ۴۳۶۵، ۴۳۶۶، ۴۳۶۷، ۴۳۶۸، ۴۳۶۹، ۴۳۷۰، ۴۳۷۱، ۴۳۷۲، ۴۳۷۳، ۴۳۷۴، ۴۳۷۵، ۴۳۷۶، ۴۳۷۷، ۴۳۷۸، ۴۳۷۹، ۴۳۸۰، ۴۳۸۱، ۴۳۸۲، ۴۳۸۳، ۴۳۸۴، ۴۳۸۵، ۴۳۸۶، ۴۳۸۷، ۴۳۸۸، ۴۳۸۹، ۴۳۹۰، ۴۳۹۱، ۴۳۹۲، ۴۳۹۳، ۴۳۹۴، ۴۳۹۵، ۴۳۹۶، ۴۳۹۷، ۴۳۹۸، ۴۳۹۹، ۴۴۰۰، ۴۴۰۱، ۴۴۰۲، ۴۴۰۳، ۴۴۰۴، ۴۴۰۵، ۴۴۰۶، ۴۴۰۷، ۴۴۰۸، ۴۴۰۹، ۴۴۱۰، ۴۴۱۱، ۴۴۱۲، ۴۴۱۳، ۴۴۱۴، ۴۴۱۵، ۴۴۱۶، ۴۴۱۷، ۴۴۱۸، ۴۴۱۹، ۴۴۲۰، ۴۴۲۱، ۴۴۲۲، ۴۴۲۳، ۴۴۲۴، ۴۴۲۵، ۴۴۲۶، ۴۴۲۷، ۴۴۲۸، ۴۴۲۹، ۴۴۳۰، ۴۴۳۱، ۴۴۳۲، ۴۴۳۳، ۴۴۳۴، ۴۴۳۵، ۴۴۳۶، ۴۴۳۷، ۴۴۳۸، ۴۴۳۹، ۴۴۴۰، ۴۴۴۱، ۴۴۴۲، ۴۴۴۳، ۴۴۴۴، ۴۴۴۵، ۴۴۴۶، ۴۴۴۷، ۴۴۴۸، ۴۴۴۹، ۴۴۵۰، ۴۴۵۱، ۴۴۵۲، ۴۴۵۳، ۴۴۵۴، ۴۴۵۵، ۴۴۵۶، ۴۴۵۷، ۴۴۵۸، ۴۴۵۹، ۴۴۶۰، ۴۴۶۱، ۴۴۶۲، ۴۴۶۳، ۴۴۶۴، ۴۴۶۵، ۴۴۶۶، ۴۴۶۷، ۴۴۶۸، ۴۴۶۹، ۴۴۷۰، ۴۴۷۱، ۴۴۷۲، ۴۴۷۳، ۴۴۷۴، ۴۴۷۵، ۴۴۷۶، ۴۴۷۷، ۴۴۷۸، ۴۴۷۹، ۴۴۸۰، ۴۴۸۱، ۴۴۸۲، ۴۴۸۳، ۴۴۸۴، ۴۴۸۵، ۴۴۸۶، ۴۴۸۷، ۴۴۸۸، ۴۴۸۹، ۴۴۹۰، ۴۴۹۱، ۴۴۹۲، ۴۴۹۳، ۴۴۹۴، ۴۴۹۵، ۴۴۹۶، ۴۴۹۷، ۴۴۹۸، ۴۴۹۹، ۴۵۰۰، ۴۵۰۱، ۴۵۰۲، ۴۵۰۳، ۴۵۰۴، ۴۵۰۵، ۴۵۰۶، ۴۵۰۷، ۴۵۰۸، ۴۵۰۹، ۴۵۱۰، ۴۵۱۱، ۴۵۱۲، ۴۵۱۳، ۴۵۱۴، ۴۵۱۵، ۴۵۱۶، ۴۵۱۷، ۴۵۱۸، ۴۵۱۹، ۴۵۲۰، ۴۵۲۱، ۴۵۲۲، ۴۵۲۳، ۴۵۲۴، ۴۵۲۵، ۴۵۲۶، ۴۵۲۷، ۴۵۲۸، ۴۵۲۹، ۴۵۳۰، ۴۵۳۱، ۴۵۳۲، ۴۵۳۳، ۴۵۳۴، ۴۵۳۵، ۴۵۳۶، ۴۵۳۷، ۴۵۳۸، ۴۵۳۹، ۴۵۴۰، ۴۵۴۱، ۴۵۴۲، ۴۵۴۳، ۴۵۴۴، ۴۵۴۵، ۴۵۴۶، ۴۵۴۷، ۴۵۴۸، ۴۵۴۹، ۴۵۵۰، ۴۵۵۱، ۴۵۵۲، ۴۵۵۳، ۴۵۵۴، ۴۵۵۵، ۴۵۵۶، ۴۵۵۷، ۴۵۵۸، ۴۵۵۹، ۴۵۶۰، ۴۵۶۱، ۴۵۶۲، ۴۵۶۳، ۴۵۶۴، ۴۵۶۵، ۴۵۶۶، ۴۵۶۷، ۴۵۶۸، ۴۵۶۹، ۴۵۷۰، ۴۵۷۱، ۴۵۷۲، ۴۵۷۳، ۴۵۷۴، ۴۵۷۵، ۴۵۷۶، ۴۵۷۷، ۴۵۷۸، ۴۵۷۹، ۴۵۸۰، ۴۵۸۱، ۴۵۸۲، ۴۵۸۳، ۴۵۸۴، ۴۵۸۵، ۴۵۸۶، ۴۵۸۷، ۴۵۸۸، ۴۵۸۹، ۴۵۹۰، ۴۵۹۱، ۴۵۹۲، ۴۵۹۳، ۴۵۹۴، ۴۵۹۵، ۴۵۹۶، ۴۵۹۷، ۴۵۹۸، ۴۵۹۹، ۴۶۰۰، ۴۶۰۱، ۴۶۰۲، ۴۶۰۳، ۴۶۰۴، ۴۶۰۵، ۴۶۰۶، ۴۶۰۷، ۴۶۰۸، ۴۶۰۹، ۴۶۱۰، ۴۶۱۱، ۴۶۱۲، ۴۶۱۳، ۴۶۱۴، ۴۶۱۵، ۴۶۱۶، ۴۶۱۷، ۴۶۱۸، ۴۶۱۹، ۴۶۲۰، ۴۶۲۱، ۴۶۲۲، ۴۶۲۳، ۴۶۲۴، ۴۶۲۵، ۴۶۲۶، ۴۶۲۷، ۴۶۲۸، ۴۶۲۹، ۴۶۳۰، ۴۶۳۱، ۴۶۳۲، ۴۶۳۳، ۴۶۳۴، ۴۶۳۵، ۴۶۳۶، ۴۶۳۷، ۴۶۳۸، ۴۶۳۹، ۴۶۴۰، ۴۶۴۱، ۴۶۴۲، ۴۶۴۳، ۴۶۴۴، ۴۶۴۵، ۴۶۴۶، ۴۶۴۷، ۴۶۴۸، ۴۶۴۹، ۴۶۵۰، ۴۶۵۱، ۴۶۵۲، ۴۶۵۳، ۴۶۵۴، ۴۶۵۵، ۴۶۵۶، ۴۶۵۷، ۴۶۵۸، ۴۶۵۹، ۴۶۶۰، ۴۶۶۱، ۴۶۶۲، ۴۶۶۳، ۴۶۶۴، ۴۶۶۵، ۴۶۶۶، ۴۶۶۷، ۴۶۶۸، ۴۶۶۹، ۴۶۷۰، ۴۶۷۱، ۴۶۷۲، ۴۶۷۳، ۴۶۷۴، ۴۶۷۵، ۴۶۷۶، ۴۶۷۷، ۴۶۷۸، ۴۶۷۹، ۴۶۸۰، ۴۶۸۱، ۴۶۸۲، ۴۶۸۳، ۴۶۸۴، ۴۶۸۵، ۴۶۸۶، ۴۶۸۷، ۴۶۸۸، ۴۶۸۹، ۴۶۹۰، ۴۶۹۱، ۴۶۹۲، ۴۶۹۳، ۴۶۹۴، ۴۶۹۵، ۴۶۹۶، ۴۶۹۷، ۴۶۹۸، ۴۶۹۹، ۴۷۰۰، ۴۷۰۱، ۴۷۰۲، ۴۷۰۳، ۴۷۰۴، ۴۷۰۵، ۴۷۰۶، ۴۷۰۷، ۴۷۰۸، ۴۷۰۹، ۴۷۱۰، ۴۷۱۱، ۴۷۱۲، ۴۷۱۳، ۴۷۱۴، ۴۷۱۵، ۴۷۱۶، ۴۷۱۷، ۴۷۱۸، ۴۷۱۹، ۴۷۲۰، ۴۷۲۱، ۴۷۲۲، ۴۷۲۳، ۴۷۲۴، ۴۷۲۵، ۴۷۲۶، ۴۷۲۷، ۴۷۲۸، ۴۷۲۹، ۴۷۳۰، ۴۷۳۱، ۴۷۳۲، ۴۷۳۳، ۴۷۳۴، ۴۷۳۵، ۴۷۳۶، ۴۷۳۷، ۴۷۳۸، ۴۷۳۹، ۴۷۴۰، ۴۷۴۱، ۴۷۴۲، ۴۷۴۳، ۴۷۴۴، ۴۷۴۵، ۴۷۴۶، ۴۷۴۷، ۴۷۴۸، ۴۷۴۹، ۴۷۵۰، ۴۷۵۱، ۴۷۵۲، ۴۷۵۳، ۴۷۵۴، ۴۷۵۵، ۴۷۵۶، ۴۷۵۷، ۴۷۵۸، ۴۷۵۹، ۴۷۶۰، ۴۷۶۱، ۴۷۶۲، ۴۷۶۳، ۴۷۶۴، ۴۷۶۵، ۴۷۶۶، ۴۷۶۷، ۴۷۶۸، ۴۷۶۹، ۴۷۷۰، ۴۷۷۱، ۴۷۷۲، ۴۷۷۳، ۴۷۷۴، ۴۷۷۵، ۴۷۷۶، ۴۷۷۷، ۴۷۷۸، ۴۷۷۹، ۴۷۸۰، ۴۷۸۱، ۴۷۸۲، ۴۷۸۳، ۴۷۸۴، ۴۷۸۵، ۴۷۸۶، ۴۷۸۷، ۴۷۸۸، ۴۷۸۹، ۴۷۹۰، ۴۷۹۱، ۴۷۹۲، ۴۷۹۳، ۴۷۹۴، ۴۷۹۵، ۴۷۹۶، ۴۷۹۷، ۴۷۹۸، ۴۷۹۹، ۴۸۰۰، ۴۸۰۱، ۴۸۰۲، ۴۸۰۳، ۴۸۰۴، ۴۸۰۵، ۴۸۰۶، ۴۸۰۷، ۴۸۰۸، ۴۸۰۹، ۴۸۱۰، ۴۸۱۱، ۴۸۱۲، ۴۸۱۳، ۴۸۱۴، ۴۸۱۵، ۴۸۱۶، ۴۸۱۷، ۴۸۱۸، ۴۸۱۹، ۴۸۲۰، ۴۸۲۱، ۴۸۲۲، ۴۸۲۳، ۴۸۲۴، ۴۸۲۵، ۴۸۲۶، ۴۸۲۷، ۴۸۲۸، ۴۸۲۹، ۴۸۳۰، ۴۸۳۱، ۴۸۳۲، ۴۸۳۳، ۴۸۳۴، ۴۸۳۵، ۴۸۳۶، ۴۸۳۷، ۴۸۳۸، ۴۸۳۹، ۴۸۴۰، ۴۸۴۱، ۴۸۴۲، ۴۸۴۳، ۴۸۴۴، ۴۸۴۵، ۴۸۴۶، ۴۸۴۷، ۴۸۴۸، ۴۸۴۹، ۴۸۵۰، ۴۸۵۱، ۴۸۵۲، ۴۸۵۳، ۴۸۵۴، ۴۸۵۵، ۴۸۵۶، ۴۸۵۷، ۴۸۵۸، ۴۸۵۹، ۴۸۶۰، ۴۸۶۱، ۴۸۶۲، ۴۸۶۳، ۴۸۶۴، ۴۸۶۵، ۴۸۶۶، ۴۸۶۷، ۴۸۶۸، ۴۸۶۹، ۴۸۷۰، ۴۸۷۱، ۴۸۷۲، ۴۸۷۳، ۴۸۷۴، ۴۸۷۵، ۴۸۷۶، ۴۸۷۷، ۴۸۷۸، ۴۸۷۹، ۴۸۸۰، ۴۸۸۱، ۴۸۸۲، ۴۸۸۳، ۴۸۸۴، ۴۸۸۵، ۴۸۸۶، ۴۸۸۷، ۴۸۸۸، ۴۸۸۹،

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ اور سنت مقدسہ سے آگاہ لوگ یہ جانتے اور مانتے ہیں کہ نہ تو بزرگوں کے پاس جانا شرک و بدعت ہے نہ ہی ان سے دعائیں کروانا شرک و بدعت ہے بلکہ عین اسلام اور عین توحید ہے اللہ تبارک و تعالیٰ فہم عطا فرمائے۔

واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کا اور قوم:-

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے فَأَنزَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَحَادَ وَالْقَتْلَ وَالضَّفَادَ وَالذَّمَائِثَ مُفْعَلًا ۖ فَاَسْتَكَبُّوا وَاَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ﴿۱۳۳﴾ وَلَمَّا دَقَّتْ عَلَيْهِمُ النُّجُودُ قَالُوا يٰمُوسٰى اذْعُنْ لَّنَا رَبَّكَ بِمَا عٰهَدَ عِنْدَكَ ۙ (الاعراف ۱۳۳-۱۳۴)

(ترجمہ) ”پھر ہم نے ان پر طوفان بھیجا اور مڈیاں اور گھن کا کیز اور مینڈک اور خون کہ یہ سب کھلے کھلے معجزے تھے، سو وہ تکبر کرتے رہے اور وہ لوگ دراصل تھے ہی جرائم پیشہ اور جب ان کو عذاب واقع ہوتا تو (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر یوں عرض کرتے اے موسیٰ علیہ السلام ہمارے لیے اپنے رب سے اس بات کی دعا کر دیجئے جس کا اس نے آپ سے عہد کر رکھا ہے“ پھر وہ لوگ یہ بھی عرض کرتے ”اگر آپ یعنی موسیٰ علیہ السلام اس عذاب کو ہم سے ہٹا دیں تو ہم ضرور ضرور آپ کے کہنے پر ایمان لے آئیں گے اور ہم بنی اسرائیل کو بھی رہا کر کے آپ کے ہمراہ کر دیں گے۔“ ۱

۱ یعنی ایک عذاب آتا تو اس سے تنگ آ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتے ان کی دعا سے وہ ٹل جاتا تو ایمان لانے کی بجائے پھر اس کفر و شرک پر جے رہتے، پھر عذاب آتا ہر بار دعا کرواتے، آپ کبھی بھی نہ فرماتے میں تمہارے لیے دعا نہیں کر سکتا تم خود ہی دعا کر لو۔ کیونکہ رب کائنات جل جلالہ سب کی سنتا ہے جب انبیاء کرام علیہم السلام جو معصوم عن الخطا ہیں ایسا نہیں فرماتے تھے تو ہمیں بھی جو پر خطا ہیں قطعاً ایسی بات نہیں کرنی چاہیے۔ لہذا دعائیں خود کریں یا بزرگوں سے کروائیں ہر طرح سے جائز ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اویس رضی اللہ عنہ سے دعا کروائی:-

حضرت اسیر بن جابر سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس، جب یمن سے لوگ آتے تو آپ ان سے پوچھتے کیا تمہارے درمیان حضرت اویس رضی اللہ عنہ رہتے

ہیں یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے پوچھا کیا تمہارا نام اولیس ابن عامر ہے (رضی اللہ عنہ)؟ انہوں نے کہا ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم مراد قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں۔ کیا آپ (شہر) قرن میں رہتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پوچھا تم کو برص کی تکلیف تھی؟ فرمایا ہاں مگر وہ اچھا ہو گیا ہے اور درہم برابر باقی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہاری والدہ ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:-

يَا تَبِيَّ عَلَيْكُمْ أُوَيْسُ ابْنُ عَامِرٍ مَعَ أَمْدَادِ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرْنٍ
كَانَ بِهِ بَرَصٌ فَبَرَأَ مِنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ لَهُ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرَلَوْ أَقْسَمَ عَلَى
اللَّهِ لَا بَرَّةَ فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ فَاسْتَغْفِرَ لِي
فَاسْتَغْفَرَ لَهُ

(ترجمہ) ”تمہارے پاس (حضرت) اولیس ابن عامر رضی اللہ عنہ آئیں گے، یمن کی امدادی فوج کے ساتھ، اس کا تعلق مراد قبیلے سے ہے، جو قرن کی شاخ ہے۔ اس کو برص تھا وہ اچھا ہو گیا ہے مگر درہم برابر باقی ہے۔ اس کی والدہ ہے، اس کا یہ حال ہے اگر اللہ تبارک و تعالیٰ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو سچا فرما دے، پھر اگر تجھ سے ہو سکے تو اپنے لیے دعا کروانا، (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کو دعا کے لیے کہا) تو حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے بخشش کی دعا کی۔“

اس واقعہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اچھے اور نیکو کار لوگوں سے دعائے خیر طلب کرنی چاہیے اگرچہ طالب دعا مرتبہ کے لحاظ سے افضل ہی کیوں نہ ہو۔

واقعہ:-

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ اپنے کسی سفر میں تھے آپ ﷺ کا گزر ایک ایسے شخص پر ہوا جو گرم ریت پر بیٹھ اور پیٹ کے بل لیٹ رہا تھا اور کہہ رہا تھا اے نفس! رات کو سونا اور دن کو خرافات میں مبتلا ہونا اور تو پھر بھی جنت کی امید کرے جب وہ

شخص اپنے کام سے فارغ ہو گیا ہماری طرف متوجہ ہوا تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کو لو اور اس سے دعا کرواؤ۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے اس سے کہا۔ اَدْعُ اللّٰهَ لَنَا يَرْحَمَكِ اللّٰهُ (ہمارے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا کرو اللہ تبارک و تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے) اس شخص نے کہا اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں ہدایت کے امر پر جمع فرمائے، ہم نے کہا اور زیادہ دعا فرمائیے تو اس نے کہا اللہ تبارک و تعالیٰ تمہارا ٹھکانا جنت بنائے، ہم نے کہا اور زیادہ دعا کرو تو اس نے کہا اللہ تبارک و تعالیٰ تمہارے تقویٰ میں اضافہ فرمائے۔ ۱۔

۱۶۔ دُعا اپنی ذات سے شروع کرنا:

امام ابن ماجہ قزوینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ”کتاب الدعاء“ سنن ابن ماجہ میں باب باندھا ہے۔
بَابُ إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهِ (جب کوئی تم میں سے دعا کرے تو پہلے اپنی ذات سے شروع کرے۔) یہ باب باندھ کر ایک حدیث شریف لکھی ہے جس میں اس باب کے مطابق طریقہ دعا درج کیا گیا ہے کہ: إِذَا ذَكَرَ أَحَدًا فَدَعَا لَهُ بِنَفْسِهِ ۲ (ترجمہ) ”نبی کریم ﷺ“ جب کسی کا ذکر کر کے اس کے لیے دعا فرماتے تو پہلے اپنی ذات مقدسہ سے دعا شروع فرماتے۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
يَرْحَمُنَا اللّٰهُ وَآخَاعَادَ ۳ (ترجمہ) ”اللہ (تبارک و تعالیٰ) رحم فرمائے ہم پر اور (ہمارے) بھائی حضرت ہود علیہ السلام پر۔“

۱۷۔ چھوٹوں سے اپنے لیے دعا کروانا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے نبی کریم ﷺ سے عمرہ کرنے کے لیے اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے مجھے اجازت عطا فرمائی اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا:
لَا تَنْسَنَا يَا أَخِي مِنْ دُعَائِكَ فَقَالَ كَلِمَةً مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي بِهَا الدُّنْيَا ۴

۱۔ مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۵۸۔ المعجم الكبير للطبرانی جلد ۲ ص ۲۲۔ ۲۔ ۳۔ ابن ماجہ ص ۲۸۲۔ کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۳۹۸، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۷ ص ۳۳۔ ۴۔ کتاب السنن ص ۱۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۵ ص ۲۵۱، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱، کتاب الاذکار ص ۱۸، مشکوٰۃ ص ۱۹۵، ابن ماجہ ص ۲۱۳۔

(ترجمہ) ”اے میرے بھائی مجھے اپنی دعا میں نہ بھولنا سو ایسا کلمہ (کہ مجھے دعا میں نہ بھولنا) فرمایا جس سے مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ اگر ساری دنیا مل جاتی تو اتنی خوشی نہ ہوتی۔“

۱۸۔ عدم موجودگی میں دُعا کرنا:

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دَعْوَةُ الْمَرَاءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلِكُ الْمُوَكَّلُ بِهِ أَمِينَ وَلَكَ بِمِثْلِ - ۱
(ترجمہ) ”مسلمان کی اپنے مسلمان بھائی کے لیے اس کی پس پشت دعا ضرور قبول ہوتی ہے اس کے سر کے پاس فرشتہ مقرر ہوتا ہے کہ وہ جب اپنے بھائی کے لیے دعائے خیر کرتا ہے تو مقرر فرشتہ آمین کہتا ہے اور (کہتا ہے) تجھے بھی ایسا ہی ملے۔“

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ أَسْرَعَ الدُّعَاءِ إِبْجَابَةٌ دَعْوَةُ غَائِبٍ لِغَائِبٍ ۲

(ترجمہ) ”بہت جلد قبول ہونے والی دعا، غائب (مسلمان) کی دعا ہے جو (اپنے) غائب (مسلمان بھائی) کے لیے کی جائے۔“

۱۹۔ ایسی دُعا کرنا جو اللہ (جل جلالہ) کے محبوب بندوں کی ہو:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دَعْوَةُ ذِي النُّونِ إِذْ دَعَاهُ وَهُوَ فِي بَطْنِ الْحَوْتِ: لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ، فَإِنَّهُ لَمْ يَدْعُ بِهَارِجٍ مُسْلِمٍ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا

۱۔ مسلم جلد ۲ ص ۳۵۲، مشکوٰۃ ص ۱۹۴، مرآۃ جلد ۳ ص ۲۹۳، تلخیص الجبر جلد ۲ ص ۱۰۹۵، ابن ماجہ ص ۲۱۳

۲۔ ترمذی جلد ۲ ص ۱۹۵، ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۹۵، مشکوٰۃ ص ۱۹۵، مرآۃ جلد ۳ ص ۲۹۹، الترغیب و الترہیب جلد ۳ ص ۸۴۔

اَسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهٗ ۱

(ترجمہ) ”حضرت ذی النون (یعنی حضرت یونس علیہ السلام) نے جو دعا مچھلی کے پیٹ میں پڑھی، جو کوئی مسلمان ان کلمات سے دعا کرے گا اللہ (تبارک و تعالیٰ) اس کی دعا کو قبول فرمائے گا۔ (وہ دعا یہ ہے)

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ

(ترجمہ) ”تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک و منزہ ہے بے شک میں ہی ظالموں میں سے ہوں“

۲۰۔ اپنے اور اولاد و مال کے لیے بددعا نہ کرنا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَوْلَادِكُمْ وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَمْوَالِكُمْ لَا تَوَافِقُوا مِنَ اللَّهِ سَاعَةً يُسْأَلُ فِيهَا عَطَاءٌ فَيَسْتَجِيبُ لَكُمْ ۚ

(ترجمہ) ”نہ اپنی جانوں پر بددعا کرو اور نہ اپنی اولاد پر اور نہ اپنے مالوں پر، ایسا نہ ہو کہ اتفاقاً وہ ایسی گھڑی ہو جس میں اللہ (تبارک و تعالیٰ) سے جو مانگا جائے وہ ملے اور تمہاری یہی دعا قبول ہو جائے۔“

ماں کی بددعا اور واقعہ جرتج

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی بچہ بجز حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور جرتج والے بچہ کے اپنے پالنے میں نہیں بولا، لوگوں نے عرض کیا یا نبی اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) جرتج والا بچہ کون ہے؟ فرمایا جرتج ایک بڑا زہد آدمی تھا جو اپنی خانقاہ میں رہا کرتا تھا ایک گائے چرانے والا اس کی خانقاہ کے نیچے ٹھہرا کرتا تھا۔ گاؤں میں ایک عورت تھی جو اس چرواہے کے پاس آتی جاتی تھی۔ ایک دن

۱۔ الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۸۸، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۶۸۴، البدایہ والنہایہ جلد ۱ ص ۲۳۶، جلد ۲ ص ۶۳۷، ۴۱۵، ترمذی حدیث نمبر ۳۵۰۵، مسند احمد جلد ۱ ص ۱۷۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۳۵۵، کتاب الاذکار ص ۱۰۳۔

۲۔ مسلم جلد ۲ ص ۴۱۶، مشکوٰۃ ص ۱۹۳، مرآۃ جلد ۳ ص ۲۹۳، ابوداؤد حدیث نمبر ۱۵۳۲۔

ایسے ہوا کہ جرتج نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی ماں آگئی اس نے پکارا ”یا جرتج“ (اے جرتج) جرتج نے دل میں سوچا ایک طرف ماں اور دوسری طرف نماز، اس نے نماز کو ترجیح دی۔ ماں نے دوبارہ پکارا ”یا جرتج“ (اے جرتج) جرتج نے دل میں کہا کہ نماز ہے اور ماں ہے پھر اس نے نماز کو ترجیح دی۔ ماں نے تیسری مرتبہ پکارا ”یا جرتج“ (اے جرتج) اس نے پھر نماز کو ترجیح دی اور ماں کو جواب نہ دیا۔ تو اس کی ماں نے کہا لا اما تک الیہ یا جریج حتی تنظر فی وجہ المویسات ثم الفرقت (اے جرتج۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تجھے موت نہ دے جب تک کہ تو بدکار عورتوں کا منہ نہ دیکھے یہ کہہ کر جرتج کی ماں واپس چلی گئی۔ اس کے بعد ہوا یہ کہ اس عورت کو جو چرواہے کے پاس آتی جاتی تھی اسے بادشاہ کے پاس لایا گیا کہ اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے، بادشاہ نے پوچھا یہ کس کا بچہ ہے؟ اس نے کہہ دیا جرتج کا، بادشاہ نے کہا خانقاہ والے جرتج کا۔ اس نے کہا ہاں، اس نے کہا جرتج کی خانقاہ توڑ دو اور اس کو میرے پاس لاؤ۔ لوگوں نے پھاؤڑے سے جرتج کی خانقاہ کو توڑ کر منہدم کر دیا اور جرتج کو خوب مارا پیٹا، لوگوں نے جرتج کا ہاتھ رسی سے اس کی گردن کے ساتھ باندھ دیا اور لے کر چلے۔ جب لوگ رنڈیوں کے پاس سے گزرے تو جرتج نے کسیوں کو دیکھا اور مسکرائے، رنڈیاں بھی جرتج کو دیکھنے لگیں۔ بادشاہ نے کہا یہ رنڈیاں کیا کہتی ہیں؟ جرتج نے کہا کیا کہتی ہیں؟ بادشاہ نے کہا یہ کہتی ہیں کہ اس عورت کے بچہ تجھ سے ہوا ہے۔ کسیوں سے جرتج نے پوچھا کیا تم یہی کہتی ہو؟ انہوں نے کہا ہاں تو جرتج نے کہا وہ بچہ کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا جو عورت تم پر الزام لگا رہی ہے اس کی گود میں ہے، وہ اس کی طرف متوجہ ہوا اور بچہ سے پوچھا تیرا باپ کون ہے؟ بچہ بولا گائے کا چرواہا۔ جب بادشاہ کو حالات سے آگاہی ہوئی۔ بادشاہ نے کہا کیا میں خانقاہ سونے کی بنوادوں، جرتج نے کہا نہیں، کہا چاندی کی بنوادوں، کہا نہیں، پھر کیا کروں؟ کہا جیسی تھی ویسی بنوادو۔ بادشاہ نے پوچھا کہ کسیوں کو دیکھ کر کیوں مسکرائے تھے؟ جرتج نے کہا ایک بات تھی جسے میں جانتا ہوں یہ میری ماں کی بددعا کا نتیجہ تھا جو مجھے لگ گئی تھی پھر انہوں نے لوگوں کو پورا قصہ سنایا۔ ۱۷

نتیجہ ۱۔ اس پار سادرویش کے خلاف بھی والدہ کی وہ بددعا اپنا اثر ظاہر کر گئی اگرچہ عند اللہ اس کی پاکدامنی مسلم تھی مگر ایک بدکارہ فاحشہ عورت کی صورت دیکھنے کی نوبت آگئی۔

نتیجہ ۲۔ ماں باپ کو جذبات کی رو میں بہہ کر اولاد کے حق میں بددعا نہیں کرنی چاہیے اور اولادوں کو بھی ماں باپ کے ادب و احترام اور ان کے حقوق کی پاسداری کا خیال رکھنا چاہیے تاکہ بددعا کیے کلمات کی قائر نگ کی نوبت نہ آئے۔

۲۱۔ عذاب کے لیے دُعا نہیں کرنی چاہیے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے ایک مسلمان کی عیادت فرمائی جو بیماری سے چوزے کی طرح ہو گیا تھا (یعنی بہت ضعیف اور ناتواں) آپ ﷺ نے فرمایا: ہل کنت تدعوا بشیء، اوتسالہ ایہ یعنی کیا تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) سے کچھ دعا کیا کرتا تھا یا اللہ تبارک و تعالیٰ سے کچھ سوال کیا کرتا تھا؟ اس نے عرض کیا جی ہاں (یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) میں یہ عرض کیا کرتا تھا یا اللہ (جل جلالک) تو مجھے آخرت میں جو عذاب دینے والا ہے، دنیا ہی میں دے لے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

سُبْحَانَ اللَّهِ لَا تُطِيقُهُ أَوْلَا تَسْتَطِيعُهُ أَفَلَا قُلْتَ اللَّهُمَّ إِنِّي فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ قَالَ فَدَعَا اللَّهُ لَهُ فَشَفَاهُ لَهُ

(ترجمہ) ”سبحان اللہ تجھے اتنی طاقت کہاں یا ہمت کہاں کہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) کا عذاب اٹھا سکے۔ تو نے یہ کیوں نہ عرض کیا! کہ یا اللہ مجھے دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور مجھے دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے لیے اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی بارگاہ میں دعا فرمائی اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے شفاء عطا فرمادی۔“

لہذا کسی دنیوی پریشانی، فقر و فاقہ، مال اور اولاد کی طرف سے تکلیف، مصیبت اور جسمانی بیماری کی وجہ سے تنگ آکر اپنے اور مال و اولاد کے خلاف دُعا نہیں کرنی چاہیے شرعاً اس کی اجازت نہیں البتہ اگر کسی دینی فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو اپنے دین و ایمان کے تحفظ کے پیش نظر رسول کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق یوں دُعا کی جاسکتی ہے اللَّهُمَّ أَحْسِنِي مَا كُنْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِّي وَتَوَفَّنِي إِذَا كُنْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِّي ۲ ”اے اللہ (جل جلالک) مجھے

۱۔ مشکوٰۃ ص ۲۲۰، مسند احمد جلد ۳ ص ۱۰۷، کتاب السنن ص ۱۹۶۔ شرح السنن جلد ۱ ص ۱۵۷، مسلم جلد ۲ ص ۳۳۳

۲۔ مسند احمد جلد ۳ ص ۱۰۳۔ البدایہ والنہایہ جلد ۱ ص ۲۱۹۔

زندگی عطا فرما جب تک کہ زندگی میرے لیے بہتر ہے اور مجھے موت دے جب کہ موت میرے لیے بہتر ہوگی“

۲۲۔ دُعا میں عافیت مانگنا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:-

مَنْ فُتِحَ لَهُ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فَتَحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَمَا سُئِلَ اللَّهُ شَيْئًا يَعْنِي أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُسْأَلَ الْعَافِيَةَ ۚ

(ترجمہ) ”تم میں سے جس کے لیے دُعا کا دروازہ کھولا جائے تو اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ عافیت سے بڑھ کر کوئی ایسی چیز اللہ (تبارک و تعالیٰ) سے نہ مانگی گئی ہو جو اسے زیادہ پیاری ہو۔“ (یعنی جسے بروقت، ہر حال میں دعائیں کرنے کی توفیق ملے تو یہ اس کی علامت ہے کہ اللہ کریم اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دے)

۲۳۔ دوسروں کے لیے نام لے کر عدم موجودگی میں دُعا کرنا:

امام بخاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں مَنْ خَصَّ أَخَاهُ بِالدُّعَاءِ دُونَ نَفْسِهِ (آدی اپنے سوا دوسرے بھائی کے لیے دُعا کر سکتا ہے)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ أَبِي عَامِرٍ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ ۚ

(ترجمہ) ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ جل جلالک عبید ابو عامر کی بخشش

۱۔ ترمذی حدیث نمبر ۳۵۳۸، مشکوٰۃ ص ۱۹۵، مرآۃ جلد ۳ ص ۲۹۷، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۶۷۵، الترغیب

والترہیب جلد ۲ ص ۴۷۹، کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۵۳۔ ۳۱۳۰

۲۔ تیسیر الباری جلد ۸ ص ۲۲۵، بخاری جلد ۲ ص ۹۳، البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۳۳۹، کنز العمال

حدیث نمبر ۳۰۲۵۶۔

فرمائیے اللہ جل جلالہ عبد اللہ بن قیس کے گناہ معاف فرما۔

۲۴۔ خوش حالی میں دُعا کرنا:-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يَسْتَجِيبَ اللَّهُ لَهُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالْكَرْبِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِي الرَّخَاءِ ۚ

(ترجمہ) ”جس شخص کو یہ بات اچھی لگے کہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) سختیوں اور تکلیفوں میں اس کی دُعا میں قبول کرے تو اسے چاہیے کہ خوش حالی اور راحت کے دور میں بکثرت دُعا کرتا رہے، (وہ شخص عقلمند ہے جو فراخی ہو یا تنگ دستی ہو ہر حال میں اپنے رب تعالیٰ سے دُعا اور طلب کا سلسلہ بدستور جاری رکھے۔)

۲۵۔ جامع دُعا کرنا:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ وَيَدْعُ مَا سَوَى ذَلِكَ ۚ

(ترجمہ) ”رسول اللہ ﷺ جامع دعاؤں کو پسند فرماتے تھے اور جو دعا جامع نہ ہوتی اس کو چھوڑ دیتے۔“ جامع دعا وہ ہے جس کے الفاظ تھوڑے ہوں اور مطلب بہت زیادہ جیسے:

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

(ترجمہ) اے ہمارے رب ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔

۱۔ ترمذی جلد ۲ ص ۱۷۵، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۷۲۹، مشکوٰۃ ص ۱۹۵، کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۲۰، کتاب الاذکار ص ۳۳۳۔

۲۔ ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۱۵، کنز العمال جلد ۷ ص ۷۳، حدیث نمبر ۱۸۰۲۱، مشکوٰۃ ص ۱۹۵، کتاب الاذکار ص ۳۳۳۔

۲۶۔ قطع رحمی نہ کرنا:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے:

مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْعُو بِدُعَاءٍ إِلَّا آتَاهُ اللَّهُ مَا سَأَلَ أَوْ كَفَّ عَنْهُ مِنَ الشَّوْءِ مِثْلَهُ مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةٍ رَحِمَ لَه

(ترجمہ) ”جب کوئی اُس سے (یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ سے) مانگتا ہے تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) اُس دعا کرنے والے کو عطا فرماتا ہے جو وہ دعا کرتا ہے یا اُس کے برابر اسکی برائی کو معاف فرما دیتا ہے۔ جب تک کسی گناہ یا نا طہ کاٹنے کے لیے دعا نہ کرے۔“

۲۷۔ درمیانی آواز سے دُعا:

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، دعا درمیانی آواز سے کرنی چاہیے۔ کیونکہ سورت بنی اسرائیل میں ہے:-

وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تَخَافُ ۝

یہ آیت دعا کے بارے میں نازل ہوئی۔ یعنی ”دعا درمیانی آواز سے کرو، نہ بہت اونچی اور نہ بہت آہستہ۔“ دُعا کرتے وقت ہیئت اور آواز سے تذلل کا اظہار ہونا چاہیے نہ بہت زیادہ چیخ مکر دعا کی جائے اور نہ ہی بالکل خاموشی اختیار کرنی چاہیے، دعا میں زیادہ چلانا خلاف ادب ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرمایا ہے۔

أَدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَصِلِينَ ۝ (الاعراف: ۵۰)

(ترجمہ) ”اپنے رب سے دعا کرو گڑ گڑاتے اور چھپا کر اور وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔“

۱۔ ترمذی جلد ۲ ص ۱۷۵، مشکوٰۃ ص ۱۹۵، درمنثور جلد ۱ ص ۱۹۶۔

۲۔ تیسیر الباری جلد ۸ ص ۲۲۲، بخاری جلد ۲ ص ۹۳۶، عمدۃ القاری جلد ۱۱ جز ۲۲ ص ۲۹۲، فتح الباری جلد ۱۱ ص ۱۵۸، تفہیم البخاری جلد ۹ ص ۶۰۸، قرطبی جلد ۵ جز ۱۰ ص ۲۲۲۔

علامہ ابوالبرکات نسفی اپنی تفسیر مدارک شریف میں لکھتے ہیں، ابن جریج سے روایت ہے ”
ایصاح فی الدعاء مکروہ و بدعہ ۱۔ (دعا میں چیخنا اور چلانا مکروہ اور بدعت ہے)
حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَدْعُونَ أَصَمًّا وَلَا غَائِبًا إِنَّ الَّذِي تَدْعُونَهُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ
أَعْنَاقِكُمْ ۚ

(ترجمہ) ”اے لوگو تم نہ تو بہرے کو پکارتے ہو اور نہ اس کو پکارتے ہو جو غائب ہے بلکہ
جس کو پکارتے ہو وہ تمہارے اور تمہاری ساریوں کی گردنوں کے پاس ہے“

یعنی جسے تم پکارتے ہو وہ انسانی جہتوں کے لحاظ سے دوری اور نزدیکی میں ایک جیسا سنتا
ہے اس لیے چلانے کی کیا ضرورت ہے۔ مناسب حد تک آواز کے ساتھ دعا کرنے میں حرج نہیں
تا کہ سننے والے آمین کہہ سکیں۔

۲۸۔ دُعَا میں گڑ گڑانا (تضرع):۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور گڑ گڑا کر عاجزی اور انکساری کے ساتھ اپنی درخواست پیش
کرنا، کوئی حاجت مانگنا، یا گناہوں کی معافی مانگنا تضرع اور عجز کہلاتا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً (الاعراف: ۲۰۵)

(ترجمہ) ”اور اپنے رب کو دل میں یاد کرو عاجزی اور ڈر سے“

پس دعا کرنے والے کو چاہیے اپنی دعا میں سوز و گداز، عجز و نیاز، عاجزی و بے چارگی، بے
بسی اور بے کسی کا اظہار کرے۔ حتیٰ کہ شکل و صورت کا انداز بھی عاجزانہ اور بے چارگی و بے بسی والا

۱۔ تفسیر مدارک جلد ۱ ص ۴۱۷، روح المعانی جلد ۸ ص ۱۳۹

۲۔ بخاری، مسلم جلد ۲ ص ۳۳۶، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۲۰، مسند احمد جلد ۴ ص ۴۰۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲

ص ۱۸۴، کتاب السنن ص ۱۸۲

ہو۔ محض سوال و دعا کے الفاظ پر ہی اکتفا نہ کیا جائے بلکہ زبان و دل، حال کے صحیح ترجمان ہوں۔
ایسا انداز دعا اور عاجزی و انکساری کا انعام، اللہ والوں کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے۔

۲۹۔ تین بار دُعا اور استغفار:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ يَدْعُو ثَلَاثًا وَ
يَسْتَغْفِرُ ثَلَاثًا ۚ

(ترجمہ) ”یہ کہ رسول اللہ ﷺ کو تین بار دعا اور تین بار استغفار کرنا پسند تھا۔“

۳۰۔ دُعا میں جمع قافئے سے پرہیز کرنا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا:

فَانْظُرِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَاءِ فَاجْتَنِبْهُ ۚ

(ترجمہ) ”دیکھو دعا میں جمع اور قافیہ بندی سے پرہیز رکھو۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو دیکھا ہے وہ اس سے پرہیز کرتے تھے۔ (سیدھی سادھی اور بلا تکلف دعا فرماتے) ”اگر بلا قصد دعا جمع ہو جائے تو قیاحت نہیں۔“ (تیسیر الباری جلد ۸ ص ۲۳۰)

چنانچہ سرور کائنات ﷺ کی چند دعاؤں میں کلمات موزونہ منقول و ماثور ہیں لیکن ان دعاؤں میں قافیہ بندی کا قصد نہیں کیا گیا۔

ترمذی شریف میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، جب آپ ﷺ تہجد کی نماز سے فارغ ہوتے تو اس طرح دعا فرماتے:-

۱۔ ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۲۰، کتاب الاذکار ص ۳۴۲، مسند احمد جلد ۱ ص ۴۹۴، ۳۹۷، کتاب السنن ص ۱۳۲، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۰ ص ۱۹۷، کنز العمال جلد ۷ ص ۸۰،

۲۔ بخاری جلد ۲ ص ۹۴۸، فتح الباری جلد ۱۱ ص ۱۶۶، تفہیم البخاری جلد ۹ ص ۶۱۷، عمدۃ القاری جلد ۱۱ جز ۲ ص ۲۳۰، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۲۳۰

(۱) اَللّٰهُمَّ ذَا الْحَبْلِ الشَّدِيْدِ وَالَاَمْرِ الرَّشِيْدِ اَسْئَلُكَ اَلْاَمْنَ يَوْمَ الْوَعِيْدِ
وَالْجَنَّةَ يَوْمَ الْخُلُوْدِ مَعَ الْمُقَرَّبِيْنَ الشُّهُوْدِ وَالرَّكْعِ السُّجُوْدِ وَالْمَوْفُوْنَ
بِالْعَهُوْدِ اِنَّكَ رَحِيْمٌ وَدُوْدٌ وَاَنْتَ تَفْعَلُ مَا تُرِيْدُ ۝

(ترجمہ) ”اے میرے اللہ (جل جلالک) مضبوط رسی والے اور صحیح حکم والے، وعید کے دن امن کا طالب ہوں اور خلود کے دن جنت کا، تیرے مقربین کی رفاقت سے بہر مند ہونا چاہتا ہوں جنہوں نے تیری گواہی دی، تیرے لیے رکوع و سجود کو شعار ٹھہرایا۔ اپنے عہد کو پورا کیا۔ اے پروردگار تو رحیم اور محبت والا ہے اور تو جو چاہے کر سکتا ہے۔“

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ کی دعاؤں میں یہ دعا بھی تھی:-

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ وَعَمَلٍ لَا یَرْفَعُ وَقَلْبٍ لَا یَخْشَعُ
وَدُعَاءٍ لَا یُسْمَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ ۝

(ترجمہ) ”اے اللہ (جل جلالک) میں اُس علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ دے اور ایسے علم سے جو تیری بارگاہ میں مقبول نہ ہو اور ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو اور ایسی دعا سے جو مقبول نہ ہو اور ایسے نفس سے جو کبھی نہ بھرے“

قافیہ بندی، بے تکلف اور آمد کے طور پر ہو تو جائز ہے۔

۳۱۔ جذبہ معافی اور درگزر:-

ہماری دعاؤں کا ایک بنیادی مقصد اللہ تبارک و تعالیٰ سے بخشش طلب کرنا ہے۔ جب ہم اللہ تبارک و تعالیٰ سے مہربانی اور غفو کے امیدوار ہیں تو ہمیں خود بھی دوسروں کے ساتھ رحم و مروت کا سلوک کرنا چاہیے جب ہم کسی بھائی کی ذرا سی لغزش معاف نہیں کرتے تو اللہ تبارک و

۱۔ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۰ ص ۲۸۳، حدیث نمبر ۱۰۶۶۸۔ ترمذی جلد ۲ ص ۱۷۹، صحیح ابن خزیرہ جلد ۲ ص ۱۶۷۔

۲۔ ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۵۰، مسلم حدیث نمبر ۲۰۸۸، منہ احمد جلد ۳ ص ۲۵۵، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۱۰۸، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۳۳، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۱۲۳۔

تعالے سے کس منہ سے بخشش طلب کر سکتے ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ دوسروں پر احسان کر کے، اسی عمل کو وسیلہ بنا کر اللہ تبارک و تعالیٰ سے اپنی بخشش کی دعا مانگیں۔ جو برتاؤ ہم اوروں سے چاہتے ہیں وہی ہم ان کے ساتھ بھی کریں۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۚ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۲۴﴾ (النور: ۲۴)

(ترجمہ) ”اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) تمہاری بخشش فرمائے؟ اور اللہ (جل شانہ) بخشش فرمانے والا بڑا مہربان ہے“

۳۲۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر:-

اسلام میں دین و دنیا کی تفریق نہیں۔ اس لیے ہر مسلمان پر نیکی کرنے اور برائی سے لوگوں کو باز رکھنے کا فریضہ عائد ہوتا ہے۔ امت محمدیہ علیہ الصلوٰات والتسلیمات پر ہی تمام امتوں کی قیادت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران: ۱۱۰)

(ترجمہ) ”تم سب امتوں میں بہتر ہو جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو“

رسول کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ”قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں (حضرت) محمد (ﷺ) کی جان ہے (دو باتوں میں سے ایک ضرور ہوگی یعنی یا تو) تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو گے (اور یا) عنقریب اللہ تبارک و تعالیٰ تم پر عذاب نازل فرمائے گا اور اس وقت تم اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا کرو گے اور تمہاری دعا قبول نہ کی جائے گی۔ موجودہ دور میں ہماری دعاؤں کے مستجاب نہ ہونے کی ایک وجہ ہمارا اس فریضے سے تغافل بھی ہے۔ آج کل ایک نیک اور شریف آدمی کو برا کہہ دینا بڑا آسان ہے مگر برے کو برا کہنا بڑا مشکل ہے۔

۳۳۔ دُعا میں ہاتھ اٹھانا:

۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَمِهِ ۚ
(ترجمہ) ”نبی کریم ﷺ نے دعا کی تو دونوں ہاتھ اٹھاتے اٹھائے کہ میں نے آپ ﷺ
کی بغلوں مبارک کی سفیدی دیکھی۔“

۲۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب بنی خدیجہ کے لوگوں کو مار ڈالا تھا تو حضرت
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:-

رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَبْرَءُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ
خَالِدٌ ۚ

(ترجمہ) ”نبی کریم ﷺ نے دونوں نورانی ہاتھ مبارک اٹھائے اور بارگاہ خداوندی میں
عرض کیا ”اے اللہ (جل جلالک) میں خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) کے کام سے بیزار ہوں۔“

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت طفیل بن عمر الدوسی رضی اللہ عنہ،
رسول کریم ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوئے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک
وسلم) قبیلہ دوس نے نافرمانی اور انکار کر دیا ہے۔ آپ ﷺ ان پر بددعا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے
قبلہ کی طرف رخ انور فرمایا:

وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَظَنَّ النَّاسَ اِنَّهُ يَدْعُوْا عَلَيْهِمْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ دُوسًا وَاَنْتِ
بِهِمْ ۚ

۱۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۰ ص ۳۷۹، ۳۳۶، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۲۳۲، مشکوٰۃ ص ۱۹۶ (عن انس رضی
اللہ عنہ) بخاری جلد ۲ ص ۹۳۸۔

۲۔ مشکوٰۃ شریف حدیث نمبر ۳۹۷۶، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۲۳۲، بخاری جلد ۲ ص ۹۳۸، عمدۃ القاری جلد ۱۱
جز ۲ ص ۳۰۰، البدایہ والنہایہ جلد ۴ ص ۳۱۳، مصنف عبد الرزاق جلد ۵ ص ۲۲۲، حدیث نمبر ۹۳۳۵، جلد ۱۰
ص ۱۷۲، حدیث نمبر ۱۸۷۲۱، کنز العمال جلد ۱ ص ۳۱۷، حدیث نمبر ۱۴۸۹، مسند احمد جلد ۲ ص ۱۵۱، السنن الکبریٰ
للبیہقی جلد ۹ ص ۱۱۵، مشکل الآثار جلد ۴ ص ۲۵۴، قرطبی جلد ۴ جز ۷ ص ۲۲۳، فتح الباری جلد ۱۱ ص ۱۷۱۔

۳۔ مسلم فضائل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جلد ۲ ص ۳۰۷، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۳۳، ۴۳۸، ۵۰۲، بخاری جلد
۲ ص ۹۳۶، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۹۹۶، دلائل النبوة جلد ۱ ص ۷۹، الادب المفرد ص ۹۰، (بیروت) ص ۱۶۰
کنز العمال جلد ۲ ص ۱۱۴، حدیث نمبر ۳۴۰۱، البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۱۰۰، دلائل النبوة للبیہقی
جلد ۵ ص ۳۵۹، فتح الباری جلد ۱۱ ص ۲۳۴، عمدۃ القاری جلد ۱۲ جز ۲ ص ۱۹، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۲۶۶

(ترجمہ) ”اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ لوگوں نے یہ سمجھا کہ آپ ﷺ ان لوگوں کے لیے بددعا فرمائیں گے لیکن رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی۔ ”یا الہی قبیلہ دوس کو ہدایت عطا فرما اور اس کو ہمارے پاس لے آ۔“

۳۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ رَبَّكُمْ حَتَّىٰ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا ۚ

(ترجمہ) ”بے شک تمہارا پروردگار شرم والا، کرم والا ہے۔ وہ حیا فرماتا ہے اس بات سے کہ اس کا بندہ اس کی طرف ہاتھ اٹھائے اور وہ ہاتھ خالی پھیر دے۔“
(اس حدیث شریف میں بھی ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا ذکر ہے)

۳۴۔ دونوں ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں:-

دونوں ہاتھوں کو اس قدر اونچا کیا جائے کہ سینے یا کندھوں کے مقابل ہو جائیں اور سینے کے قریب نہ ہوں بلکہ سامنے کی سمت میں بڑھے ہوئے ہوں اور ہاتھوں کو اٹھانے کا یہی درجہ اوسط ہے۔ نبی کریم ﷺ دعا کے وقت اکثر اپنے نورانی ہاتھوں کو اتنا ہی اٹھاتے تھے۔ باقی احادیث مبارکہ میں ہاتھوں کو زیادہ اوپر اٹھانا معلوم ہوتا ہے تو یہ صورت بعض حالات و واقعات پر محمول ہے یعنی جب دعا میں بہت ہی زیادہ استغراق اور محویت منظور ہوتی تھی مثلاً استسقاء یا سخت آفات اور مصائب کے وقت دعا کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کا رخ آسمان کی طرف ہوتا تھا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:-

”سَلُوا اللَّهَ بِطَوْنٍ أَكْفَكُم وَلَا تَسْأَلُوا بِظُهُورِهِمَا ۚ

۱۔ ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱۶، ابن ماجہ ص ۲۸۴، باب رفع الیدین فی الدعاء۔ مصنف عبدالرزاق جلد ۲ ص ۲۵۱ حدیث نمبر ۳۲۵۰، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۲۹، درمنثور جلد ۱ ص ۱۹۵، کنز العمال احادیث نمبر ۳۱۲۸، ۳۲۶۷، ۳۲۶۸، ترمذی جلد ۲ ص ۱۹۶، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۳۸۰، مشکوٰۃ ص ۱۹۵۔

۲۔ ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱۶۔ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۲۷۲، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۶۹، مشکوٰۃ ص ۱۹۵۔

(یعنی دعا اللہ تبارک و تعالیٰ سے ہتھیلیاں اوپر اٹھا کر کرو نہ کہ ہتھیلیوں کی پشت کے ساتھ)

۳۵۔ دُعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنا:

(۱) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ لَمْ يَحْطِهَا حَتَّى يَسْسَحَ بِهَا وَجْهَهُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ النَّثْنِ فِي حَدِيثِهِ لَمْ يُرَدِّهَا حَتَّى يَسْسَحَ بِهَا وَجْهَهُ ۝

(ترجمہ) ”رسول کریم ﷺ جب دعا کے لیے (نورانی) ہاتھ (مبارک) اٹھاتے تھے تو نیچے لانے سے پہلے اپنے چہرہ (انور) پر پھیرتے اور (حضرت) محمد بن ثنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنی روایت میں کہا ہے کہ اپنے ہاتھ (مبارک) نہ لوٹاتے تھے جب تک اپنے چہرہ (اقدس) پر نہ پھیر لیتے تھے“

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

إِذَا دَعَوْتُمُ اللَّهَ فَادْعُ بِبُطُونِ أَكْفِكُمْ وَلَا تَدْعُ بِظُهُورِهَا فَإِذَا فَرَغْتُمْ فامْسَحُوا بِهَا وَجُوهَكُمْ ۝

(ترجمہ) ”جب تم اللہ (تبارک و تعالیٰ) سے دعا کرو تو اپنی ہتھیلیاں اوپر رکھو اور ہاتھوں کی پشت اوپر مت رکھو (مگر نماز استسقاء میں) جب تم دعا سے فارغ ہو تو ہاتھوں کو اپنے منہ پر پھیرو“

(۳) حضرت سائب ابن یزید رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ كَانَ إِذَا دَعَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ مَسَحَ وَجْهَهُ بِيَدَيْهِ ۝

(ترجمہ) ”نبی کریم ﷺ جب دعا فرماتے تھے تو دونوں (نورانی) ہاتھ (مبارک)

۱۔ مشکوٰۃ ص ۱۹۵، ترمذی جلد ۲ ص ۱۷۶

۲۔ مشکوٰۃ ص ۱۹۵، شرح النہ جلد ۳ ص ۱۶۷۔ ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱۶

۳۔ ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱۶، مسند احمد جلد ۳ ص ۲۲۱، مشکوٰۃ ص ۱۹۶

اٹھاتے پھر دونوں (نورانی) ہاتھ (مبارک) اپنے نورانی چہرہ (مبارک) پر پھیرتے۔“

۳۶۔ ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

الْمَسْأَلَةُ أَنْ تَرْفَعَ يَدَيْكَ حَدَّ وَمَنْكَبِيكَ أَوْ نَحْوَهُمَا وَالْإِسْتِغْفَارُ أَنْ تُشِيرَ بِإِصْبَعٍ وَاحِدَةٍ وَالْإِبْتِهَالُ أَنْ تُمَدَّ يَدَاكَ جَمِيعًا ۚ

(ترجمہ) ”سوال یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھایا جائے اور استغفار یہ ہے کہ ایک انگلی سے اشارہ کرے اور عاجزی اور زاری سے دعا مانگنا یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو (دعا کرنے والا) پھیلا دے۔“

۳۷۔ آمین کہنا:

ہر دعا کے بعد دعا کرنے والوں اور دعا سننے والوں، سب کو آمین کہنا چاہیے۔

(۱) حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِذَا آمَنَ الْقَارِئُ فَأَمَّنُوا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُؤْمِنُ فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ۚ

(ترجمہ) ”جب پڑھنے والا آمین کہے تو تم بھی ”آمین“ کہو اس لیے کہ فرشتے بھی ”آمین“ کہتے ہیں۔ پھر جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافقت کر جائے اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔“ (ہر دعا کے بعد دعا کرنے والے اور دعا سننے والوں، سب کا آمین کہنا مستحب ہے)

(۲) حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضرت حبیب بن مسلمہ فہری رضی

۱۔ ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱۶

۲۔ بخاری جلد ۲ ص ۷۹۳، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۲۶۹، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۳۸

اللہ عنہ مستجاب الدعوات تھے یہ لشکر کے امیر مقرر ہوئے سرحد پار کرنے کے بعد جب دشمنوں سے ملے تو لوگوں سے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ لوگوں سے فرماتے تھے۔

لَا يَجْتَمِعُ مَلَأٌ فَيَدْعُوا بَعْضُهُمْ وَيَوْمٌ مِّنْ سَائِرِهِمْ إِلَّا أَجَابَهُمُ اللَّهُ ۝

(ترجمہ) ”جب کوئی جماعت جمع ہوتی ہے اور ان کا بعض دعا کرے اور باقی آمین کہیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ ضرور ان کی دعا قبول فرماتا ہے۔“

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے لیے بددعا فرمائی تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کو قبول فرمایا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔

”قَدْ أَجَبْتِ دَعْوَتُكُمَا“ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی (حالانکہ ”دعا موسیٰ و امن ہارون“ (حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا فرماتے تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے۔) چونکہ آمین بھی دعا ہے اس لیے دعا کی نسبت دونوں کی طرف ہو گئی۔ (فَسَمَا هُمَا اللَّهُ دَاعِيَيْنِ) ۲

۳۸۔ مجلس سے اٹھتے ہوئے دوستوں کے لیے دُعا:

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ جب کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو اٹھنے سے پہلے اصحاب و احباب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے دعا فرماتے اور دعا کے کلمات حسب ذیل ہوتے: (اس میں امت کے لیے خوب صورت تعلیم اور انداز دعا بیان ہے) :-

اَللّٰهُمَّ اَقِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا يَحُولُ بِهِ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيكَ
وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا يَبْلِغُنَا بِهِ جَنَّتِكَ وَمِنْ الْيَقِيْنِ مَا تَهْوَنُ بِهِ عَلَيْنَا مُصِيبَاتِ
الدُّنْيَا وَمَتَعْنَا بِاسْمَاعِنَا وَابْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا أَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ
مِنَّا وَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلَى مَنْ ظَلَمْنَا وَانْصُرْنَا عَلَى مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ

۱۔ مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۷۰، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۳۳۱، مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۳۹۰، المعجم
الكبير للطبرانی جلد ۴ ص ۲۲۔

۲۔ قرطبی جلد ۳ جز ۸ ص ۲۳۰، فتح القدیر جلد ۲ ص ۵۸۱۔ البیضاوی جلد ۱ ص ۴۴۵

مُصِيبَتَنَا فِي دِينِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا ۝

(ترجمہ) ”یا اللہ (جل سلاطین) ہمارے درمیان اپنا اتنا خوف تقسیم فرما دے جو ہمارے گناہوں کے درمیان حائل ہو جائے اور ہمارے درمیان اپنی فرمانبرداری اتنی تقسیم فرما دے جو ہمیں تیری جنت تک لے جائے اور یقین (کامل) کی نعمت اتنی تقسیم فرما دے کہ ہم پر دنیا کی مصیبتیں آسان ہو جائیں اور جب تک تو ہم کو زندہ رکھے ہمارے کانوں، آنکھوں اور قوتوں کو اطاعت کی توفیق عطا فرما دے اور ہماری نسلوں سے ہمارا وارث فرما دے اور جو ہم پر ظلم کرے اس پر ہمارا انتقام خاص کر دے اور جو ہم پر زیادتی کرے ہمیں اس پر مدد فرما اور ہمارے دین میں ہمیں کسی مصیبت (کی آزمائش میں مبتلا) نہ فرمانا اور دنیا کو ہمارا بڑا مقصود نہ بنانا اور ہمارے علم کی انتہا ہمارے لیے (آزمائش) نہ بنانا اور ہم پر ایسے شخص کو مسلط نہ فرمانا جو ہم پر رحم نہ کرے۔“

بہت پیاری اور عظیم دعا ہے جس میں درج ذیل باتوں کی تمنا کی گئی ہے اور امت کو تعلیم فرمائی ہے۔

۱۔ خوف الہی:

خوف الہی سے تقویٰ اور گناہوں سے بچنے کی توفیق حاصل ہوتی ہے۔ خوف الہی کتنی عظیم نعمت ہے جسے رسول کریم ﷺ اپنے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے ہمیشہ مانگتے تھے حالانکہ کائنات میں سب سے زیادہ رسول کریم ﷺ کے دل میں خوف الہی ہے۔

۲۔ اطاعت و فرمانبرداری کی نعمت کی طلب:

جب انسان کو اللہ تبارک و تعالیٰ سے یقین کامل کی نعمت حاصل ہو جاتی ہے کہ ایک دن تو ہم نے دنیا سے جانا ہے تو یہ دنیا جو دارالمصائب ہے اس میں سفر کرنا اور مصائب کو برداشت کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ جس کو یقین کامل ہو جائے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ، عبادات پر ثواب کثیر اور اطاعت پر اجر عظیم

۱۔ شرح النہ جلد ۳ ص ۱۵۲۔ کتاب السنن ص ۱۵۸۔ کتاب الاذکار ص ۲۵۵، مشکوٰۃ ص ۲۱۹، ترمذی حدیث نمبر ۳۵۰۲۔ مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۷۰۰ حدیث نمبر ۵۲۸۔

عطا فرماتا ہے۔ اس کے لیے ریاضات شاقہ آسان ہو جاتی ہیں اور مصیبت میں صبر کرنے پر اور بڑے درجے ملنے کے یقین پر مصیبت عین راحت نظر آتی ہے۔ جب اللہ تبارک و تعالیٰ کی وعید اور عذاب قبر اور عذاب حشر و نار کا تعین ہو جاتا ہے تو انسان کو گناہوں کا ترک کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

۳۔ بے قصور سے انتقام نہ لینا:

اس میں تعلیم ہے کہ بے قصور سے انتقام نہ لیا جائے اور ایک کی تقصیر کی سزا دوسرے کو نہ دی جائے۔

۴۔ دین میں مصیبت و آزمائش سے حفاظت:

مصیبت دو طرح کی ہے ایک فقر و محتاجی یا دکھ، درد اور بیماری اور دوسری مصیبت گناہوں اور بے ادبوں کی محبت یا رفاقت، ایسے لوگوں کی صحبت سے ایمان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے اور جس کا ایمان کھو گیا اس کی عاقبت تباہ ہوگئی۔ پس اس سے پناہ مانگنی چاہیے۔

۵۔ مذمت دنیا:

اس بات کی مذمت فرمائی گئی ہے کہ زندگی کا مقصد صرف حصول دنیا نہیں کیونکہ دنیا ملعون ہے۔ بلکہ زندگی کا مقصد اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت اور رسول کریم ﷺ کی اطاعت و پیروی ہے۔“

۳۹۔ موت کے لیے دُعا نہ کرنا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ لِضَرْ نَزَلَ بِهِ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ مُتَمَنَّيَا لِلْمَوْتِ فَلْيَقُلْ
اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتْ الْحَيَاةُ خَيْرًا إِلَيَّ وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتْ الْوَفَاةُ خَيْرًا إِلَيَّ ۝

(ترجمہ) ”اگر تم میں سے کسی پر مصیبت آئے تو وہ موت کی آرزو نہ کرے۔ اگر ایسا ہی لاچار ہو تو یوں کہے یا اللہ (جل جلالک) جب تک دنیا کی زندگی میرے حق میں بہتر ہو مجھ کو زندہ

رکھ اور جب موت میرے حق میں بہتر ہو تو مجھے دنیا سے اٹھالے۔“

۴۰۔ وصال شدہ کے لیے ہاتھ اٹھا کر دُعا کرنا:

حضرت جابر ابن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، (حضرت طفیل بن عمرو (رضی اللہ عنہ) نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) دوس کا قلعہ بڑا مضبوط ہے وہیں چلے چلے لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس ذخیرہ فضیلت کی وجہ سے جو انصار کے لیے مقدر ہو چکا تھا، انکار کر دیا۔ اس کے بعد (حضرت) طفیل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور ان کی قوم کا ایک آدمی مدینہ شریف میں ہجرت کر کے آ گیا۔ یہاں آ کر وہ آدمی بیمار پڑ گیا اور زندگی سے تنگ آ گیا (یا اسی طرح کا کوئی لفظ راوی نے بیان کیا) وہ بڑی مدت تک زندہ رہا۔ ایک بار اس نے چھری لی اور اپنی گردن کی دونوں رگیں کاٹ دیں اور فوت ہو گیا۔ (حضرت) طفیل رضی اللہ عنہ نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا؟ کہا کہ نبی کریم ﷺ کی طرف ہجرت کرنے کے صلہ میں مغفرت ہو گئی پوچھا اور تیرے ہاتھوں کا کیا حال ہے؟ کہا کہ جو تم اپنے ہاتھوں سے بگاڑ لو۔ تو اس کی اصلاح نہیں ہوا کرتی۔

جو دُعائیں رو نہیں ہوتیں:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا:-

ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمُ الصَّائِمُ حِينَ يَفْطِرُ وَالْإِمَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا اللَّهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَتُفْتَعُ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَيَقُولُ الرَّبُّ وَعِزَّتِي لَا نَصْرَ لَكَ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ ۝

(ترجمہ) ”تین اشخاص کی دعا رد نہیں ہوتی، روزہ دار کی دعا جب افطاری کر رہا ہو اور عدل و انصاف کرنے والے حاکم کی دعا اور مظلوم کی دعا جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ بادلوں کے اوپر اٹھا لیتا ہے۔ اس کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ

۱۔ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۵۷۲۔ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۴۵، ترمذی حدیث نمبر ۲۵۲۶، ۲۵۹۸۔

الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۸۹۔

فرماتا ہے مجھے اپنی عزت کی قسم میں ضرورتیری مدد کرونگا اگرچہ کچھ دیر بعد ہی سہی۔“

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٍ لَا شَكَّ فِيهِنَّ دَعْوَةُ الْوَالِدِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ ۱

(ترجمہ) ”تین دعائیں بلاشبہ (اللہ تبارک و تعالیٰ) کی بارگاہ میں مقبول ہیں۔ باپ کی دعا، مسافر کی دعا اور مظلوم کی دعا۔“

(۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

خَمْسُ دَعَوَاتٍ يُسْتَجَابُ لِهِنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ حَتَّى يَنْتَصِرَ وَدَعْوَةُ الْحَاجِّ حَتَّى يَصْدُرَ وَدَعْوَةُ الْمَجَاهِدِ حَتَّى يَفْقُدَ وَدَعْوَةُ الْمَرِيضِ حَتَّى يَبْرَأَ وَدَعْوَةُ الْآخِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ ثُمَّ قَالَ وَاسْرِعْ هَذِهِ الدَّعَوَاتِ إِبْرَاجَةً دَعْوَةُ الْآخِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ ۲

(ترجمہ) ”پانچ دعائیں بہت قبول فرمائی جاتی ہیں، مظلوم کی دعا حتیٰ کہ بدلہ لے لے (یعنی زبان یا ہاتھ یا حاکم کے ہاں فریاد کر کے جس سے اس کی مظلومیت ختم ہو جائے) حاجی کی دعا حتیٰ کہ (گھر) لوٹ آئے اور غازی کی دعا حتیٰ کہ جنگ بند ہو جائے، بیمار کی دعا حتیٰ کہ تندرست ہو جائے اور مسلمان بھائی کی پس پشت دعا۔ پھر فرمایا ان سب مسلمانوں میں بھائی کی دعا پس پشت زیادہ قبول ہوتی ہے۔“

۴۱۔ دُعا کے وقت بے کسی اور بے قراری کا اظہار:-

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَا (النمل: ۶۲)

(ترجمہ) ”بھلا کون ہے جو مضطر اور بے قراری کی دعا قبول فرماتا ہے جب وہ اس سے دعا کرتا ہے“

۱۔ ترمذی حدیث نمبر ۱۹۰۵۔ ابوداؤد حدیث نمبر ۱۵۳۶، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۸۶۲، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۵۸۔

شرح السنہ جلد ۳ ص ۱۶۳، قرطبی جلد ۲ ج ۳ حدیث نمبر ۲۲۳۔ الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۸۴، مشکوٰۃ ص ۱۹۵۔

۲۔ مشکوٰۃ ۱۹۶۔ کنز العمال حدیث نمبر ۳۳۰۹

مضطر کی دُعا ہر حالت میں قبولیت سے نوازی جاتی ہے:-

امام قرطبی علیہ الرحمہ مضطر کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

قال ابن عباس هو ذو الضرورة المجهد

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، انتہائی ضرورت مند شخص کو (مضطر) کہتے ہیں۔

قال السدی الذی لا حول ولا قوۃ

حضرت سُدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں بے کس و بے بس (جس میں نہ کوئی ہمت ہو نہ طاقت و قوت)

”وقال ذوالنون هو الذی قطعَ العلائقَ عما دون اللہ“ (حضرت ذوالنون علیہ الرحمہ فرماتے ہیں (مضطر) وہ ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا سب کو چھوڑ کر اپنے آپ کو صرف ایک ذات پاک کا محتاج سمجھے۔)

وقال سهل بن عبد اللہ هو الذی اذا رفع یدیه الى اللہ داعیاً لم یکن له وسیلة من طاعة قدمها (اور حضرت سہل بن عبد اللہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں (مضطر) وہ ہے جب وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سامنے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو اس کے پاس بطور وسیلہ کے دربار الہی میں پیش کرنے کے لیے کوئی طاعت نہ ہو۔)

حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ کی خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے درخواست کی۔ اَنَا أَسْأَلُكَ بِاللَّهِ أَنْ تَدْعُوْنِي فَأَنَا مُضْطَرٌ (میں آپ کو اللہ تبارک و تعالیٰ کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ میرے لیے بارگاہ الہی میں دعا فرمائیے میں انتہائی بے قرار ہوں۔) قال إِذَا فَاسْتَلَّهُ فَإِنَّهُ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَا ۚ (تو حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ نے) فرمایا جب تو بے قرار ہے تو اپنے لیے خود ہی دعا کر کیوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ بے قرار کی دعا قبول فرماتا ہے۔)

۱۔ قرطبی جلد ۷ جز ۱۳ ص ۱۳۸

۲۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص ۱۳۸

مضطر کی دعا کا واقعہ:

حضرت امام زید بن عبدالواحد بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں بصرہ میں ایک شخص نجر والا رہتا تھا اور لوگوں کو کرایہ پر نچر دیتا تھا بڑا اعتباری اور دیانت دار آدمی تھا جسے تاجر لوگ اپنا مال واسباب دے کر دوسرے شہروں میں تاجروں کے پاس بھیج دیا کرتے تھے۔ ایک دن وہ بصرہ سے کوفہ روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک شخص اُسے ملا، پوچھا کہاں کا ارادہ ہے، نچر والے نے کہا کوفہ جا رہا ہوں، کہنے لگا مجھے بھی کوفہ جانا ہے مگر میں پیدل نہیں چل سکتا کیا یہ ممکن ہے کہ ایک دینار کرایہ پر مجھے نچر پر سوار کر لے۔ قلی نے اُسے منظور کر لیا اور وہ نچر پر سوار ہو گیا راستے میں ایک دور راہ ملا۔ سوار نے پوچھا تم کس راستے سے چلو گے نچر والے نے جس راستے کی طرف جانا تھا بتایا مگر سوار نے کہا دوسرا راستہ قریب کا ہے اور جانور کے لیے بھی سہولت ہے اس راہ میں سبزہ بھی کافی ہوتا ہے۔ نچر والے نے کہا میں نے یہ راستہ نہیں دیکھا سوار نے کہا میں نے بارہا یہ راستہ دیکھا ہے۔ نچر والے نے کہا اچھی بات ہے اسی راستے پر چلتے ہیں، تھوڑی دور جانے کے بعد وہ راستہ وحشت ناک جنگل پر ختم ہو گیا جہاں بہت سے مردے پڑے ہوئے تھے، وہ شخص سواری سے اتر اور کمر سے خنجر نکال کر نچر والے کو قتل کرنے کا ارادہ کیا، نچر والے نے کہا کہ ایسا نہ کر یہ نچر اور سامان سب کچھ لے لے یہی تیرا مقصود ہے، مجھے قتل نہ کر، وہ شخص نہ مانا اور قسم کھالی کہ پہلے تجھے ماروں گا پھر یہ سب کچھ لے لوں گا۔ نچر والے نے بہت عاجزی کی مگر اُس ظالم نے ایک بھی نہ مانی، بے چارے نچر والے نے کہا اچھا مجھے دور امت زندگی کی آخری نماز پڑھ لینے دے، اس نے کہا ٹھیک ہے جلدی سے پڑھ لے اور ہنسنے لگا اور تمسخر اڑانے کے انداز میں کہنے لگا ان مردوں نے بھی یہی کہا تھا مگر ان کی نماز ان کے کچھ کام نہ آئی، نچر والے نے نماز شروع کی۔ الحمد شریف پڑھ کر (خوف سے) کوئی سورت بھی یاد نہ آئی بے اختیار زبان پر یہ آیت جاری ہوئی۔ "أَمَّنْ يَجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ" یہ پڑھ رہا تھا اور رو رہا تھا کہ ایک سوار نمودار ہوا جس کے سر پر چمکتی ہوئی لوہے کی ٹوپی تھی اس نے نیزہ مار کر اس ظالم سوار کو قتل کر دیا جس جگہ وہ ظالم گر کر مرا آگ کے شعلے اس جگہ سے اٹھنے لگے۔ یہ نمازی بے اختیار سجدہ میں گر گیا اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کیا، نماز کے بعد اس سوار کی طرف دوڑا اس سے پوچھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے

واسطے اتنا تو بتا دو کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں - اَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ کا غلام ہوں
اب تم مامون ہو جہاں چاہو چلے جاؤ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ ۱۔

مضطر کی دعا کی قبولیت کی وجہ:

امام قرطبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے بے قراری کی دعا قبول فرمانے کی ذمہ داری قبول فرماتے ہوئے اپنی
طرف سے اس کی اطلاع بھی (قرآن مجید) میں دے دی ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ وہ بے قرار
نہایت ہی اخلاص کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں پناہ اور سہارا حاصل کرنے کی درخواست
کرتا ہے اور اس کی توجہ ہر طرف سے کٹ کر اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف مرکوز ہو جاتی ہے۔

وللاخلاص عندہ سبحانہ موقع وذمة وجد من مومن او كافر طائع او
فاجر فيجيب المضطر لمواضع اضطراره و اخلاصه ۲۔

(ترجمہ) ”اور اخلاص کی اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں قدر و منزلت اور ذمہ داری ہے خواہ
اخلاص کا مظاہرہ کرنے والا مومن ہو یا کافر، فرمانبردار ہو یا نافرمان پس اللہ تبارک و تعالیٰ بے
قرار شخص کی دعا کو اس کی بے قراری اور اخلاص کی وجہ سے قبول فرماتا ہے۔“

مظلوم کی دعا سے بچنا:

رسول کریم ﷺ نے جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو
آپ ﷺ نے ان کو جو ہدایات فرمائی تھیں ان میں سے ایک نصیحت یہ بھی فرمائی تھی کہ مظلوم کی
بد دعا سے بچنا کیونکہ مظلوم کی دعا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے وہ
قبول ہو کر رہتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ
نے فرمایا: - اِثْقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ ۳۔ (مظلوم کی بد دعا سے ڈرو)

۱۔ ابن کثیر جلد ۳ ص ۳۱۸

۲۔ تفسیر قرطبی جلد ۷ جز ۱۳ ص ۱۳۸ سورۃ النمل

۳۔ دارقطنی جلد ۲ ص ۱۳۶، جلد ۵ ص ۵۵، نصب الراية جلد ۳ ص ۵۸ - ۱۔ تہذیب اللیثی جلد ۴ ص ۹۶

کسی کی چیز زبردستی نہ لے یا تعدی سے کسی کے حق کو روک کر یا کسی پر بہتان لگا کر ظلم نہ کر۔ کہیں تیرے خلاف بددعا نہ کر ڈالے کیونکہ مظلوم کی دعا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا یعنی مظلوم کی دعا ظالم کے خلاف قبول کی جاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔

دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ مُسْتَجَابَةٌ وَإِنْ كَانَ كَافِرًا فَفَجْوَرَةٌ عَلَى نَفْسِهِ ۚ
”مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے اگرچہ وہ بدکار ہی کیوں نہ ہو، اس کی بدکاری کا وبال اس کی ذات پر ہے۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

اتَّقُوا دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ وَإِنْ كَانَ كَافِرًا فَإِنَّهُ لَيْسَ دُونَهَا حِجَابٌ ۚ
(ترجمہ) (مظلوم کی بددعا سے بچو اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اس کے لیے کوئی روک نہیں ہے۔)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں ”مظلوم کی دعا کو اس لیے زیادہ قابل توجہ قرار دیا گیا ہے کہ جب ظلم کی آگ اس کے اندرونی اعضاء یعنی قلب وغیرہ کو جلاتی ہے تو نہایت عاجزی اور حاجت کے ساتھ مظلوم کی زبان سے دعائیہ کلمات نکلتے ہیں اور اس پر اضطراری کیفیت طاری ہوتی ہے۔ پس اس کی دعا کو اجابت سے نوازا جاتا ہے چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:-

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ الشُّوْءَ ۚ

(بھلا کون ہے، وہ جو بے قرار کی التجا قبول کرتا ہے جب وہ اس سے دعا کرتا ہے)

۱۔ مسند احمد جلد ۲ ص ۳۶۷۔ مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۵۱، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۱۸۷، مصنف ابن ابی

شیبہ جلد ۷ ص ۵۹۔ ۲۔ مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۵۲، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۱۸۸

۳۔ مرقاة جلد ۵ ص ۳۳۲

مظلوم کی دعا کی قبولیت کی صورتیں:

مظلوم کی دعا کی قبولیت کی تین صورتیں ہیں۔

امام قرطبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ اجابة دعوة المظلوم بالنصرة على ظالمه بما شاء سبحانه من قهر له أو اقتصاص منه أو تسليط ظالم آخر عليه يقهره كما قال عز وجل ”وَكَذَلِكَ نُؤْتِي بَعْضَ الظَّالِمِينَ بَعْضًا (الانعام آیت نمبر ۱۲۹)

(۱) یا تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس ظالم کو مظلوم کے آگے مغلوب و مقہور کر دے گا (۲) یا اس ظالم سے ظلم کا پورا پورا بدلہ لیا جائے گا۔ (۳) یا اس ظالم پر کسی دوسرے جابر ظالم کو مسلط فرما دے گا۔ جو اس کو ذلیل کرے گا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ”اور ہم بعض ظالموں کو بعض ظالموں کے ساتھ ملا دیں گے“ کیونکہ ففجور الفاجر و کفر الکافر لا يعود منه نقص ولا وهن على مملكة سيدة فلا ينعه ما قضى للمضطّر من اجابته۔ (مظلوم کی دعا کی قبولیت میں اس کا فسق اور کافر کا کفر مانع نہیں ہوتا کیونکہ یہ فسق و کفر مالک الملک کی مملکت عالیہ پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔)

رسول کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے

اتَّقُوا دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهَا تُحْمَلُ عَلَى الْغَمَامِ فَيَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَعِزَّتِي وَجَلَالِي لَا نَصْرَ لَكَ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ وَهُوَ صَحِيحٌ أَيْضًا ۝

(ترجمہ) ”مظلوم کی بددعا سے بچو اس لیے کہ وہ بادل پر اٹھائی جاتی ہے“ اور اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں تیری ضرورت دیکھوں گا اگرچہ کچھ وقت کے بعد کیوں نہ ہو اور یہ حدیث بھی صحیح ہے۔

امام قرطبی علیہ الرحمہ اس حدیث پاک کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ

۱۔ تفسیر قرطبی جلد ۷ جز ۱۳ ص ۱۳۸، ۱۳۹۔

۲۔ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۱۸۸، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۵۲۔ ترمذی حدیث نمبر ۲۶۳۔ ۱۹۷۰، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۳ ص ۸۴

اپنے خاص ملائکہ کو مظلوم کی دعا کے استقبال کے لیے بھیجتا ہے جو اس دعا کو اٹھا کر آسمانوں پر پہنچاتے ہیں تاکہ تمام فرشتے اس کو دیکھ کر بارگاہ الہی میں مظلوم کی نصرت اور قبولیت دعا کے لیے سفارش پیش کریں۔ اس حدیث میں ظلم سے پورے طور پر بچنے کی تاکید پائی جاتی ہے کیونکہ ظلم میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی ناراضگی اور نافرمانی اور اس کے حکم کی مخالفت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی ہے:

يَا عِبَادِي اِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالِمُوْا لَ

”اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کر لیا ہے اور ایک دوسرے پر ظلم کرنے کو تمہارے درمیان بھی حرام کر دیا ہے، لہذا تم آپس میں ظلم نہ کرو“

محولہ بالا احادیث مبارکہ سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے۔ کہ مندرجہ ذیل لوگوں کی دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں۔

- (۱) روزہ دار کی افطاری کے وقت کی دعا
- (۲) عدل و انصاف کرنے والے امام و حاکم کی دعا
- (۳) مظلوم کی دعا
- (۴) والدین کی دعا
- (۵) مسافر کی دعا
- (۶) حاجی کی دعا
- (۷) مجاہد کی دعا
- (۸) بیمار کی دعا
- (۹) مسلمان کے لیے مسلمان بھائی کی پس پشت دعا

۴۲۔ دُعا کے لیے اچھی جگہ اور مقام اولیاء:-

یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ماں باپ جب تک زندہ رہتے ہیں تو ماں باپ ہی ہوتے ہیں اور فوت ہونے کے بعد بھی ماں باپ ہی رہتے ہیں۔ مرنے کے بعد وہ جن، بھوت یا بُت نہیں ہو جاتے۔ مومن والدین کی قبریں جنت کا باغ ہوتی ہیں۔ ایسے ہی اولیاء اللہ زندہ بھی اولیاء ہوتے ہیں اور دنیا سے جانے کے بعد بھی اولیاء اللہ ہی رہتے ہیں اور ان کے مزارات جنت کے باغ ہوتے ہیں کتنا خوش نصیب وہ شخص ہے جس کے والدین ولی اللہ بھی ہوں۔ اس تمہید کا مقصد و مدعا یہ ہے کہ ولی اللہ کے مقام کو ولی اللہ کا مقام سمجھتے ہوئے اس کی دنیوی زندگی میں اس کے پاس اس کی موجودگی میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور دعا کرنا درست ہے اور وصال کے بعد اس کے مزار شریف کے پاس بھی دعا کرنا درست ہے۔

دنیوی زندگی والی ولی اللہ کا واقعہ:-

حضرت بی بی مریم رضی اللہ عنہا پیدائشی ولیہ تھیں، ان کی والدہ نے ان کی ولادت کے بعد، اپنی نذر کے مطابق اُسے مسجد اقصیٰ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے سپرد کر دیا تھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے اچھی طرح قبول فرمایا یعنی باوجود لڑکی ہونے کے اُسے بیت المقدس کی خدمت کے لیے منظور فرمایا اور اُسے اچھا پروان چڑھایا، اُسے حضرت زکریا علیہ السلام کی نگہبانی میں دیا۔ حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت بی بی مریم رضی اللہ عنہا کے خالوتھے۔ آپ بڑی شفقت سے حضرت بی بی مریم رضی اللہ عنہا کی پرورش فرمانے میں مشغول ہو گئے ایک دن حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی نماز پڑھنے کی جگہ تشریف لائے تو نیا رزق پایا آپ نے پوچھا ”يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكَ هَذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ“ (اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا؟ بولیں وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے) جب حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم رضی اللہ عنہا پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی اس عنایت کو ملاحظہ فرمایا تو آپ وہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں باین انداز دعا فرمائی قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ (آل عمران ۳۸) ”عرض کیا اے میرے رب مجھے اپنے پاس سے ستھری اولاد عطا فرما بے شک تو ہی دعا سننے والا ہے“ آپ نے بارگاہ الہی میں اس یقین اور اعتقاد کے ساتھ دعا کی کہ، جو قادر مطلق رب بے

موسم کے کھانے اور پھل وغیرہ عنایت فرمانے والا ہے وہی بڑھاپے کے عالم میں عورت کے بانجھ ہونے کے باوجود بھی اولاد دینے پر قادر ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی قیادت میں فرشتوں کی ایک جماعت بھیجی جس نے حضرت زکریا علیہ السلام کو فرمایا اِنَّ اللہَ یُبَشِّرُکَ بِبَیْحِلٰی مُصَدِّقًا لِّمَا کَانَ مِنَ اللہِ وَسَیِّدًا ذَکُوْرًا ذٰلِیْ نَبِیّٰتٍ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ (آل عمران: ۳۹) ”بے شک اللہ (تبارک و تعالیٰ) آپ کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کا مژدہ سناتا ہے، جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف کے ایک کلمہ کی تصدیق فرمائے گا وہ (قوم کا) سردار (ہوگا) اور ہمیشہ کے لیے عورتوں سے بچنے والا اور ہمارے خاص نبیوں میں سے ہوگا“

اس واقعہ سے پتا چلتا ہے کہ اللہ والوں کے مقامات پر دُعا کرنا اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے اولاد اور وہ بھی بیٹے مانگنا شرعاً ہر طرح سے جائز ہے اگرچہ مانگنے والے انبیاء کرام علیہم السلام یا اولیاء عظام رضی اللہ عنہم ہی ہوں۔ حضرت مریم رضی اللہ عنہا ولیہ ہیں جب کہ حضرت زکریا، نبی علیہ السلام ہیں، نبی اللہ علیہ السلام نے ولیہ کے مقام پر بارگاہ الہی میں اولاد کے لیے دُعا کی ہے۔ قرآن مجید کے اس عظیم واقعہ سے یہ بات عیاں ہو رہی ہے کہ اولیاء اللہ کے مقامات پر، اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں دعائیں کرنا، کائنات کی عظیم کتاب قرآن مجید جو عظیم آفاقی نسخہ ہے، کے عین مطابق ہے اور توحید کے اصولوں کی آئینہ دار ہے۔ اولیاء اللہ کے مقامات پر جا کر اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعائیں کرنے والوں پر طعن و تشنیع دین سے مکمل طور پر آگاہ نہ ہونے کا ثبوت ہے۔ بعض نادان اور نا سمجھ لوگ اولیاء اللہ کی درگاہوں کو شرک کے اڈے کہتے ہیں جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، اولیاء اللہ اور ایمان والے عوام الناس کی قبور یا مزارات کو جنت کے باغ فرماتے ہیں۔ پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی حضرت قبلہ حاجی محمد یوسف علی گنیمہ صاحب قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

گل مَن یوسف دی اے واعظ ایہہ سب نے ٹکڑے جنت دے
ایہہ روضے والیاں جنیاں وی دھرتی تے تھاواں ہوندیاں نیں
نبیاں تے ولیاں دے در تے مقبول دعاواں ہوندیاں نیں
ہڑھ وگدے نیں جدوں ہنجواں دے فیر معاف خطاواں ہوندیاں نیں

۴۳۔ دُعا میں نیک اعمال کو وسیلہ بنانا:-

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ایک مرتبہ بنی اسرائیل کے تین (نیک) آدمی کہیں جا رہے تھے (راستہ میں) انہیں بارش نے آلیا۔ (طوفان باد و باران سے بچنے کے لیے) پہاڑ کی ایک غار میں گھس گئے۔ اتفاقاً ایک پتھر پہاڑ سے گرا اور غار کے منہ پر آ رہا اور غار کا منہ بند ہو گیا۔ انہوں نے آپس میں صلاح مشورہ کیا کہ اب کیا کریں۔ ایک نے کہا اپنے نیک اعمال کا ذکر کرو جو خالصتاً اللہ تبارک و تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہوں۔ ان کے ”وسیلہ“ سے دعا کرو شاید وہ اسے کھول دے (تم کو نجات دلوائے)۔ ان میں سے ایک نے کہا! اے میرے اللہ (جل جلالک) تو جانتا ہے میرے ماں باپ دونوں بوڑھے تھے اور میرے بچے بھی چھوٹے چھوٹے تھے، میں ان کی پرورش کے لیے بکریاں چرایا کرتا تھا، جب شام کو گھر آتا اور دودھ دھوتا تو پہلے اپنے والدین کو دودھ پلاتا پھر اپنے بچوں کو۔ ایک دن ایسا ہوا کہ جانور چرنے کے لیے بہت دور دراز نکل گئے اور میں دیر سے شام کو گھر آیا، جب دیکھا تو والدین سو چکے تھے۔ میں نے حسب عادت دودھ دھویا اور دودھ لا کر والدین کے سر ہانے کھڑا ہو گیا اور ان کو نیند سے بیدار کرنا پسند نہ کیا اور یہ بھی پسند نہ کیا کہ ان سے پہلے بچوں کو دودھ پلاؤں۔ گورات بھر بچے میرے پاؤں کے پاس روتے رہے، دودھ مانگتے رہے۔ (مگر میں نے انہیں دودھ نہ دیا) حتیٰ کہ فجر طلوع ہو گئی۔ (اس مذکورہ شخص نے اپنے نیک عمل کا وسیلہ لے کر اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں دعا کی) اور عرض کیا: فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ إِنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءً وَجْهَكَ فَاخْرُجْ لِنَافِرْ جَۃَ نَرَىٰ مِنْهَا السَّمَاءَ ”یا اللہ (جل جلالک) تو جانتا ہے اگر میں نے یہ کام خالص تیری رضامندی کے لیے کیا تھا تو ہمارے لیے کچھ راستہ کھول دے تاکہ اس سے ہم آسمان دیکھیں۔ (اس نیک عمل کے وسیلہ سے مذکورہ شخص کی دعا قبول ہوئی) اللہ تبارک و تعالیٰ (جل جلالہ) نے اس (پتھر) میں اتنا سوراخ کر دیا کہ وہ آسمان کو اس میں سے دیکھنے لگے۔

دوسرے شخص نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا اے میرے اللہ (جل سلطانک) میرے چچا کی ایک بیٹی تھی میں اس کو بہت چاہتا تھا جیسے لوگ اپنی بیویوں سے محبت کرتے ہیں۔ (ایک دن) میں نے اسے اپنے (فاسد) ارادے کا اظہار کر کے علیحدگی کے لیے کہا۔ اس نے سودینار طلب کئے۔ میں نے محنت مزدوری کر کے سوا شرفیاں جمع کیں اور اس کے پاس گیا۔ جب میں اس

کے دونوں پاؤں کے درمیان بیٹھا تو اس نے کہا اے اللہ (جل جلالہ) کے بندے، اللہ (تبارک و تعالیٰ) سے ڈر اور خلاف شرع اس مہر کو نہ کھول۔ میں یہ سن کر اٹھ کھڑا ہوا۔ (اس مذکورہ شخص نے اس واقعہ کو بیان کر کے اس واقعہ کے وسیلہ سے بارگاہ ایزدی میں دعا کی) اے میرے اللہ تبارک و تعالیٰ تو جانتا ہے۔ اگر میں تیری رضا کے لیے برائی سے بچ گیا تو ہمارے لیے پتھر سے راستہ کھول دے۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کے اس عمل کے وسیلہ سے دعا قبول فرمائی اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے لیے پتھر اور کھول دیا۔

اب تیسرے شخص نے کہا اے میرے اللہ جل جلالک میں نے ایک شخص کو ایک خرق (یعنی آٹھ سیر غلہ) کے عوض مزدوری پر لگایا تھا۔ جب اس نے کام پورا کر لیا تو مجھے کہا میرا حق دو۔ میں نے اس کا حق پیش کر دیا۔ اس نے اس کو ترک کر دیا اور اپنا حق لینے سے انکار کر دیا۔ اس کے (چلے جانے کے) بعد میں اس کے پیسوں سے کاشت کرتا رہا۔ حتیٰ کہ اس کے (نفع میں) سے میں نے بیل گائے اور ان کے چرانے والا خرید لیا۔ پھر (ایک مدت کے بعد) وہ مزدور آیا اور کہنے لگا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈر مجھ پر ظلم نہ کر اور میرا حق مجھے واپس کر دے۔ میں نے کہا جا وہ سب گائے بیل اور چرواہے لے لے، تیرے ہی ہیں۔ وہ کہنے لگا بھلے آدمی اللہ (جل شانہ) سے ڈر اور میرے ساتھ مذاق نہ کر۔ میں نے کہا میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کرتا۔ یہ بیل گائے اور چرواہے تیرے ہی ہیں، لے جا۔ آخر وہ سب لے کر چل دیا۔ تیسرے شخص نے عرض کیا اے میرے اللہ (جل شانک) میں نے یہ کام اگر خالصتاً تیری خوشنودی کے لیے کیا ہے تو جو راستہ باقی رہ گیا ہے وہ بھی کھول دے۔ جب اس تیسرے شخص نے اپنے نیک عمل کو بیان کر کے اپنی دعا کا وسیلہ بنایا تو اللہ رب العزت اس عمل کے وسیلہ سے کی گئی دعا قبول فرمائی اور ان کے آگے سے سارے پتھر کو ہٹا دیا (اور وہ تینوں غار سے باہر نکل آئے) ۱۔

۱۔ بخاری جلد ۲ ص ۸۸۳، جلد ۱ ص ۴۹۳، ۳۱۳، ۴۹۳، "باب اجابتہ من بر والدیہ" (جو ماں باپ سے نیکی کرے اس کی دعا کا قبول ہونا یعنی ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کے وسیلے سے قبولیت دعا) تیسیر الباری جلد ۸ ص ۳، جلد ۴ ص ۵۱۷، جلد ۳ ص ۲۷۵، ۳۶۹، تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۴۵۱، ۵۷۰، جلد ۵ ص ۳۴۰، فتح الباری جلد ۱۰ ص ۴۹۵، عمدۃ القاری جلد ۶ جز ۱۲ ص ۱۷۱، ۲۳، جلد ۸ جز ۱۶ ص ۵۱، جلد ۱۱ جز ۲۲ ص ۷۵، شرح السنۃ جلد ۱۲ ص ۱۸، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۱۳۲۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶ ص ۱۱۷، مسند احمد جلد ۲ ص ۱۱۶، کنز العمال حدیث نمبر ۲۲۷۲، ۲۳۳۳، ۵۹۵۴، قرطبی جلد ۱ جز ۲ ص ۲۰۰، جز ۵ ص ۱۲۷، جلد ۶ جز ۷ ص ۱۲۷، جلد ۴ جز ۶ ص ۳۲۔

نوٹ: مذکورہ بالا واقعہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ دعا کرتے ہوئے نیک اعمال کا وسیلہ لیا جاسکتا ہے۔ مگر یہاں اس بات کا جاننا بھی ضروری ہے کہ نیک اعمال کا اپنا کوئی وجود نہیں کسی صاحب ایمان کے کرنے سے ان کا وجود عمل میں آتا ہے۔ صاحب ایمان ہوا تو عمل ہوا لہذا صالح عمل کا وسیلہ لینا بالواسطہ طور پر نیک عمل کرنے والے کا وسیلہ ہے۔

فرقہ غیر مقلدین کے امام وحید الزماں صاحب نے تیسیر الباری جلد ۸ ص ۵ حاشیہ نمبر ۱ پر اس حقیقت کو بایں الفاظ تسلیم کیا ہے۔

”اعمال صالحہ سے تو سل اس حدیث سے اور نیز آیت قرآنی وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ سے ثابت ہے“..... امام جزری علیہ الرحمہ نے ”حصن حصین“ کے شروع میں لکھا ہے۔ ”وان يتوسل الى الله بانبياؤه و الصالحين من عباده“ اور ایک جماعت اہل حدیث اس کے جواز کی طرف گئی ہے۔ وہ کہتے ہیں جب اصل تو سل جائز ہوا تو وہ اموات اور احياء سب کو شامل ہوگا۔ احياء کی تخصیص پر کوئی دلیل شرعی نہیں ہے اس کے سوا انبیاء تو اپنی قبور میں احياء ہیں جیسے دوسری حدیث میں وارد ہے۔“

انہی صاحب نے اپنی کتاب کی جلد ۲ ص ۸۴ پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے دعائے بارش کرنے کے ضمن میں لکھا ہے:-

”اس حدیث سے نیک بندوں کا وسیلہ لینا ثابت ہوا۔ بنی اسرائیل بھی قحط میں اپنے پیغمبر کے اہل بیت کا تو سل کیا کرتے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ پانی برساتا۔ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک آنحضرت ﷺ کا تو سل، آپ ﷺ کی وفات کے بعد منع تھا۔ کیونکہ آپ ﷺ تو اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آنحضرت ﷺ نے ایک صحابی کو دعا سکھائی اس میں یوں ہے، ”يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَسَّلُ بِكَ إِلَى رَبِّي“ اور ان صحابی نے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد یہ دعا دوسروں کو سکھائی۔“ (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۸۲)

انہی صاحب نے مزید لکھا ہے ”ہمارے اصحاب میں سے امام ابن تیمیہ اور ابن قیم آنحضرت ﷺ، انبیاء اور اولیاء کے وسیلہ کے عدم جواز کی طرف گئے ہیں۔ جب کہ اکابر محدثین اور علماء نے ابن تیمیہ اور ابن قیم سے اختلاف کیا ہے اور لکھا ہے کہ اموات و احياء سے اصل وسیلہ کا جواز شرع سے ثابت ہے۔“ (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۸۵، جلد ۸ ص ۸۶)

۴۴۔ دُعا میں نبی کریم ﷺ کا وسیلہ لینا:

اپنی دعاؤں میں نبی کریم ﷺ کا وسیلہ لینا تعلیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور دعا کی قبولیت کا سبب ہے۔ تفصیل ملاحظہ ہو:-

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک نابینا صحابی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اللہ (تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم) سے دعا فرمائیے کہ وہ مجھے عافیت عطا فرمائے (یعنی آنکھ کی خرابی دور ہو جائے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر چاہے تو میں تیرے لیے دعا فرماؤں اور اگر تو صبر کرے تو یہ تیرے لیے بہتر ہے۔ اس نے عرض کیا آپ ﷺ دعا فرمادیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وضو کر اور اچھی طرح سے وضو کر اور ان کلمات کے ساتھ دعا کر۔ بعض روایات میں ہے کہ اس کو فرمایا۔ دو رکعت نماز ادا کر اور یوں دُعا کر۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتَقْضِيَ لِي اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ

۱۔ ابن ماجہ عربی ۱۰۰، المعجم الصغير للطبرانی ص ۱۰۴، مسند احمد جلد ۴ ص ۳۸ (۴ سندیں) جامع صغیر جلد ۱ ص ۵۹، صحیح ابن خزیمہ جلد ۲ ص ۲۲۵، ۲۲۶، ابن السنی ص ۲۲۲، تحفة الذاکرین ص ۱۸۰، حصین عربی ص ۹۷، شفاء القام ص ۱۶۵، کتاب الاذکار نووی ص ۱۵۷، حلی کبیر ص ۴۳۲، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۴۵۸، مستدرک تلخیص ذہبی جلد ۱ ص ۴۵۸، خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۲۰۱، اصابہ ابن حجر ص ۱۶۳، کنز العمال جلد ۱ ص ۱۹۳، روح المعانی جلد ۴ ص ۱۲۵، ۱۲۶، نزہۃ المجالس جلد ۱ ص ۸۰، تاریخ حبیب اللہ ص ۱۸۹، کتاب الشفاء عربی ص، کتاب الشفاء اردو ص ۲۳۱، شرح شفا ملا علی قاری جلد ۲ ص ۱۰۶، نسیم الریاض جلد ۳ ص ۱۰۶، ۳۹۸، البدایہ والنہایہ جلد ۲ ص ۱۶۱، ۱۶۲، اغنیۃ الطالبین جلد ۱ ص ۱۲، مصری چھاپہ، حجتہ اللہ علی العالمین عربی ص ۴۳۱، ۷۹۸، ۸۱۳، انوار محمدیہ ص ۳۸۵، سیرت النبی جلد ۳ ص ۱۶۴، الدرر السنیہ ص ۸، شمس التورایخ ص ۱۱۱۹، افضل الصلوٰۃ علی سید السادات اردو ص ۳۹، مطالع المسرات ص ۳۶۲، جذب القلوب فارسی ۲۱۹، باب الصلوٰۃ الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۴۷۴، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۲۷۹، کتاب الوسیلہ ابن تیمیہ ص ۱۵۹..... ۱۵۴، فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۱ ص ۱۰۵، ۲۷۵..... ۲۶۳، ۳۲۳، ۳۲۴، تاریخ بخاری جلد ۲ ص ۲۰۹، الفتوحات ربانیہ فی شرح الاذکار النویہ عربی ص ۳۰۳، بہار شریعت جلد ۴ ص ۳۰، تحفۃ الاخودی ص ۸۲، زرقانی شرح مواہب جلد ۸ ص ۳۸۱، وفا الوفا سمودی جلد ۲ ص ۴۲۰۔

(ترجمہ) ”اے میرے اللہ (جل جلالک) میں تیرے نبی پاک، رحمتوں والے نبی حضرت محمد ﷺ کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ ﷺ کے وسیلہ سے اس حاجت کے لیے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میرے لیے پوری ہو جائے۔ (قبول ہو جائے) اے میرے اللہ (جل شاک) پس قبول کیجئے ان کی شفاعت میرے حق میں۔“

تمام محدثین نے مذکورہ بالا روایت کو ترمذی شریف، نسائی شریف، مستدرک حاکم شریف اور ابن ماجہ شریف کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور اسے امام بخاری علیہ الرحمہ اور امام مسلم علیہ الرحمہ کی شرط پر صحیح کہا گیا ہے۔ جیسا کہ علامہ شوکانی (جسے ابن تیمیہ کے مقلدین، اہل حدیث حضرات اپنا امام مانتے ہیں) نے تحفۃ الذاکرین صفحہ ۱۶۱ میں لکھا ہے۔ نیز یہ بھی تحریر کیا ہے کہ جب اس نابینا نے دعا کی اور کھڑا ہوا تو اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ قدیم محدثین نے ترمذی شریف کے حوالہ سے اس حدیث پاک کو نقل کیا ہے، مگر موجودہ ترمذی شریف سے ”یا محمد“ کاٹ دیا گیا ہے۔ اسی طرح نسائی شریف کے موجودہ نسخوں میں بھی یہ حدیث پاک نہیں ملتی جب کہ پہلے محدثین نے بحوالہ نسائی شریف اس حدیث پاک کو نقل کیا ہے۔

ان کتابوں کے نام قارئین کرام کی خدمت میں معلومات میں اضافہ کے لیے حاشیہ میں پیش کئے گئے ہیں جن میں یہ حدیث پاک موجود ہے۔

یہ دعا اس وقت کی گئی جب سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہرہ زمانہ حیات میں تھے مگر جب آپ ﷺ نے دنیا سے پردہ فرمایا تو ایک دفعہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک شخص ان کے پاس کسی ضرورت کے پیش نظر گیا لیکن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کوئی توجہ نہ فرمائی۔ اس حاجت مند شخص کی ایک موقع پر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی اس نے اپنے واقعہ کو بیان کیا تو حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا فکر نہ کرو، تازہ وضو کرو اور پھر مسجد میں جا کر دو رکعت نفل نماز ادا کرو اور دعا کرو۔ اس سائل کو وہ دعائیں جو صفحہ نمبر ۱۰۱ پر آپ ﷺ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

اس کے بعد وہ شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔ دروازے پر دربان نے فوراً استقبال کیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا، حضرت عثمان ذوالنورین رضی

اللہ عنہ نے بڑی محبت اور شفقت کے ساتھ اسے اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا بھی کیا بات ہے؟ اس شخص نے اپنی ضرورت اور حاجت بیان کی۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے فوراً اسے حل کیا اور بہت عزت سے رخصت فرمایا۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص بعد میں مجھے ملا، میرا بہت شکر یہ ادا کرنے لگا۔ میں نے اس سے کہا بھی یہ دعا حضور اکرم ﷺ نے ایک نابینا کو سکھائی تھی اور میں اس وقت موجود تھا۔ (اس میں طاہری حیات کے بعد تو سل اور ندامت کا ذکر ہے۔)

مندرجہ بالا واقعہ حسب ذیل کتب میں موجود ہے۔

(المعجم الصغير للطبرانی ص ۱۰۳، انجاء الحاجہ حاشیہ ابن ماجہ ص ۱۰۰، حجتہ اللہ علی العالمین ص ۸۱۵، شفاء السقام عربی ص ۱۲۷، الدرر السنیہ بحوالہ طبرانی و بیہقی ص ۸، جذب القلوب ص ۲۱۹، ۲۲۰، کتاب الوسیلہ ص ۱۵۷ فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۱ ص ۲۶۸، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۱۲۷۹، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۳۷۳)

ابن تیمیہ نے اپنی کتاب الوسیلہ اور فتاویٰ ابن تیمیہ میں ترمذی اور نسائی کے حوالہ سے حدیث نابینا کو نقل کیا۔ نیز ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث کو بیہقی وغیرہ نے دلائل النبوة میں روایت کیا ہے۔

ابن تیمیہ کی خود ساختہ بدعت نہاتحریر:

ابن تیمیہ نے اس حدیث پاک کو نقل کر کے فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۱ ص ۲۶۶ میں اپنا من گھڑت قول لکھا ہے کہ اس حدیث پاک میں دعائے مصطفیٰ ﷺ سے وسیلہ لیا گیا ہے نہ کہ ذات مصطفیٰ ﷺ سے "حالانکہ اللہم انی اسئلك واتوجه الیک بنیک محمد نبی الرحمة کے الفاظ سے صاف ظاہر ہوتا ہے سرکار کائنات ﷺ کی ذات اقدس سے وسیلہ لیا گیا ہے۔ تمام محدثین کرام اور دینی کتابوں کے مصنفین نے حدیث نابینا کو من وعن نقل کیا ہے اور ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ کا حوالہ دیا ہے۔

چودہویں صدی میں اشرف علی تھانوی صاحب دیوبندی نے "مناجات مقبول" کے نام سے ایک کتاب لکھی اور اس میں نابینا والی حدیث پاک کو ص ۲۶۰ (چھاپہ تاج کمپنی تترہ میں)

من كانت له حاجة فليقل بعد الوضوء والصلوة

کے عنوان سے نقل کیا ہے مگر ظلم یہ کیا ہے کہ اشرف علی تھانوی صاحب نے یا محمد انی اتوجه بك الی ربی تک حدیث پاک کو کاٹ دیا اور پھر حاشیہ پر لکھ دیا ہے اختصرته لان الندا الوارد فيه لا دليل على بقائه بعد حياته عليه السلام ”چونکہ آپ ﷺ کے حیات کے بعد ندا کی کوئی دلیل نہیں اس لیے میں نے حدیث کو مختصر کر دیا ہے۔“

لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظيم، العیاذ باللہ۔

حدیث مصطفیٰ ﷺ اور کاٹتے ہیں تھانوی صاحب۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فتنہ ہو سکتا ہے؟ اور پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ ایک ایڈیشن میں حدیث پاک کاٹی اور حاشیہ لکھ دیا کہ میں نے حدیث پاک مختصر کر دی ہے اور دوسرے ایڈیشن کے ص ۱۲۱ میں حدیث پاک بھی کاٹ دی اور حاشیہ بھی کاٹ دیا تاکہ اہل ایمان کو پتا نہ چل سکے کہ تھانوی صاحب نے سرکارِ مدینہ ﷺ کی حدیث پاک کاٹ دی ہے۔

ان دونوں ایڈیشنوں کی فوٹو ملاحظہ فرمائیں:

مَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ فَلْيَقُلْ بَعْدَ الْوُضُوءِ وَالصَّلَاةِ

جس کو کچھ حاجت ہو وہ وضو کر کے نماز پڑھے اور یہ دعا کرے

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ

یا اللہ میں مانگتا ہوں آپ سے اور متوجہ ہوتا ہوں آپ کی طرف بذریعہ آپ کے نبی

مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ فِي حَاجَتِي هَذِهِ

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جو رحمت کے نبی ہیں ان میں سے میں حاجت میں تاکہ بوری

لِتُقْضَى لِي فَشَفِّعْهُ فِيَّ +

تو مجھے پس قبول کیجئے شفاعت اُمی میرے حق میں۔

۴۰

اختصرته
لان النداء
الوارد فيه
لا دليل على
بقائه بعد
حياته عليه
السلام

دوسرے نسخہ میں حاشیہ بھی کاٹ دیا۔

مَنْ كَانَ لِحَاجَةٍ فَلْيَقُلْ بَعْدَ الْوُضُوءِ وَالصَّلَاةِ

جس کو کچھ حاجت ہو وہ وضو کر کے نماز پڑھے اور یہ دعا کرے

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتُوجِّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ

یا اللہ میں مانگتا ہوں آپ سے اور متوجہ ہوتا ہوں آپ کی طرف بذریعہ آپ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

الرَّحْمَةِ فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى لِي فَشَفِّعْهُ فِي

میرے حاجت کے نبی میں اپنی حاجت میں تاکہ پوری ہو جائے پس قبول کیجئے شفاعت ان کی میرے حق میں

چند کتابوں کے فوٹو جن میں حدیث پاک اور دعا کے الفاظ بغیر قطع و برید کے موجود ہیں۔

شفا السقام علامہ سبکی ص ۱۶۵

الحالة الثانية التوسل به بذلك النوع بعد خلقه صلى الله عليه وسلم في مدة حياته فمن ذلك ما رواه ابو عيسى الترمذی في جامعه في كتاب الدعوات قال ثنا محمود بن غيلان ثنا عثمان بن عمر ثنا شعبة عن ابی جعفر عن عمارة بن خزيمة بن ثابت عن عثمان بن حنيف ان رجلا ضرير البصر أتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال ادع الله ان يعافيني قال: ان شئت دعوت و ان شئت صبرت فهو خير لك قال فادع: قال: فأمره ان يتوضأ فيحسن وضوءه ويدعو بهذا الدعاء: اللهم اني أسألك وأتوجه اليك بنبيك محمد بنی الرحمة يا محمد اني توجهت بك الى ربي في حاجتي ليقتضى لي اللهم شفيعه في .

تحفة الذاكرين ص ١٨٠

صلاة الضر والحاجة

« يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ ، ثُمَّ يَدْعُو : اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ ، وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ ، يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتَقْضَى لِي اللَّهُمَّ فَشَفِّعْنِي فِيَّ . » (ت ، س ، مس) .

الحديث أخرجه الترمذي والحاكم في المستدرک والنسائي كما قال المصنف رحمه الله ، وهو من حديث عثمان بن حنيف رضي الله عنه قال [جاء أعمى إلى رسول الله ﷺ فقال يا رسول الله ادع الله لي أن يعافيني . قال إن شئت دعوت ، وإن شئت صبرت فهو خير لك . قال فادعه قال فأمره أن يتوضأ ويحسن وضوءه] وزاد النسائي في بعض طرقه [فتوضأ فصلى ركعتين] ثم ذكر في الترمذي ما ذكره المصنف من قوله ﷺ [اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْخَيْرَ] وأخرجه من حديث أيضا ابن ماجه والحاكم في المستدرک ، وقال صحيح على شرط الشيخين ، وزاد فيه : فدعا بهذا الدعاء ، فقام وقد أبصر ، وقال الترمذي حسن صحيح

كتاب الذاكر ص ١٥٧

وروي في كتاب الترمذي ، وابن ماجه ، عن عثمان بن حنيف رضي الله عنه ، أن رجلاً ضريراً البصر أتى النبي ﷺ فقال : ادع الله تعالى أن يعافيني ، قال : « إِنَّ شِئْتَ دَعَوْتُ » ، وَإِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ » ، قال فادعه ، فأمره أن يتوضأ فيحسن وضوءه ويدعو بهذا الدعاء : اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ ، يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتَقْضَى لِي ، اللَّهُمَّ فَشَفِّعْنِي فِيَّ . قال الترمذي : حديث حسن صحيح .

الجامع الصغير جلد ٥٨

اللهم اني اسألك واتوجه

إليك بنبيك محمد بنى الرحمة يا محمد انى توجهت بك الى ربى فى حاجتى هذه لتقضى لى اللهم فشفعنى فى
(تدك) عن عثمان بن حنيف (رحم)

كتاب السنن ص ٢٢٢

باب ما يقول لمن ذهب بصره

[٦٢٨] أخبرني أبو عروبة حدثنا العباس بن فرح الرياشي والحسين^(١) بن يحيى الثوري قالنا ثنا أحمد بن شبيب بن سعيد قال ثنا أبي عن روح بن القاسم عن أبي جعفر المدني وهو الخطمي عن أبي أمامة بن سهل بن حنيف عن عمه عثمان بن حنيف رضي الله عنه قال سمعت رسول الله ﷺ وجاء إليه رجل ضريب فشكا إليه ذهاب بصره فقال رسول الله ﷺ ألا تصبر قال يا رسول الله ليس لي قائد وقد شق علي فقال النبي ﷺ أبت الميضة فتوضأ وصل ركعتين ثم قل اللهم إني أسلك وأتوجه إليك بنبي محمد ﷺ يا نبي الرحمة يا محمد إني أتوجه بك إلى ربي عز وجل فتجلى عن بصري اللهم شفعه فيّ وشفعني في نفسي ، قال عثمان وما تفرقنا ولا طال بنا الحديث حتى دخل الرجل كأنه لم يكن ضريباً قط .

صحیح ابن خزيمة جلد ٢ ص ٢٢٥ / ٢٢٦

١٢١٩ - حدثنا محمد بن بشار وأبو موسى ، قالوا : حدثنا عثمان بن عمر ، قاشبة عن أبي جعفر المدني ، قال : سمعت عمارة بن خزيمة يحدث عن عثمان بن حنيف : أن رجلاً ضريب أتى النبي ﷺ فقال : أدع الله أن يعافيني ، قال : « إن شئت أخرت ذلك وهو خير . » وإن شئت دعوت . قال أبو موسى ، قال : فادعه ، وقالوا ، فأمره أن يتوضأ ، قال بNDAR : فيحسن ، وقالوا : ويصلي ركعتين ويدعو بهذا الدعاء : اللهم إني أسألك وأتوجه إليك بنبيك محمد نبي الرحمة ، يا محمد إني توجهت بك إلى ربي في حاجتي هذه فتقضي لي ، اللهم شفعه فيّ . زاد أبو موسى : وشفعني فيه . قال : ثم كأنه شك بعد في : وشفعني فيه .

مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۷۰۰/۷۰۱

۱۹۰۹ / ۱۰۹ - أخبرنا أحمد بن سلمان الفقيه، ثنا الحسن بن مكريم، ثنا عثمان بن عمرو، ثنا شعبة.

وأخبرنا أحمد بن جعفر، ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل، حدثني أبي، ثنا محمد بن جعفر، ثنا شعبة، عن أبي جعفر المدني قال: سمعت عمارة بن خزيمة يحدث عن عثمان بن حنيف رضي الله عنه أن رجلاً ضرباً أن النبي ﷺ فقال: ادع الله تعالى أن يعافيني قال:

«إن شئت أحرت ذلك وإن شئت دعوت» قال: فادعه قال فأمره أن يتوضأ فيحسن الوضوء ويصلي ركعتين ويدعو بهذا الدعاء اللهم أسألك وأتوجه إليك بنبيك محمد ﷺ نبي الرحمة يا محمد إني أتوجه بك إلى ربك في حاجتي هذه فتقضيها لي اللهم شفعه في وشفعني فيه. هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه.

مسند الإمام أحمد بن حنبل جلد ۴ ص ۱۳۸

• (حديث عثمان بن حنيف رضي الله عنه) •

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا قتيبة بن سعيد عن أبي جعفر قال سمعت عمارة بن خزيمة يحدث عن عثمان بن حنيف أن رجلاً ضرباً بالبصر أن النبي صلى الله عليه وسلم فقال ادع الله أن يعافيني قال إن شئت دعوت لك وإن شئت أخرت ذلك فهو خير فقال ادع فأمره أن يتوضأ فيحسن وضوءه فيصلي ركعتين ويدعو بهذا الدعاء اللهم إني أسألك وأتوجه إليك بنبيك محمد نبي الرحمة يا محمد إني أتوجه بك إلى ربك في حاجتي هذه فتقضيها لي اللهم شفعه في وشفعني فيه. هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه. ثم قال ثنا روح قال ثنا شعبة عن أبي جعفر المدني قال سمعت عمارة بن خزيمة بن ثابت يحدث عن عثمان بن حنيف أن رجلاً ضرباً أن النبي صلى الله عليه وسلم فقال ادع الله أن يعافيني فقال إن شئت أخرت ذلك فهو أفضل لا أخرت ذلك وإن شئت دعوت لك قال لا بل ادع الله فأمره أن يتوضأ وأن يصلي ركعتين وأن يدعو بهذا الدعاء اللهم إني أسألك وأتوجه إليك بنبيك محمد صلى الله عليه وسلم نبي الرحمة يا محمد إني أتوجه بك إلى ربك في حاجتي هذه فتقضيها لي اللهم شفعه في وشفعني فيه. قال فكان يقول هذا مراراً ثم قال بعداً حسب أن فيها أن تشفعني فيه قال نفعل الرجل فبراً

الترغيب والترهيب جلد ٢ ص ٢٤٦ ٢٤٧

وَهُوَ أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَخْتَلِفُ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَاجَةٍ لَهُ ، وَكَانَ
عُثْمَانُ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ ، وَلَا يَنْظُرُ فِي حَاجَتِهِ ، فَلَمَقَى عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ فَشَكَكَ ذَلِكَ إِلَيْهِ ،
فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ : أَنْتَ الْمِبْصَاةُ فَتَوَصَّأْ ، ثُمَّ أَنْتَ الْمُسَجِدُ فَعَلْ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ،
ثُمَّ قُلِ : اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ ، وَأَتَوَجَّهُُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ ،
يَا مُحَمَّدُ ! إِنِّي أَتَوَجَّهُُ بِكَ إِلَى رَبِّي فَيَقْبَلَنِي مَا جِئْتُ ، وَتَذَكَّرُ حَاجَتَكَ وَرُوحَ إِلَيَّ ^(١) حَتَّى
أَرْوَحَ مَعَكَ ، فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ فَصَنَعَ مَا قَالَ لَهُ ، ثُمَّ أَتَى بَابَ عُثْمَانَ فَجَاءَ الْبُيُوتَ حَتَّى أَخَذَ
بِيَدِهِ ، فَأَدْخَلَهُ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَأَجَلَّتْ مَعَهُ عَلَى الطُّعْمَةِ ، وَقَالَ : مَا حَاجَتُكَ ؟ فَذَكَرَ
حَاجَتَهُ فَقَضَاهَا لَهُ ، ثُمَّ قَالَ : مَا ذَكَرْتُ حَاجَتَكَ حَتَّى كَانَتْ هَذِهِ السَّاعَةُ ، وَقَالَ :
مَا كَانَتْ ^(٢) لَكَ مِنْ حَاجَةٍ فَأَنْدَبْنَا ، ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ فَلَمَقَى عُثْمَانَ بْنَ حُنَيْفٍ
فَقَالَ لَهُ : جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا ^(٣) ، مَا كَانَ يَنْظُرُ فِي حَاجَتِي ، وَلَا يَلْتَفِتُ إِلَيَّ حَتَّى كَلَّمْتُهُ فِي ،
فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ : وَاللَّهِ مَا كَلَّمْتُهُ ، وَلَكِنْ مَسَّيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،
وَأَنَاءُ رَجُلٍ ضَرِيرٍ فَشَكَكَ إِلَيْهِ ذَهَابَ بَصِيرِهِ ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :
أَوْ تَصْبِرُ ^(٤) ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ لَيْسَ لِي قَائِدٌ ، وَقَدْ شَقَّ ^(٥) عَلَيَّ ؟ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ الْمِبْصَاةُ فَتَوَصَّأْ ، ثُمَّ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ ادْعُ بِهَذِهِ الدَّعَوَاتِ ،
فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ : فَوَاللَّهِ مَا تَفَرَّقْنَا ، وَطَالَ بِنَا الْحَدِيثَ حَتَّى دَخَلَ عَلَيْنَا الرَّجُلُ
كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِهِ ضَرٌّ قَطُّ . قَالَ الطَّبْرَانِيُّ بَعْدَ ذِكْرِ طَرِيقِهِ : وَالْحَدِيثُ صَحِيحٌ .

مجمع الزوائد جلد ٢ ص ٢٤٩

ومن عثمان بن حنيف أن رجلاً كان يخالف إلى عثمان بن عفان في حاجة له فكان عثمان لا يلتفت إليه ولا ينظر في حاجته فلقى عثمان بن حنيف فشكا ذلك إليه فقال له عثمان بن حنيف أنت الميضاة فتوضأ ثم أتت المسجد فصل فيه ركعتين ثم قل اللهم إني أسألك وأتوجه إليك بنبينا محمد صلى الله عليه وسلم نبي الرحمة يا محمد إني أتوجه بك إلى ربّي فيقضى لي حاجتي وتذكر حاجتك وروح إلى حين أروح معك فانطلق الرجل فصنع ما قال له ثم أتى باب عثمان فجاء البواب حتى أخذ يده فأدخله على عثمان بن عفان فأجلسه معه على الطنفسة وقال حاجتك قد كر حاجته فقضاها له ثم قال له ما ذكرت حاجتك حتى كانت هذه الساعة وقال ما كانت لك من حاجة فأتينا ثم إن الرجل خرج من عنده فلقى عثمان بن حنيف فقال له جزاك الله خيراً ما كان ينظر في حاجتي ولا يلتفت إلى حتى كلمته في فقال عثمان بن حنيف والله ما كلمته ولكن شهدت رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا رجل ضريب فشكا إليه ذهب بصره فقال له النبي صلى الله عليه وسلم أو تصبر فقال بارسول الله إنه ليس لي قنء وقد شق علي فقال له النبي صلى الله عليه وسلم أنت الميضاة فتوضأ ثم صل ركعتين ثم ادع بهذه الكلمات فقال عثمان بن حنيف فوالله ما نفرقنا وطال بنا الحديث حتى دخل عليه الرجل كأنه لم يكن به ضرر قط - قلت روى الترمذي وابن ماجه طرقاً من آخره خالياً عن القصة وقد قال الطبراني عنه والحديث صحيح بعد ذكر طرقه التي روى بها .

الخصائص الكبرى جلد ٢ ص ٢٠١/٢٠٢

واخرج البيهقي و ابو نعيم في (المعرفة) عن ابي امامة بن سهل بن حنيفان رجلا كان يمتثل الى عثمان بن عفان في حاجة وكان عثمان لا يلتفت اليه ولا ينظر في حاجته فلقى عثمان بن حنيف فشكا اليه ذلك فقال له انت للبيضاء فتوضأ ثم أتيت المسجد فصل ركعتين ثم قل اللهم اني اسألك واتوجه اليك بنبك محمد صلى الله عليه وسلم في الرحمة يا محمد اني اتوجه بك الى ربي فيقضي حاجتي وادكر حاجتك ثم رح حتى اروح فانطلق الرجل ومسح ذلك ثم اتى باب عثمان بن عفان فجاء البواب فاخذ يده فادخله على عثمان فاجلسه معه على العنفة فقال انظر ما كانت لك من حاجة ثم ان الرجل خرج من عنده فلقى عثمان بن حنيف فقال له جزاك الله خيرا ما كان ينظر في حاجتي ولا يلتفت الي حتى كلمته قال ما كلمته ولكني رأيت النبي صلى الله عليه وسلم وجاءه ضرير فشكا اليه ذهاب بصره فقال له او تعبر قال يا رسول الله ليس لي قائد وقد شق علي فقال انت البيضاء فتوضأ وصل ركعتين ثم قل اللهم اني اسألك واتوجه اليك بنبك محمد صلى الله عليه وسلم في الرحمة يا محمد اني اتوجه بك الى ربي فيجلى لي عن بصرى اللهم شفني في شفني في قصى

حسن حسين ص ٩٤

وَمَنْ كَانَتْ لَهُ ضَرُورَةٌ فَلْيَتَوَضَّأْ فَيُحْزِرُ وُضُوئَهُ (بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ) وَيُصَلِّي رُكْعَتَيْنِ (سُ) ثُمَّ يَدْعُو اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَسْأَلَكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتَقْضِيَ لِيَ اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِي (بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ)

فتاوى ابن تيمية جلد ٢٦٨

ورواه البيهقي من هذا الطريق وفيه قصة قد يحتاج بها من توصل به بعد موته - إن كانت صحيحة - زواه من حديث اسماعيل بن شبيب بن سعيد الجبلي عن شبيب بن سعيد عن روح بن القاسم عن أبي جعفر المديني عن أبي أمامة سهل بن حنيف أن رجلا كان يختلف إلى عثمان بن عفان في حاجة له وكان عثمان لا يلتفت إليه ولا ينظر في حاجته ، فلقى الرجل عثمان بن حنيف فشكا إليه ذلك فقال له عثمان بن حنيف : انت الميضاة فتروضا ثم انت المسجد فصل ركعتين ثم قل : اللهم اني أسألك وأتوجه إليك بنينا محمد نبي الرحمة ، يا محمد اني أتوجه بك الى ربي فيقضى لي حاجتي ، ثم اذكر حاجتك ثم رح حتى أروح معدك . قال فانطلق الرجل فصنع ذلك ، ثم أتى بعد عثمان بن عفان فجاء البواب فأخذ يسهده فأدخله على عثمان فأجله معه على الطنفسة وقال : انظر ما كانت لك من حاجة . فذكر حاجته فقضاها له .

رسول کریم ﷺ کی ولادت باسعادت سے قبل آپ ﷺ کے مبارک ویسے سے دُعا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لما اقترف آدم الخطيئة قال يا رب أسألك بحق محمد لما غفرت لي
قال الله يا آدم وكيف عرفت محمداً قال لا نك لما خلقتني ببدك و
نفخت في من روحك رفعت راسي فرأيت على قوائم العرش مكتوباً
لا اله الا الله محمد رسول الله فعلمت انك لم تضاف الى اسمك الا
احب الخلق اليك قال صدقت يا آدم ولولا محمد ما خلقتك لـ

(ترجمہ) ”جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی تو انہوں نے التجا کی اے رب،
حضرت محمد ﷺ کے طفیل مجھے بخش دے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (اے آدم علیہ
السلام) تم نے حضرت محمد ﷺ کو کیسے جانا؟ عرض کیا جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے
تخلیق فرمایا اور میرے جسم میں روح پھونکی تو میں نے اپنے سر کو اٹھایا تو میں نے دیکھا کہ عرش کے
ستونوں پر لکھا ہوا ہے ”لا اله الا الله محمد رسول الله“ تو میں نے جان لیا کہ جس ذات اقدس کا نام
نامی تیرے اسم گرامی کے ساتھ لکھا ہوا ہے وہ تیری بارگاہ میں دیگر ساری مخلوق سے اعلیٰ اور محترم
ہے۔ رب عظیم جل و علیٰ نے فرمایا! اے آدم علیہ السلام تو نے ٹھیک سمجھا ہے اگر حضرت محمد ﷺ نہ
ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا“

نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے آپ ﷺ کے ویسے سے دُعا:-

جب کبھی یہودیوں اور عرب کے مشرکین کے درمیان لڑائی ہوتی تو یہودی کہا کرتے تھے کہ
عنقریب اللہ تبارک و تعالیٰ کی سچی کتاب لے کر اللہ تبارک و تعالیٰ کے ایک عظیم الشان رسول ﷺ
تشریف لانے والے ہیں ہم ان کے ساتھ ہو کر تمہیں ایسے قتل و غارت کریں گے کہ تمہارا نام و
نشان مٹا دیں گے۔ وہ لوگ اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعائیں کیا کرتے تھے کہ یا اللہ اس نبی
کریم ﷺ کو جلد بھیج جن کی صفات ہم تو رات میں پاتے ہیں تاکہ ہم ان پر ایمان لا کر، ان کے

۱۔ خصائص کبریٰ جلد ۱ ص ۶۔ مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۶۷۲، دلائل النبوة جلد ۵ ص ۳۸۹۔ البدیۃ والنہیۃ

جلد ۱ ص ۸۱، جلد ۲ ص ۳۲۲ کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۱۳۸

ساتھ ہو کر، اپنا بازو مضبوط کر کے دشمن سے انتقام لیں اور مشرکین سے کہا کرتے تھے اس نبی کریم ﷺ کا زمانہ قریب ہے۔

ولما جاءهم كتاب من عند الله مصدق لما معهم (اور جب ان کے پاس اللہ تبارک و تعالیٰ کے یہاں سے کتاب آئی جس کی صفت یہ ہے کہ جو کچھ ان کے پاس ہے اُس کی تصدیق کرنے والی ہے)۔ ۱۔

حضرت محمد ﷺ کی بعثت سے ان کو قرآن مجید حاصل ہوا جو بیان و بشارت سے صریح موافق و مصدق ہے تو کفر کرنے لگے۔ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا (البقرہ: ۸۹) حالانکہ پہلے ان کی یہ کیفیت تھی کہ کافروں پر فتح کی دعا مانگتے تھے (ف) کہ الہی ہم کو پیغمبر آخر الزماں ﷺ کے طفیل سے ان کافروں پر فتح عطا فرما۔ ۲۔

ای کانوا من قبل يطلبون من الله النصر على اعداءهم بالنبي المنعوت في آخر الزمان الذي يجحدون صفته عندهم في التوراة ۳۔ ”رسول کریم نبی آخر الزماں ﷺ جن کی نعت یہودی تورات شریف میں پاتے تھے، ان کے طفیل، دشمنوں پر فتح کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ سے مدد طلب کرتے تھے۔“

يستفتحون بمحمد صلى الله عليه وسلم ”یعنی حضرت محمد ﷺ کے وسیلہ سے فتح کی دعا کرتے تھے“ ۴۔

كانت اليهود تستفتح بمحمد صلى الله عليه وسلم على كفار العرب من قبل یعنی ”یہودی آپ ﷺ کے مبعوث ہونے سے قبل کفار عرب پر حضرت محمد ﷺ کے وسیلہ سے فتح کی دعا کرتے تھے۔“

وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا (ای بک یا محمد) ۵۔

۱۔ مواہب الرحمن جلد ۱ ص ۲۸۱

۲۔ تفسیر النبی جلد ۱ ص ۶۷، تفسیر البیضاوی جلد ۱ ص ۷۵، تفسیر ابوسعود جلد ۱ ص ۱۶۳

۳۔ فتح القدیر جلد ۱ ص ۱۳۵

۴۔ تفسیر ابن جریر جلد ۱ ص ۳۵۵، ۳۵۶۔

۵۔ قرطبی جلد ۱ ص ۲ جز ۲ ص ۲۰

یعنی "اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ﷺ کے وسیلے سے کفار پر فتح مانگا کرتے تھے۔"

"جب یہودی کافروں سے مغلوب ہوتے تو اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا مانگتے کہ ہمیں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم اور جو کتاب ان پر نازل ہوگی ان کے طفیل سے کافروں پر فتح عطا فرما۔"

بنی قریظہ والنضیر کانوا یستفتحون علی الاوس و الخزرج برسول اللہ قبل البعث ۱۔ "بنی قریظہ اور بنی نضیر قبیلہ کے لوگ رسول کریم ﷺ کے مبعوث ہونے سے قبل اوس اور خزرج قبیلے پر فتح کے لیے نبی کریم ﷺ کے وسیلے سے دعا کرتے تھے۔"

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے "یستفتحون" کے یہ معنی بھی نقل کئے گئے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری سے قبل جب یہودیوں کا عربوں سے مقابلہ ہوتا تو وہ نبی کریم ﷺ کے "وسیلہ" سے دعا کرتے اور کہتے:

اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَسْئِلُكَ بِحَقِّ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي وَعَدْتَنَا أَنْ تُخْرِجَهُ لَنَا فِي الزَّمَانِ إِلَّا تَصْرُنَا عَلَيْهِمْ "اے اللہ ہم بحق نبی امی ﷺ تجھ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں دشمنوں پر غلبہ عطا فرما جن کے بھیجنے کا تو نے وعدہ کیا اور اس کتاب کی برکت سے جو کہ تو ان پر اتارے گا (سب کتابوں کے بعد) تو ہمیں ہمارے دشمنوں پر فتح عطا فرما۔" ۲

رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے اہل کتاب کی یہ حالت تھی کہ مشرکین عرب کے مقابلے میں حضور ﷺ کے وسیلے اور برکت سے مدد طلب کرتے اور کہا کرتے تھے۔

اللهم انصرنا عليهم بالنبي المبعوث في آخر الزمان الذي نجد صفته في التوراة ۳

"اے اللہ (جل جلالک) اس نبی ﷺ کی برکت سے جو آخر زمانے میں مبعوث ہوں گے اور ان کی نعت مبارکہ ہم تو رات (شریف) میں دیکھتے ہیں ہماری مدد فرما" و کانوا ینصرون

۱۔ تفسیر عثمانی زیر آیت

۲۔ تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۱۹۵، درمنثور جلد ۱ ص ۲۱۷، مواہب الرحمن جلد ۱ ص ۲۸۴

۳۔ اشرف الحواشی غیر مقلد، تفسیر نعیمی جلد ۱ ص ۵۰۹۔

۴۔ تفسیر مظہری جلد ۱ ص ۹۴، تفسیر السلفی جلد ۱ ص ۹۷، البیضاوی جلد ۱ ص ۷۵، تفسیر ابو سعید جلد ۱ ص ۱۹۳

(اور حق تعالیٰ کی طرف سے ان کی مدد ہوتی تھی)

حضور ﷺ کی تشریف آوری اور قرآن مجید کے نازل ہونے سے پہلے یہودی اپنی حاجات کے لیے حضور ﷺ کی ذات پاک کے وسیلہ سے دعا کر کے کامیاب ہوتے تھے اور جنگ کے وقت بھی یہ الفاظ کہتے تھے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا وَاَنْصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْاَمِيِّ ۱۔ (یا رب ہمیں نبی ﷺ کے صدقے فتح و نصرت عطا فرما)

۴۵۔ رسول کریم ﷺ کے چہرہ انور کے وسیلہ سے دُعا:-

حضرت عبداللہ بن دینار نے کہا میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ حضرت ابوطالب کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

وَابْيَضُ يُسْتَقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ

ثَمَالُ الْيَتَامَى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ ۲

گورا ان کا رنگ وہ حامی یتیموں بیواؤں کے

لوگ پانی مانگتے ہیں ان کے منہ کے صدقے سے ۳

”وہ روشن سفید چہرے والے کہ جن کے چہرہ انور کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی ہے جو یتیموں کے فریاد رس اور بیواؤں کے غم خوار ہیں“۔ ۴

حضرت عمر بن حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم سے سالم نے اپنے باپ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا، وہ فرماتے تھے کبھی میں شاعر (ابوطالب) کا یہ شعر یاد کرتا تھا اور

أَنَا أَنْظُرُ إِلَى وَجْهِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْتَسْقِي فَمَا يَنْزِلُ حَتَّى يَجِيشَ كُلُّ مِيزَابٍ ۵

۱۔ تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۱۹۵ (مجمع جدید دار الفکر بیروت) تفسیر نعیمی جلد ۱ ص ۵۰۸

۲۔ بخاری جلد ۱ ص ۱۳

۳۔ تفسیر الباری جلد ۲ ص ۸۳

۴۔ تفسیر البخاری جلد ۲ ص ۱۳۹

۵۔ تفسیر البخاری جلد ۲ ص ۱۴۹

یعنی میں نبی کریم ﷺ کا (نورانی) چہرہ (مبارک) دیکھتا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر بارش کے لیے دعا فرماتے آپ ﷺ ابھی منبر شریف سے نہ اترتے حتیٰ کہ تمام پر نالے زور سے بہنے لگتے اور یہ کلام حضرت ابوطالب کا ہے ”(وہ شعر یہ ہے)

وَأَبْيَضُ يُسْتَقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ

ثَمَّالُ الْيَتَامَى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ

حضرت علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے :-

”حضرت ابوطالب کے اس کلام کا معنی دراصل نبی کریم ﷺ کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور توسل ہے کیونکہ جب حضرت عبدالمطلب نے بارش طلب کی تھی اور نبی کریم ﷺ ان کے ساتھ تھے اس وقت حضرت ابوطالب وہاں موجود تھے لہذا اس وقت بارش کا طلب کرنا سرور کائنات ﷺ کے چہرہ انور کی برکت سے تھا اور لوگ آپ ﷺ کی ذات کریم سے شفاعت کے طالب تھے۔ ۱۔ حضرت ابوطالب نے آنحضرت ﷺ کے صغریٰ میں آپ ﷺ کو کعبہ میں لے جا کر پانی کی دعا کی، حق تعالیٰ نے پانی برسایا۔ یہ قصہ ابن عساکر نے نقل کیا ہے۔ ۲۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو فرمایا ہے کہ آپ ﷺ امت کے

لیے دُعا فرمائیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے ”خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً“ (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم آپ ان کے مالوں میں سے زکوٰۃ تحصیل فرمائیں) اور اپنے دست مبارک سے فقراء کو عطا فرمائیں تاکہ آپ ﷺ کے نورانی ہاتھ مبارک کی برکت سے ان کے صدقات زیادہ قبول ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے صدقات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خیرات کرواتے تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تَطْهَرُوهُمْ وَتَزَكِّيهِمْ بِهَا (جس سے آپ ﷺ انہیں ستھرا اور پاکیزہ فرمادیں) اس سے معلوم ہوا رسول کریم ﷺ کی نگاہ کرم سے پاکیزگی اور ستھرائی حاصل ہوتی ہے۔ عبادات اس نگاہ کرم کو حاصل کرنے کا ذریعہ

۱۔ تیسیر الباری جلد ۲ ص ۸۳۔ تفسیر البخاری جلد ۲ ص ۱۳۹۔

۲۔ بخاری جلد ۱ ص ۱۳۷۔

ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:-

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ ۖ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ (التوبہ: ۱۰۳) اور (اے محبوب علیک الصلوٰۃ والسلام) ان کے حق میں دعائے خیر فرمائیں بیشک آپ (ﷺ) کی دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ (تبارک و تعالیٰ) سنتا جانتا ہے۔

معلوم ہوا رب کائنات خود پسند فرماتا ہے کہ اس کی بارگاہ میں محبوب کائنات ﷺ دعا کریں، جب اللہ تبارک و تعالیٰ رسول کریم ﷺ سے امت کے لیے دعا فرمانے کے لیے ارشاد فرما رہا ہے تو معلوم ہوا اللہ تبارک و تعالیٰ کے محبوبوں سے دعائیں کروانا، رب ذوالجلال کی منشاء و مشیت اور رضا کے عین مطابق ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہوئے تھکتے نہیں کہ انسان کو خود ہی دعا کرنی چاہیے اللہ تبارک و تعالیٰ سب کی سنتا ہے انہیں قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کا نور ایمان کی روشنی سے مطالعہ کرنا چاہیے۔

۴۶۔ اولیاء اور صلحاء کے وسیلہ سے دعا کرنا:-

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک سال جسے ”عام الرماد“ کہتے ہیں سخت قحط پڑا، چوپائے اور انسان بھوک کی شدت سے مرنے لگے، لوگوں نے تنگ آ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے استسقاء کے لیے درخواست کی تو آپ نے تمام اہل مدینہ کو شہر سے باہر نکلنے کی ہدایت کی جس میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جب سارا شہر اکٹھا ہو گیا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو جو بڑھاپے کی وجہ سے بہت ضعیف ہو چکے تھے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر کھڑا کیا اور نہایت عاجزی اور زاری اور الحاح سے دعا مانگنی شروع کی۔

اللَّهُمَّ إِنَّا نَتَقَرَّبُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّكَ وَبَقِيَّةِ آبَائِهِ وَكُبَرِ رِجَالِهِ فَإِنَّكَ تَقُولُ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزُ لَهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَحَفِظْتَهُمَا لِصَلَاحِ آبِيهِمَا فَاحْفَظْ اللَّهُمَّ بِنَبِيِّكَ فِي عَمِّهِ فَقَدْ دَنَوْنَا بِهِ إِلَيْكَ مُسْتَغْفِرِينَ وَ مُسْتَغْفَرِينَ

(ترجمہ) ”اے اللہ (جل جلالک) دعا کی قبولیت کے لیے آج ہم نے ایسے شخص کو وسیلہ

بنایا ہے جو تیرے سچے نبی (کریم ﷺ) کے چچا، اُن کے آباؤ اجداد کی یادگار، ان کے کنبہ کے تمام مردوں میں بڑا ہے۔ تو نے فرمایا ہے اور تیرا فرمانا سچ ہی ہوتا ہے اور وہ دیوار دو یتیم لڑکوں کی تھی جو شہر میں رہتے تھے اُس دیوار کے نیچے ان کا خزانہ (مدفون) تھا اور ان کا باپ ایک نیک بخت انسان تھا تو نے ان دونوں لڑکوں کی حفاظت اس لیے فرمائی کہ ان کا باپ نیک تھا تو اے خداوند عالم اپنے نبی کریم ﷺ کی لاج بھی ان کے چچا کے تقرب کی وجہ سے رکھ لے کیونکہ آج ہم ان کو لے کر تیرے دربار میں اپنے گناہوں سے تائب ہو کر اس غرض سے حاضر ہوئے ہیں کہ وہ ہماری شفاعت کریں۔ یہ عاجزانہ الفاظ رب کائنات کی بارگاہ میں عرض کرتے ہوئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عام حاضرین سے خطاب فرمایا۔

اِسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ عَفُوًّا يُرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَیْكُمْ مِدْرَارًا وَّيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالُوا مِنْهُ ذُرًّا وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهَارًا۔

”یعنی اپنے پروردگار سے معافی مانگو کہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے لگاتار مینہ برسائے گا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں باغ عطا کرے گا، ان میں تمہارے لیے نہریں بہا دے گا۔“

یہ وہ وقت تھا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی عمر بہت زیادہ ہو چکی تھی، زیادہ ضعیف تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اس دعا کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:-

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الرَّاعِي لَا تَهْمِلِ الضَّالَّةَ وَلَا تَدْعُ الْكَسِيْرَ بِدَارٍ مَّضِيْعَةٍ فَقَدْ ضَرَعَ الصَّغِيْرُ وَرَقَّ الْكَبِيْرُ وَارْتَفَعَتِ الشُّكُوٰى وَاَنْتَ تَعْلَمُ السِّرَّ وَاخْفَى اَللّٰهُمَّ فَاغْنِهِمْ بِغِيَاثِكَ فَقَدْ تَقَرَّبَ الْقَوْمُ لِمَكَانِي مِنْ نَبِيِّكَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

(ترجمہ) ”الہی تیری ذات ان سب کی نگہبان ہے، تو ہی گمشدہ کو راہ بتاتا ہے، خطرات کے مواقع میں تو ہی مجرموں کو محفوظ رکھتا ہے۔ اب تو بچے بوڑھے سب آفت زدہ ہو گئے ہیں، سب کی زبانوں پر آہ وزاری ہے اور مخفی سے مخفی حال سے صرف تو ہی واقف ہے۔ یا

اللہ ان کی فریادری کر چونکہ میرا تیرے نبی ﷺ سے ایک رشتہ ہے اس لیے لوگ مجھ کو وسیلہ بنا کر لاتے ہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے الفاظ نے تو حاضرین کے دل پر جو اثر کیا وہ تو کیا لیکن حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ان عاجزانہ الفاظ نے سب کو رولا دیا۔
(استیعاب)

قال ابن الاثير عليه الرحمة في اسد الغابه استسقى عمر بن خطاب
رضي الله عنه بالعباس (رضي الله عنه) عام الرمادة لما اشتد القحط
فاغاث الله به واخصب الارض فقال عمر رضي الله عنه هذا والله
الوسيلة الى الله وقال حسان بن ثابت رضي الله عنه
سئل الامام وقد تتابع جذبنا
فسقى الغمام بعزة العباس

”امام کے دعا کرنے پر بھی خشک سالی بڑھتی گئی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اقبال کے باعث ابر نے میراب کر دیا۔“

عَمَّ النَّبِيُّ وَصَنُوءَ الْإِلَهِ الَّذِي وَرِثَ النَّبِيُّ بِذَلِكَ دُونَ النَّاسِ
یعنی ”وہ نبی کریم ﷺ کے چچا اور آپ ﷺ کے والد کے بھائی ہیں انہوں نے تمام
لوگوں کے مقابلہ میں رسول اللہ ﷺ کی وراثت پائی۔“

أَحْيَا إِلَهِهُ بِهِ الْبَلَاءُ فَاصْبَحَتْ
مُخَضَّرَةٌ الْأَجْنَابِ بَعْدَ الْيَأْسِ

(استیعاب)

ان کے طفیل اللہ تبارک و تعالیٰ نے ملک کو زندہ فرمایا

اور ناامیدی کے بعد پھر تمام میدان سرسبز ہو گئے

چنانچہ صحیح بخاری کی کتاب الاستسقا میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے (دور خلافت) میں جب قحط پڑا کرتا تو۔

اِسْتَقَى بِالْعَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا
فَتَسْقِينَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ ۱۔

”تو ہم حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے دعا کرتے اور عرض کرتے یا اللہ ہم پہلے تیرے پاس اپنے پیارے نبی کریم ﷺ کا وسیلہ لاتے تھے تو تو پانی برساتا تھا اب اپنے پیغمبر ﷺ کے چچا کا وسیلہ لاتے ہیں ہم پر پانی برسا، راوی نے کہا پھر پانی برسا۔“

نوٹ: اس حدیث شریف سے نیک بندوں کا وسیلہ لینا ثابت ہوا۔ اس حدیث شریف کی شرح میں غیر مقلد عالم وحید الزماں نے جو تشریح کی ہے مقلدین اور غیر مقلدین آنکھیں کھول کر مطالعہ کریں، ملاحظہ ہو:-

”بنی اسرائیل بھی قحط میں اپنے پیغمبر کے اہل بیت کا توسل کیا کرتے، اللہ تبارک و تعالیٰ پانی برساتا۔ اس سے یہ نہیں نکلتا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک نبی کریم ﷺ کا توسل آپ ﷺ کی وفات کے بعد منع تھا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ اور رسول کریم ﷺ نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو دعا سکھائی اس میں یوں ہے یا محمد انی اتوسل بک الی دبی اور ان صحابی رضی اللہ عنہ نے سرکار مدینہ ﷺ کی وفات کے بعد یہ دعا دوسروں کو سکھائی۔ ۲۔ (من وعین)

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ”مَنْ يُسْتَعِذُ فِي حَيَاتِهِ يُسْتَعِذُ بَعْدَ مَمَاتِهِ“ یعنی ”جس بزرگ سے اس کی زندگی میں استمداد کر سکتے ہیں، اس کی وفات کے بعد بھی استمداد کر سکتے ہیں“ شیخ محقق عبدالحق دہلوی قدس سرہ العزیز نے لمعات شرح مشکوٰۃ کے باب زیارة القبور میں ذکر کیا کہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کی قبر دعا کی قبولیت کا مجرب تریاق ہے۔ نیز وہ اسی باب میں ذکر کرتے ہیں کہ جو لوگ صالحین کی زیارت کو جاتے ہیں وہ ان کے ادب و احترام اور رتبہ کے اعتبار سے ان کی ظاہری طور پر مدد کرتے ہیں۔ ردالمحتار کے زیارة القبور کے باب میں ہے کہ اولیاء کرام، اللہ تبارک و تعالیٰ کے قرب اور زائرین کو ان کے معارف و اسرار کے مطابق نفع دینے سے متفاوت ہیں۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے لوگوں نے قحوطہ مطر کی شکایت کی تو فرمایا نبی کریم ﷺ کی قبر شریف کو دیکھو اور اس سے آسمان کی طرف سوراخ کرو حتیٰ کہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان حجاب نہ رہے، لوگوں نے ایسا ہی کیا تو بہت بارش ہوئی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم۔ ۱۔

وسیلے سے دعا کرنے والے کے لیے ستر ہزار ملائکہ بخشش کی دعا کرتے ہیں:-

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنے گھر سے نکلے اور حسب ذیل دعائیہ کلمات پڑھے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی طرف نگاہ کرم فرمائے گا اور ستر ہزار فرشتے اس کے لیے بخشش کی دعا کریں گے دعائیہ کلمات یہ ہیں:-

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْكَ وَ اَسْأَلُكَ بِحَقِّ مَشَاۤیْ هٰذَا
فَاِیْسَی لَمْ اَخْرُجْ اَشْرَ وَلَا بَطَرَ وَلَا رِیَاءَ وَلَا سُبْعَةً وَ خَرَجْتُ اِتِّقَاءَ
سَخِطِكَ وَ اِبْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ فَاسْأَلُكَ اَنْ تُنْقِذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَ لِیْ
ذُنُوْبِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ۛ

(ترجمہ) ”اے میرے اللہ جل جلالک میں تجھ سے مانگنے والوں کے اس حق کے وسیلہ سے مانگتا ہوں جو تجھ پر ان کا حق ہے اور اس چلنے کے حق کی وجہ سے کیونکہ میں غرور، اترانے، دکھانے اور سنانے کے لیے نہیں نکلا بلکہ میں تیرے غصے سے بچنے کے لیے اور تیری رضا مندی حاصل کرنے کے لیے نکلا ہوں بس میں تجھ سے مانگتا ہوں کہ تو مجھے دوزخ سے بچالے اور میرے گناہوں کو بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخشتا“

مولوی وحید الزماں صاحب غیر مقلد نے لکھا ہے اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ کسی بزرگ کے حق کے وسیلہ سے دعا مانگنا درست ہے اور بہت حدیثوں میں حق کا لفظ وارد ہے پس جس فقہیہ نے اس لفظ کو مکروہ جانا اس کو ان حدیثوں کی خبر نہیں ہوئی۔ (ابن ماجہ زیر حاشیہ حدیث نمبر ۷۷۸)

۱۔ تفہیم البخاری جلد ۲ ص ۱۵۱۔

۲۔ ابن ماجہ حدیث نمبر ۷۷۸۔ مسند احمد جلد ۳ ص ۲۱۔ کنز العمال حدیث نمبر ۴۹۷۷، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۳۵۸۔ کتاب السنن ص ۳۴ (باختلاف الفاظ)

دُعا کی قبولیت
کے اوقات و مقامات

دُعا کی قبولیت کے اوقات و مقامات

۱۔ ہر رات میں ایک گھڑی میں قبولیت دعا:-

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:-

إِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُوَفِّقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللَّهَ خَيْرًا مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ ۚ

(ترجمہ) ”رات میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ جو مسلمان بندہ اس وقت اللہ تبارک و تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی مانگے اللہ تبارک و تعالیٰ اسے عطا فرمائے اور یہ (گھڑی) ہر رات میں ہوتی ہے۔“

۲۔ آدھی رات کے بعد کی دعا:-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ يَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ وَمَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ وَمَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ ۚ

(ترجمہ) ”ہمارا رب جو بڑی برکتوں اور بلند ذات والا ہے آخر تہائی رات، ہر رات، آسمان دنیا پر نزول اجال فرماتا ہے اور فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اس کو عطا کروں، کوئی ہے جو مجھ سے بخشش چاہے میں اسے بخشش دوں؟“

۱۔ مسلم جلد ۱ ص ۲۵۸۔ مستدرک جلد ۳ ص ۳۱۳، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۷۲، المعجم الصغیر للطبرانی جلد ۲ ص ۲۹۔ مشکوٰۃ ص ۱۰۹

۲۔ مسلم جلد ۱ ص ۲۵۸، بخاری جلد ۲ ص ۹۳۶، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۷۹

انہی سے دوسری روایت ہے کہ یہ سلسلہ صبح روشن ہونے تک ایسا ہی رہتا ہے یعنی صبح روشن ہونے تک اللہ تبارک و تعالیٰ ایسے ہی فرماتا رہتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور روایت میں ہے۔

يَمْضِي ثُلُثُ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ (یعنی جب تہائی رات اول گزر جاتی ہے) اور إِذَا

مَضَى شَطْرُ اللَّيْلِ أَوْ ثُلَاثُهُ (یعنی جب آدھی رات یا دو تہائی گزر جاتی ہے)

۳۔ مسجد کی طرف جاتے وقت کی جانے والی دعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، جب فجر طلوع ہو جاتی تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت سنت نماز فجر ادا فرماتے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز پڑھانے کے لیے آستانہ اقدس سے مسجد کی طرف روانہ ہوتے تو مسجد کی طرف تشریف لے جاتے وقت دعا فرماتے کیونکہ مسجد کی طرف جاتے وقت جو بھی دعا کی جائے وہ دعا قبول ہوتی ہے:- دعا اس طرح فرماتے ہیں:-

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِيْ لِسَانِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ خَلْفِيْ نُوْرًا وَّامَامِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ مِنْ فَوْقِيْ نُوْرًا وَّمِنْ تَحْتِيْ نُوْرًا ۝

(ترجمہ) ”اے میرے اللہ جل جلالک میرے دل کو منور فرما، میری زبان کو منور فرما، میری سماعت کو منور فرما، میری آنکھوں کو روشن فرما، میرے پیچھے اور میرے آگے ہمہ اطراف نورانیت فرما میرے اوپر نیچے نور و نور فرما۔“

۴۔ اذان اور تکبیر کے درمیان کی جانے والی دعا رد نہیں ہوتی:-

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ

۳۔ مسند احمد جلد ۲ ص ۴۳۳

۴۔ مسلم جلد ۱ ص ۲۵۸، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۵ ص ۵۰

۵۔ شرح السنۃ جلد ۲ ص ۴۴۷، مسند احمد جلد ۱ ص ۳۴۳، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱ ص ۳۳۲۔

وسلم نے فرمایا:

الدُّعَاءُ لَا يُرَدُّ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْأَقَامَةِ ۱

ترجمہ:- (یعنی اذان اور اقامت کے درمیان (کی گئی) دعا پھیری نہیں جاتی یعنی ضرور قبول ہوتی ہے) (فادعوا، پس دعا کرو)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

ارشاد ہے:-

إِذَا كَانَ عِنْدَ الْأَذَانِ فَتَحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَاسْتَجِيبَ الدُّعَاءُ
وَإِذَا كَانَ عِنْدَ الْأَقَامَةِ لَمْ تُرَدَّ دَعْوَةٌ ۲

(ترجمہ:-) "یعنی اذان کے وقت آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دعا

قبول ہوتی ہے اور اقامت کے موقع پر کی جانے والی دعا بھی رد نہیں ہوتی ہے۔"

۵۔ اذان، حالت جنگ اور بارش کے وقت کی جانے والی دعا:-

اذان کے وقت، حالت جنگ اور بارش کے وقت کی دعا کے بارے میں حضرت سہل بن

سعد رضی اللہ عنہ کی روایت:-

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا:

إِذَا كَانَ عِنْدَ الْأَذَانِ أَوْ قَلَّمَا تُرَدَّانِ، الدُّعَاءُ عِنْدَ النَّدَاءِ وَ عِنْدَ الْبَاسِ
حِينَ يَلْحَمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَفِي رِوَايَةٍ وَتَحْتَ الْمَطَرِ ۳

۱۔ مسند احمد جلد ۳ ص ۲۵۴-۱۵۵، مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۳۳۴، صحیح ابن خزيمة جلد ۱ ص ۲۲۲، الترغیب والترہیب

جلد ۱ ص ۱۹۰، ترمذی جلد ۱ ص ۵۱، کتاب السنن ص ۴۱، شرح السنن جلد ۳ ص ۱۳۶، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص

۳۷۲، جلد ۷ ص ۳۵

۲۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۷ ص ۳۵، مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۳۳۴

۳۔ ابوداؤد حدیث نمبر ۲۵۴۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۳۶۰، ۴۰۰، مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۱۲۳،

المجموع الکبیر للطبرانی جلد ۶ ص ۱۳۵، مشکوٰۃ ص ۶۶، درمنثور ص ۳ ص ۱۸۹، کتاب الاذکار ص ۳۲-صحیح ابن

خزيمة جلد ۱ ص ۲۱۹

(ترجمہ) ”دود مائیں کبھی رو نہیں ہوتیں یا یہ فرمایا (راوی کا شک) کم ہی رو ہوتی ہیں“

(۱) اذان کے وقت کی دعا

(۲) جنگ کی حالت کی دعا جب کہ بعض بعض کے ساتھ ملتے ہیں۔ اور ایک روایت

کے مطابق

(۳) بارش کے وقت کی دعا

ابوداؤد اور دارمی نے بارش کے وقت کا ذکر نہیں کیا۔

۶۔ صبح کی نماز کے بعد دعا:-

ام المؤمنین حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں،

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ إِذَا صَلَّى الصُّبْحَ حِينَ يُسَلِّمُ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ کر سلام پھیرتے) تو یہ دعا کرتے:-

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا طَيِّبًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا ۝

(ترجمہ) ”اے اللہ (جل جلالک) میں تجھ سے نفع دینے والا علم مانگتا ہوں اور پاک حلال روزی اور مقبول عمل“

۷۔ ظہر اور عصر کے درمیان دعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت امام قرطبی علیہ الرحمہ نے، تفسیر قرطبی میں لکھا ہے کہ دعا کی قبولیت کا ایک وقت نماز ظہر اور عصر کے درمیان ہے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں،

دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسْجِدِ الْفَتْحِ ثَلَاثًا يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الثَّلَاثَاءِ فَاسْتَحْبِبَ لَهُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ بَيْنَ الصَّلَوَتَيْنِ فَعَرَفْتُ الشَّرُودَ فِي وَجْهِهِ قَالَ جَابِرُ! مَا نَزَلَ بِي أَمْرٌ مِثْلُ غَلِيظٍ إِلَّا

تَوَخَّيْتُ تِلْكَ السَّاعَةَ فَلَدَعُوا فِيهَا فَأَعْرِفُ الْإِجَابَةَ ۝

(ترجمہ) ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد فتح میں تین مرتبہ دُعا فرمائی پیر، منگل اور بدھ اور بروز بدھ ظہر اور عصر کی نمازوں کے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا کی قبولیت کا مژدہ سنایا گیا اور خوشی کے آثار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر نظر آنے لگے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جب مجھ پر کوئی سخت سے سخت مصیبت نازل ہوتی تو میں اس ساعت (یعنی بدھ کے روز ظہر اور عصر کے درمیان) کا انتظار کرتا ہوں جب اس ساعت میں دعا کرتا ہوں تو وہ مقبول ہو جاتی ہے“

۸۔ سجدہ کی حالت میں قبولیت دُعا:-

اللہ تبارک و تعالیٰ سجدہ میں کی جانے والی دعا کو قبول فرماتا ہے۔ سجدے کی حالت میں انسان اللہ تبارک و تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے۔ سورۃ العلق کی آخری آیت میں ہے (ترجمہ) ”سجدہ کر اور قریب ہو جا“ اس سلسلہ میں حدیث شریف بھی ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ ۝

(ترجمہ) ”بندہ رب کریم سے سجدہ میں بہت زیادہ قریب ہوتا ہے لہذا اس حالت میں رب سے دعا کیا کرو“

۹۔ سجدے میں دُعا کرنے سے شیطان کو تکلیف:-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي يَقُولُ

۱۰۔ تفسیر قرطبی جلد ۱ ص ۲ جز ۲ ص ۲۰۹

۱۱۔ مشکوٰۃ ص ۸۳، مسلم جلد ۱ ص ۱۹۱، ابوداؤد حدیث نمبر ۸۷۵، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۳۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۱۱۰، الترغیب والترہیب جلد ۱۰ ص ۲۳۹، فتح الباری جلد ۲ ص ۳۰۰

يَا وَيْلَتَى أَمَرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَأَمَرْتُ بِالسُّجُودِ
فَأَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ ۝

(ترجمہ) ”جب ابن آدم سجدہ میں دعا کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا علیحدہ ہٹ جاتا ہے اور کہتا ہے ہائے افسوس ابن آدم کو سجدہ کا حکم کیا گیا اور وہ سجدہ کر کے مستحق جنت بنا اور مجھے جب سجدہ کا حکم ہوا تو میں نے انکار کر دیا اور مستحق دوزخ ہو گیا“

۱۰۔ سجدہ میں دُعا کا طریقہ:-

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو تعلیم دینے کے لیے مختلف انداز اور کلمات سے سجدہ میں دعا فرمائی تاکہ امتی دعا کر کے رب ذوالجلال کی بخشش اور رضا حاصل کر سکے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (امت کو جو دعائیہ کلمات عطا فرمائے) وہ اس طرح ہیں، ملاحظہ ہو:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهُ دِقَّةً وَجِلَّةً وَّ اَوَّلَهُ وَاٰخِرَةَ وَاَعْلَا نِيَّتَهُ
وَسِرَّةً ۝

(ترجمہ) ”اے میرے اللہ جل جلالک میرے سارے گناہ بڑے چھوٹے، اگلے پچھلے، علانیہ اور خفیہ معاف فرما اور میری بخشش فرما“

۱۱۔ ایک اور دُعاء قرب:-

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، ایک رات میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر انور پر نہ پایا تو ہاتھ سے ادھر ادھر تلاش کیا تو میرا ہاتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کو لگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سجدہ میں تھے اور نورانی قدم مبارک کھڑے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سر انور کو سجدہ میں رکھ کر بارگاہِ لم یزلی میں امت کی تعلیم کے لیے اس طرح دعا عرض کر رہے تھے:-

۱۲۔ مسلم جلد ۱ ص ۶۱، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۰۵۲، مسند احمد جلد ۲ ص ۴۴۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۵۴۹، صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۵۴۹، شرح السنہ جلد ۲ ص ۲۵۷، مشکوٰۃ ص ۸۳، نصب الرایۃ للزیلعی جلد ۲ ص ۱۷۸، حلیۃ الاولیاء، جلد ۵ ص ۶۰، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۳۵۶، درمنثور جلد ۳ ص ۱۵۸
۱۳۔ مشکوٰۃ ص ۸۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۱۱۰، صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۶۷۲، کتاب الاذکار ۱۵۲۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ بِعَافَاتِكَ مِنْ عَقُوبَتِكَ
أَتُتَبِّتُ وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَتَمَّتَ نَفْسِكَ ۱۴

(ترجمہ) ”اے میرے اللہ جل شانک میں تیرے غضب سے پناہ چاہتا ہوں اور تیری
رضا مندی طلب کرتا ہوں، تیرے عذاب کی بجائے عافیت کا طالب ہوں اور تیری پناہ چاہتا
ہوں، تیری معرفت و ثناء ناقابل شمار ہے تو ایسے ہی تعریفوں والا ہے جیسے تو نے خود اپنی تعریف
فرمائی ہے“

۱۲۔ نماز کے بعد دعا:-

امام بخاری علیہ الرحمہ نے ”کتاب الدعوات“ میں ایک باب باندھا ہے باب الدعاء
بعد الصلوٰۃ ”یعنی نماز کے بعد دعا کرنے کا باب“

وحید الزماں صاحب (غیر مقلد) نے لکھا ہے ”حافظ نے کہا کہ امام بخاری علیہ الرحمہ
نے یہ باب لا کر اس کا رد کیا ہے جو کہتا ہے کہ نماز کے بعد دعا مشروع نہیں۔“

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:-

يَا مَعَاذُ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَا حِجْبَ لَكَ فَقَالَ اَوْصِيْكَ يَا مَعَاذُ لَا تَدْعُنْ فِيْ دُبُرِ
كُلِّ صَلَوةٍ تَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ ۱۵

(ترجمہ) ”اے معاذ رضی اللہ عنہ، اللہ کی قسم میں تم سے محبت کرتا ہوں پھر فرمایا میں
تمہیں وصیت کرتا ہوں، اے معاذ تم ہر نماز کے بعد یہ دعا کیا کرو (ترجمہ) ”اے میرے اللہ،
میری مدد فرما، اپنے ذکر و شکر اور اچھی عبادت کرنے میں۔“

۱۳۔ ہر نماز کے بعد کی دعا:-

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں،

۱۴۔ مشکوٰۃ ص ۸۳، مسلم جلد ۱ ص ۱۹۲، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۱۷۹۔ مسند احمد جلد ۱ ص ۹۶، جلد ۶ ص ۲۰۱، کتاب

السنن ص ۵۰۹، ۱۲۳۔ کتاب الاذکار ص ۷۳، صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۶۵۵، ۶۷۱۔ ترمذی حدیث نمبر ۳۵۶۶

۱۵۔ بخاری جلد ۲ ص ۹۳، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۷۲، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۵۴، نصب الریۃ جلد ۲ ص

۲۳۵، فتح الباری جلد ۱۱ ص ۱۶۰، کتاب الاذکار ص ۶۰، کنز العمال جلد ۲ ص ۲۸، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۲۰، کتاب السنن ص ۳۶

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي دُبْرِ الصَّلَاةِ

یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ دعا فرماتے تھے:-

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ۝

(ترجمہ) ”اللہ میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں (یا چاہتی ہوں)، کفر، محتاجی اور عذاب قبر سے“

۱۲۔ نماز کا سلام پھیرنے کے بعد دعا:-

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، ”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے سلام پھیرتے تو حسب ذیل کلمات سے دعا کرتے اور اتنی دیر تک بیٹھے رہتے“

اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝

(ترجمہ) ”یا اللہ تو سب عیبوں سے سلامتی والا ہے اور تجھ ہی سے تمام عالم کی سلامتی ہے

اور اے بزرگی اور عزت والے تو بڑی برکت والا ہے۔“

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں،

إِذَا نَصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا وَقَالَ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ

وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝

(ترجمہ) ”جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے سلام پھیرتے تو تین مرتبہ استغفار

فرماتے (اور پھر مندرجہ بالا دعا کرتے جس کا ترجمہ آپ نے اوپر والی روایت میں ملاحظہ فرمایا

ہے) حضرت صلہ بن زخر سے روایت ہے، فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ

عنہما کو سنا وہ نماز کے بعد محولہ بالا دعا کرتے تھے“

۱۶ کتاب الاذکار ص ۶۰، مسند احمد جلد ۵ ص ۴۴، ۴۲، ۳۹، ۳۶، مستدرک حاکم جلد ۱ حدیث نمبر ۳۵، ۲۵۲،

کتاب السنن ص ۴۴، فتح الباری جلد ۱۱ ص ۱۳۳، صحیح ابن خزیمہ جلد ۱ ص ۳۶۷، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص

۲۵۱، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۲۲۳

۱۷ صحیح مسلم جلد ۱ ص ۲۱۸، مشکوٰۃ ص ۸۸، ترمذی جلد ۱ ص ۶۶، مسند احمد جلد ۵ ص ۲۷۵، ابن ماجہ ص ۶۶، السنن

الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۱۸۳، جلد ۵ ص ۸۳، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۰۲، مصنف عبدالرزاق جلد ۲ ص ۲۳۷، صحیح ابن

خزیمہ جلد ۱ ص ۳۶۳، کتاب السنن ص ۴۳، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ ص ۳۳۸، شرح السنہ جلد ۲ ص ۲۹۹

۱۸ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ ص ۳۸، کتاب الاذکار ص ۵۸، مشکوٰۃ ص ۸۸

حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ کی روایت :-

حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعۃ المبارک کا دن اللہ تبارک و تعالیٰ کے تمام دنوں کا سردار اور تمام دنوں سے بڑا دن ہے اس میں پانچ اوصاف ہیں :-

۱۔ اسی میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی۔

۲۔ اسی میں زمین پر اتارے گئے۔

۳۔ اسی میں حضرت آدم علیہ السلام کا وصال ہوا۔

۴۔ وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يَسْأَلُ الْعَبْدُ فِيهَا شَيْئًا إِلَّا أُعْطَاهُ مَا لَمْ يَسْأَلْ حَرَامًا (یعنی اس میں ایک ساعت ایسی ہے جس میں بندہ کوئی شے نہیں مانگتا مگر رب کائنات اسے عطا فرمادیتا ہے۔ مطلب یہ کہ جو کچھ مانگتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اسے عطا فرمادیتا ہے جب تک حرام چیز نہ مانگے) اور

۵۔ اسی میں قیامت قائم ہوگی۔ کوئی مقرب فرشتہ، آسمان، زمین، پہاڑ، ہوائیں اور دریا ایسے نہیں ہیں جو جمعۃ المبارک کے دن خوف نہ کرتے ہوں ۱۹ (قیامت کے برپا ہونے کی وجہ سے) اسی طرح حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث شریف مروی ہے۔

۱۵۔ ساعت جمعۃ المبارک اور قبولیت دعا :-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللَّهَ فِيهَا خَيْرًا إِلَّا أُعْطَاهُ إِيَّاهُ ۚ

۱۹۔ مشکوٰۃ ص ۱۲۰، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۴۹۰، المعجم الکبیر الطبرانی جلد ۵ ص ۳۳، ابن ماجہ ص ۷۷، حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۳۶۶، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص ۵۸۔ ۲۰۔ مسلم جلد ۱ ص ۲۸۱، نسائی جلد ۱ ص ۲۰۶، ابن ماجہ ص ۸۰، مسند احمد جلد ۲ ص ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲

(ترجمہ) ”بے شک جمعۃ المبارک کے دن ایک ساعت (گھڑی) ایسی ہے جب کوئی مسلمان بندہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے خیر مانگتا ہے اور خیر کی گھڑی اور بندہ مسلم کی دعا، جب دونوں کا وقت اکٹھا ہو جاتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اُسے عطا فرماتا ہے جو وہ مانگتا ہے۔“

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ کی روایت :-

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے :-

فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ مِنَ النَّهَارِ لَا يَسْئَلُ اللَّهُ فِيهَا الْعَبْدُ شَيْئًا إِلَّا أُعْطِيَ سُوْلَهُ قِيلَ أَيُّ سَاعَةٍ قَالَ حِينَ تَقَامُ الصَّلَاةُ إِلَى الْإِنْصِرَافِ مِنْهَا ۲۱

(ترجمہ) ”جمعۃ المبارک کے دن ایک ساعت ایسی ہے اس میں بندہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے جو کچھ مانگے اس کی دعا قبول ہوگی۔ لوگوں نے عرض کیا وہ کون سی ساعت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب نماز کی تکبیر ہوتی ہے نماز سے فراغت تک“ ۲۱

”تو نماز ہی میں جو کچھ مطلوب ہو اس کی دعا کرے اس حدیث شریف سے یہ بھی نکلتا ہے کہ نماز میں ہر قسم دعائے ماثورہ کرنی درست ہے۔“

۱۶۔ مقبولیت کی ساعت :-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”یوم موعود یوم القیامہ ہے اور یوم مشہود یوم عرفہ اور شاہد یوم جمعۃ المبارک ہے کسی دن پر جو جمعۃ المبارک سے افضل ہو، سورج طلوع و غروب نہیں ہوا:-

فِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُّوْمِنٌ يَدْعُو اللَّهَ بِخَيْرٍ إِلَّا اسْتَجَابَ اللَّهُ لَهُ وَلَا يَسْتَعِيدُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا أَعَادَهُ مِنْهُ ۲۲

۲۱ ابن ماجہ ص ۸۱، المعجم الکبیر للطبرانی باختلاف الفاظ جلد ۱ ص ۱۳

۲۲ مشکوٰۃ ص ۱۲۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۱۷۰، قرطبی جلد ۱۰ جز ۱۹ ص ۲۸۳، طبری جز ۳۰ ص ۸۲

شرح السنۃ جلد ۲ ص ۵۵۲، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۹۹، ۲۹۸، ترمذی حدیث نمبر ۳۳۳۹

(ترجمہ) ”اس میں ایک گھڑی ہے، بندہ مومن اسے نہیں پاتا اس حال میں کہ اس کے اندر خیر و بھلائی کی دعا کرتا ہے مگر اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی دعا قبول فرما لیتا ہے اور کسی چیز سے پناہ نہیں لیتا مگر اس سے اللہ تبارک و تعالیٰ اُسے پناہ دے دیتا ہے“

۱۔ مقبولیت دعا کی گھڑی:-

حضرت ابو بردہ بن ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے اپنے باپ سے سنا، وہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:-

يَقُولُ فِي شَأْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَجْلِسَ الْإِمَامُ إِلَى أَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ ۲۳

(ترجمہ) ”وہ جمعۃ المبارک کی اس گھڑی کی شان بیان فرماتے تھے کہ وہ گھڑی امام کے (منبر پر) بیٹھنے سے اس کے نماز پوری کرنے تک کے وقت میں ہے“

ف:- طبی نے بیٹھنے سے دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا مراد لیا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اپنے حجرہ سے باہر نکل کر منبر پر بیٹھنا مراد ہو۔

”شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ“ اشعۃ اللمعات میں لکھتے ہیں۔ ”اس گھڑی کے تعین میں بہت اقوال ہیں جو تقریباً ۴۰ تک پہنچتے ہیں، ہم نے انہیں شرح سفر السعاده میں نقل کیا ہے۔ زیادہ رائج اور قوی تر دو اقوال ہیں۔ ایک خطیب کے منبر پر بیٹھنے سے نماز ادا کرنے تک، دوسرا جمعۃ المبارک کے دن کی آخری گھڑی۔ اکثر علماء ان دو میں سے آخری قول کو ترجیح دیتے ہیں۔ امام احمد علیہ الرحمہ نے فرمایا اکثر احادیث اسی جانب ہیں“

بندہ ضعیف (شیخ عبدالحق عفا اللہ عنہ) کہتا ہے کہ یہ بات تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا و علیٰ سائر اہل بیت النبوۃ اپنی خادمہ کو مقرر کرتی تھیں کہ وہ روز جمعۃ المبارک کی آخری ساعت کا انتظار کرے اور اس کی نگہداشت کرے تاکہ آپ اس میں ذکر الہی اور دعا کیا کریں۔ واللہ اعلم (اشعۃ اللمعات مترجم جلد ۲ ص ۶۵۵)

۲۳ مسلم جلد ۱ ص ۲۸۱، ابوداؤد حدیث نمبر ۱۰۴۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۲۵۰، صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۱۷۳۹۔ الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۴۹۳، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۳۵۸ اشعۃ اللمعات جلد ۲ ص ۶۰۵ (مترجم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں طور کی طرف گیا۔ تو حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان کے پاس بیٹھ گیا، انہوں نے مجھے تورات کی باتیں سنائیں۔ میں نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ سنائیں۔ میں نے ان کو جو احادیث مبارکہ سنائیں ان میں یہ حدیث مبارکہ بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بہتر دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعۃ المبارک کا دن ہے، اسی میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اس میں زمین پر اتارے گئے۔ اسی میں ان کی توبہ قبول ہوئی، اسی میں انہوں نے وفات پائی، اسی میں قیامت قائم ہوگی۔ ایسا کوئی جانور نہیں جو جمعۃ المبارک کے دن آفتاب نکلنے تک ڈرتے ہوئے قیامت کا منتظر نہ ہو، سوائے جن وانس کے اور فرمایا:

فِيهِ سَاعَةٌ لَا يَصُادُ فِيهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّي يَسْنَلُ اللَّهُ شَيْئًا إِلَّا
أَعْطَاهُ إِيَّاهُ قَالَ كَعْبٌ ذَلِكَ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَوْمَ فَقُلْتُ بَلْ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ فَقَرَأَ
كَعْبُ التَّوْرَةَ فَقَالَ صَدَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۲۴

(ترجمہ) ”اس میں ایک ساعت ہے کہ جسے کوئی مسلمان نماز پڑھتے ہوئے نہیں پاتا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے کچھ مانگے مگر اللہ تبارک و تعالیٰ اسے عطا فرما دیتا ہے۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ بولے یہ ہر سال میں ایک بار ہے (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) تو میں نے کہا بلکہ ہر جمعۃ المبارک میں تو حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے تورات پڑھی تو عرض کرنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملا اور انہیں حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھنے اور جو کچھ میں نے ان سے جمعۃ المبارک کے بارے میں گفتگو کی، سنائی، میں نے کہا کہ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ہر سال میں ایک دن ہے۔ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے غلط کہا۔ تب میں نے ان سے کہا پھر حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے تورات پڑھی تو فرمایا بلکہ وہ ہر جمعۃ المبارک میں ہے۔ اس پر حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ وہ کون سی ساعت ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

۲۴ مشکوٰۃ حدیث ۱۳۵۶، نسائی جلد ۱ ص ۲۱۰، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۱۸، ۳۰۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳

ص ۲۵۰، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۲۷۸، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۵۹۰، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۵۵۱، ۵۵۳،

موطا امام مالک ص ۹۱ وغیرہم

فرماتے ہیں میں نے کہا وہ بتا دیجئے، بکل نہ کیجئے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ جمعۃ المبارک کے دن کی آخری گھڑی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا کہ وہ جمعۃ المبارک کی آخری ساعت کیسے ہو سکتی ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-
 لَا يُصَلُّ فِيهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّي فِيهَا مُسْلِمٌ بِنْدِهِ أَسْ نَمَاز پڑھتے ہوئے پائے، حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بولے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ جو کسی جگہ نماز کے انتظار میں بیٹھے وہ نماز پڑھنے تک نماز ہی میں ہے۔ (مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ فَهُوَ فِي صَلَاةٍ حَتَّى يُصَلِّيَ) ۲۵ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا ہاں وہ یہی ہے۔

۱۸۔ آخری تین گھڑیاں، مقبولیت دعا کی گھڑیاں:-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کس وجہ سے اس دن کا نام جمعۃ المبارک رکھا گیا۔ فرمایا اس لیے کہ:-
 لِأَنَّ فِيهَا طُبِعَتْ طِينَةُ آدَمَ وَفِيهَا الصَّعْقَةُ وَفِيهَا الْبَعْثُ وَفِيهَا الْبَطْشَةُ وَفِي آخِرِ ثَلَاثِ سَاعَاتٍ مِنْهَا سَاعَةٌ مَنْ دَعَا اللَّهَ فِيهَا اسْتَجِيبَ لَهُ ۲۶
 ”اس میں تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی جمع کی گئی، اسی میں بے ہوشی اور اٹھنا ہے، اسی میں پکڑ ہے اور اسی کی آخری تین گھڑیوں میں ایسی گھڑی ہے جو اس میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا کرے گا اس کی دعا قبول ہوگی۔“

۱۹۔ دعا کی قبولیت کی گھڑی عصر اور مغرب کے درمیان:-

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 اَلْتَمِسُوا السَّاعَةَ الَّتِي تُرْجَى فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَى غَيْبِ الشَّمْسِ ۲۷

۲۵ مسند احمد جلد ۵ ص ۳۳۱، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۶ ص ۲۵۰، کنز العمال جدید نمبر ۹۷۹ ص ۱۹۰
 ۲۶ مسند احمد جلد ۲ ص ۳۱۱، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۱۶۳، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۳۹۵، مشکوٰۃ ص ۱۲۱۔
 ۲۷ ترمذی جلد ۱ ص ۱۱۱، مشکوٰۃ ص ۱۲۰، نسائی جلد ۱ ص ۲۰۶، باختلاف الفاظ

(ترجمہ) ”اُس گھڑی کی تلاش کرو جس کی جمعۃ المبارک میں امید ہوتی ہے (وقت عصر) کی نماز کے بعد سورج کے غروب ہونے تک۔“

۲۰۔ اذانِ مغرب کے وقت دعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں،
كَانَ يَسْتَحِبُّ الدُّعَا عِنْدَ اَذَانِ الْمَغْرِبِ وَقَالَ إِنَّهَا سَاعَةٌ يُسْتَجَابُ
فِيهَا الدُّعَا ۲۸

(ترجمہ) ”وہ اذانِ مغرب کے موقع پر دعا کرنا پسند کرتے تھے، فرماتے ہیں کہ مغرب کے وقت ایک ایسی ساعت ہوتی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے“

۲۱۔ دو موقعوں پر دعا بہت کم رد ہوتی ہے:-

حضرت سہل بن سعد الساعدي رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں۔
”دو گھڑیاں ایسی ہیں جن میں آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اُن میں دعا بہت کم رد ہوتی ہے“

۱۔ جب نماز کے لیے پکارا جاتا ہے یعنی جب اذان دی جاتی ہے

۲۔ جب جہاد فی سبیل اللہ کے لیے صف ترتیب دی جاتی ہے ۲۹

۲۲۔ فرض نماز کے بعد دعا:-

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں۔
قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ قَالَ جَوْفُ اللَّيْلِ لِأَخِرٍ وَدُبُرِ
الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ ۳۰

(ترجمہ) ”عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کون سی دعا زیادہ مقبول ہوتی ہے

۲۸ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص ۳۷۲۔

۲۹ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۷ ص ۳۵۔

۳۰ ترمذی جلد ۲ ص ۱۸۶، کتاب الاذکار ص ۵۷، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۳۸۹

(تو حضور ﷺ نے) فرمایا رات کے آخری وقت کی دعا اور فرض نمازوں کے بعد کی دعا“

۲۳۔ حج و عمرہ کرنے والے کی دعا:-

مسلمانوں کا طریقہ ہے کہ حجاج کرام کو الوداع کہنے کے لیے یاد دہانی میں ان کا استقبال کرنے کے لیے حاجی کیمپ، ایئرپورٹ اور ریلوے اسٹیشن پر جاتے ہیں اور ان سے دعائیں کرواتے ہیں کیونکہ حاجی گھر سے نکلتے ہی ”مقبول الدعاء“ ہو جاتا ہے اور واپس گھر میں داخل ہونے کے وقت تک ”مستجاب الدعوات“ رہتا ہے

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْحُجَّاجُ وَالْعُمَارُ وَقَدْ لَهِ الْوَدَاعُ اِنْ دَعَا اَجَابَهُمْ وَاِنْ اِسْتَغْفَرُوْهُ عَفَرَهُ

لَهُمْ ۱۳

(ترجمہ) ”حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تبارک و تعالیٰ کی جماعت ہیں اگر یہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا کریں تو اللہ تبارک و تعالیٰ اُن کی دعا کو قبول کرے گا اور اگر اللہ تبارک و تعالیٰ سے بخشش طلب کریں تو انہیں بخشش عطا فرمائے۔“

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْغَازِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتِمِرُ وَقَدْ لَهِ دَعَاهُمْ فَاجَابُوْهُ

وَسَالُوْهُ وَاَعْطَاهُمْ ۱۴

(ترجمہ) ”اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا اور حج و عمرہ کرنے والا، سب اللہ تبارک و تعالیٰ کے مہمان ہیں اگر اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا کریں تو ان کی دعا قبول ہوگی اور جو اللہ تبارک و تعالیٰ سے جو کچھ مانگیں، وہ ان کو دے گا۔“

۱۳ مشکوٰۃ ص ۲۲۳، ابن ماجہ ص ۲۱۳، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۱۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۵ ص ۲۶۲، درمنثور

جلد ۱ ص ۲۱۱، ۲۱۰، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۸۰، ۱۶۷

۱۴ ابن ماجہ ص ۲۱۳، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۲ ص ۴۲۲، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۶۷، ۲۶۹۔

۲۴۔ حاجی کی دعا گھر میں داخل ہونے سے پہلے :-

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

إِذَا لَقِيتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَصَافِحْهُ وَمُهْرَةً أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ
قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتَهُ فَإِنَّهُ مَغْفُورٌ ۳۳

(ترجمہ) ”جب تم حاجی سے ملو اسے سلام کرو اور اس سے مصافحہ کرو اور اس کے گھر داخل ہونے سے پہلے اپنی مغفرت کے لیے دعا کرو اور کیونکہ وہ بخشا ہوا ہے“

اس سے معلوم ہوا بخشے ہوئے لوگوں سے دعا کروانی چاہیے۔ لہذا اولیاء اللہ اور چھوٹے بچوں سے بھی دعا کروانی چاہیے۔

۲۵۔ لیلۃ القدر، قبولیت دعا کا وقت :-

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :-

أَدَّيْتُ إِنْ عَلِمْتُ أَيَّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا أَقُولُ فِيهَا قَالَ قَوْلِي
”اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوفٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي“ ۳۴

(ترجمہ) ”اگر میں جان لوں کہ شب قدر کون سی رات ہے تو اس میں کیا پڑھوں؟ فرمایا یہ عرض کرو الہی تو معاف فرمانے والا ہے معافی پسند ہے مجھے معافی عطا فرما“

۲۶۔ فرض نماز اور ختم قرآن مجید کے وقت دعا :-

حضرت امام نور الدین علی ابن اکبر بیٹھی علیہ الرحمہ نے مجمع الزوائد میں ایک باب باندھا

۳۳ مسند احمد جلد ۲ ص ۶۹، مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۱۶، مشکوٰۃ ص ۲۲۳

۳۴ تفسیر مظہری جلد ۱۰ ص ۳۱۶، روح البیان جلد ۱۰ ص ۳۸۱، ابن کثیر جلد ۴ ص ۵۳۵، ۵۳۴ تفسیر محمدی منزل

۷ ص ۳۱۶، تفسیر یعقوب چرخ ص ۱۶۲، مدارک جلد ۴ ص ۳۲، قرطبی جلد ۱۰ جز ۲۰ ص ۱۳۸، کتاب الاذکار ص

۱۷۳، نیل الاوطار جلد ۳ ص ۳۶۲، مسند احمد جلد ۶ ص ۲۰۸، ۱۸۳، ۱۸۲، ۱۷۱، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص

۲۷۳، درمنثور جلد ۶ ص ۷۷، الاسماء والصفات للبیہقی ص ۵۵، تاریخ بغداد للخطیب البغدادی جلد ۱۲ ص ۱۸

ہے ”باب الدعاء عند ختم القرآن“ یعنی ”قرآن مجید کے ختم کے وقت دعا کا باب“ اس باب میں موصوف نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے حدیث شریف نقل فرمائی ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلَّى صَلَاةً فَرِيضَةً فَلَهُ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ وَمَنْ خَتَمَ الْقُرْآنَ فَلَهُ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ ۚ

(جو فرض نماز پڑھے گا اس کی دعا بھی قبول ہوتی ہے اور جو شخص قرآن مجید ختم کرے گا اس کی دعا بھی قبول ہوتی ہے) یعنی فرض نماز کے بعد اور ختم قرآن مجید کے بعد جو دعا کی جاتی ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اسے قبول فرماتا ہے۔

ابن قیم الجوزی نے جلاء الافہام میں لکھا ہے کہ درود خوانی کے مقامات میں سے ایک مقام، ختم قرآن مجید کے بعد ہے کیونکہ یہ محل دعا کا محل ہے۔

وقد نص الامام احمد عليه الرحمة على الدعاء عقب الختمة فقال في رواية ابي الحارث ”كان انس اذا ختم القرآن جمع اهله وولده“ (اور امام احمد علیہ الرحمہ نے نص سے ثابت کیا ہے ابو الحارث کی روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب قرآن مجید ختم کر لیتے تو اپنے اہل و عیال کو جمع کر لیتے۔)

”وقال في رواية يوسف بن موسى، وقد سئل عن الرجل يختم القرآن فيجتمع اليه قوم فيدعون قال: نعم رايته معبراً يفعلها اذا ختم وقال في رواية حرب استحباب اذا ختم الرجل القرآن ان يجمع اهله ويدعو“ (اور یوسف بن موسیٰ کی روایت میں ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی قرآن مجید ختم کرتا ہے اور لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو کر دعا مانگتے ہیں، کہا ہاں! میں نے حضرت معمر علیہ الرحمہ کو دیکھا ہے کہ جب قرآن مجید ختم ہوتا تو ایسے ہی کرتے اور حضرت حرب علیہ الرحمہ کی روایت میں ہے کہ ختم قرآن مجید کے وقت اہل و اولاد کو جمع کر کے دعا کرنا مستحب ہے)

حضرت مجاہد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”تنزل الرحمة عند ختم القرآن“ (ختم قرآن مجید کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

فرماتے ہیں، من ختم القرآن فله دعوة مستجابة ۳۶
(جو ختم قرآن مجید کرتا ہے اس کی دعا مقبول ہوتی ہے)

۲۷۔ بیمار کی دعا قبول ہوتی ہے:-

بیمار کے پاس جا کر اس سے دعا کروانا کہ بیمار مستجاب الدعوات کے درجہ پر ہوتا ہے۔
اس کی دعاء، دعاء ملائکہ کی طرح ہوتی ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،
فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا:

اِذَا دَخَلْتَ عَلَى مَرِيضٍ فَمَرَّةً اَنْ يَدَّ عَوَّلَكَ فَاِنْ دُعَاةُ كَذُعَاةِ
الْمَلَائِكَةِ ۳۷

ترجمہ: (جب تو کسی مریض کے پاس جائے تو اس سے کہہ کہ وہ تیرے لیے دعا کرے
کیونکہ بیمار کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح ہے) جلد قبول ہوتی ہے کیونکہ بیماری کی وجہ سے اللہ
تبارک و تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے تو وہ گناہوں سے پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔

اسی ضمن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، بیمار آدمی گناہوں
سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے ابھی اس کی ماں نے اسے جنم دیا ہے اور جنم پانے والا بچہ گناہوں
سے پاک صاف ہوتا ہے اس لیے اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں، رسول کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِذَا مَرَضَ الْعَبْدُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ ۳۸

ترجمہ: (جب بندہ تین دن بیمار ہوتا) یعنی بیمار رہتا ہے تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے
گویا اس کی ماں نے آج ہی اسے جنم دیا ہے)

۲۸۔ آنکھوں میں آنسو آنا قبولیت دعا کا لمحہ:-

جب انسان اللہ تبارک و تعالیٰ کے خوف سے اور اپنے گناہوں کی ندامت کی وجہ سے

۳۶ جلدء الافہام ص ۲۲۶، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۸ ص ۲۵۹، مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۱۷۲

۳۷ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۴۴۱، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۵۸۸، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۲۲، کتاب السنن

۵۱ کنز العمال حدیث نمبر ۲۵۱۳۶

۳۸ المعجم الصغیر للطبرانی جلد ۱ ص ۱۸۸، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۲۹۷، کنز العمال حدیث نمبر ۶۶۸۳

روتا ہے، اس کی آنکھیں اشک بار ہوتی ہیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ ایسے موقع پر کی جانے والی دعا قبول ہوتی ہے۔

حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، حضرت اُم درداء رضی اللہ عنہا نے مجھے فرمایا۔

أَلَا تَجِدُ الْقَشْعِرِيرَةَ؟ قُلْتُ نَعَمْ قَالَتْ فَادْعُ اللَّهَ فَإِنَّ الدُّعَاءَ مُسْتَجَابٌ عِنْدَ ذَلِكَ ۳۹

ترجمہ:- (کیا تم اپنے جسم میں کچکی محسوس نہیں کرتے ہو؟) آنکھوں میں آنسو نہیں پاتے ہو؟ میں نے عرض کیا ہاں تو ام درداء رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس وقت دعا کیا کرو، ایسے وقت کی دعا قبول ہوتی ہے۔)

۲۹۔ مرغ کی اذان کے وقت خصوصی قبولیت:-

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:)

إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَسَلُّوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا ۴۰
ترجمہ:- (جب تم مرغ کی اذان سنو تو اللہ تبارک و تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو کیونکہ مرغ فرشتے کو دیکھتا ہے۔)

حدیث شریف میں اگرچہ کسی خاص وقت کی قید نہیں لگائی گئی تہجد کے وقت یا فجر کے وقت یا کون سے وقت، اس لیے جب بھی مرغ کی آواز سنائی دے اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم اور بھلائی و خیر دین و دنیا کی ترقی کے لیے دعا کرنی چاہیے اس لیے کہ مرغ فرشتے کو دیکھ کر بولتا ہے۔ اس وقت کی دعا پر فرشتے کے آمین کہنے کی امید ہے۔

۳۰۔ متبرک مقامات پر قبولیت دعا:-

علامہ شمس الدین محمد بن محمد بن محمد یوسف الجزری الشافعی علیہ الرحمہ نے حصن حصین میں

۳۹ تفسیر قرطبی جلد ۱ ص ۲۰۹ حدیث نمبر ۳۱۳

۴۰ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۴۱۹ جلد ۱ ص ۴۶۶، مسلم جلد ۲ ص ۳۵۱، ترمذی حدیث نمبر ۳۴۵۹، مسند احمد جلد ۲ ص

۳۰۶، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۱۲۶، ابوداؤد حدیث نمبر ۵۱۰۲، الادب المفرد حدیث نمبر ۱۲۳۶

”أَمَا كُنْ إِلَّا جَابِيَةً“ عنوان کے تحت لکھا ہے:-

(یعنی ان مقامات کا بیان جن میں دعا قبول ہوتی ہے)

۳۱۔ تمام مقدس مقامات:-

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کو ایک رسالہ یا خط لکھا جس میں انہوں نے فرمایا کہ إِنَّ الدُّعَاءَ يُسْتَجَابُ هُنَاكَ فِي خَمْسَةِ عَشَرَ مَوْضِعًا اے اہل مکہ تمہارے یہاں پندرہ مقامات ہیں جہاں دعا قبول ہوتی ہے:-

فِي الطَّوَافِ وَعِنْدَ الْمَلْتَزِمِ وَتَحْتَ الْمِيزَابِ وَفِي الْبَيْتِ وَعِنْدَ زَمْ
زَمٍ وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فِي الْمَسْعَى وَخَلْفَ الْمَقَامِ وَفِي عَرَفَاتٍ وَفِي
الْمُزْدَلِفَةِ وَفِي مَنَى وَعِنْدَ الْجَحْرَاتِ الثَّلَاثِ ۳۱

۱۔ مطاف میں

۲۔ ملتزم کے پاس (خانہ کعبہ کا وہ حصہ جس سے طواف کرنے والے لپٹے چپٹے ہیں یہ جگہ حجر اسود اور بیت اللہ شریف کے دروازہ کے درمیان ہے۔)

۳۔ میزاب یعنی خانہ کعبہ شریف کی چھت مبارک کے مقدس پر نالہ کے نیچے

۴۔ بیت اللہ شریف کے اندر

۵۔ چاہ زمزم کے پاس

۶۔ صفا اور

۷۔ مروہ پہاڑیوں پر

۸۔ مسعی (صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کی جگہ میں)

۹۔ مقام ابراہیم کے پیچھے

۱۰۔ میدان عرفات میں (جہاں ۹ ذی الحجہ کو زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک حج کے فرض عظیم کو ادا کرنے کے لیے ٹھہرتے ہیں اور یہی حج کا اصل رکن ہے)

۱۱۔ مزدلفہ میں (جہاں حجاج کرام میدان عرفات سے واپس آ کر مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور ایک رات یہاں گزارتے ہیں)
۱۲۔ منیٰ میں (جہاں ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو حجاج کرام جمروں پر کنکریاں مارتے، قربانی کرتے ہیں اور حجامت ہواتے ہیں)

۱۳، ۱۴، ۱۵۔ تینوں جمروں کے پاس (یہ تین شیطان) بڑا درمیانہ اور چھوٹا، جہاں حجاج کرام تین دن کنکریاں مارتے ہیں۔

۳۲۔ دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم:-

حضرت امام جزری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں سب سے زیادہ دعا کی مقبولیت کا مقام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اقدس ہے، فرماتے ہیں۔

وَأَنَّ لَمْ يُجَبِّ الدُّعَاءُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفِي آتِي مَوْضِعٍ يُسْتَجَابُ ۲۲ ترجمہ: (اور اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے پاس دعا قبول نہیں ہوگی تو پھر کس جگہ قبول ہوگی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اقدس دعاؤں کی قبولیت کا وہ مقام ہے جو مقامات قبولیت دعا میں سرفہرست ہے۔)

سیدی مرشدی پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی قطب جلی حضرت قبلہ علامہ حاجی محمد یوسف علی گنیزہ صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

نبیاں تے ولایاں دے درتے مقبول دعاواں ہوندیاں نہیں
ہڑھ وگدے نہیں جد ہنجواں دے فیر معاف خطاواں ہوندیاں نہیں

۳۳۔ دعا کرنے سے قبل کے مزید آداب:-

علامہ شمس الدین محمد بن محمد بن یوسف الجزری شافعی علیہ الرحمہ کی دعا کے سلسلہ میں اضافی گفتگو بحوالہ حصن حصین

۱۔ دعا مانگنے سے پہلے کوئی نیک کام کرنا (مسلم، ترمذی، ابوداؤد)

۲۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے وسیلہ سے دعا کرنا (مسند بزار، بخاری، مستدرک حاکم)

۳۔ اولیاء اللہ کے وسیلہ سے دعا کرنا (بخاری)

۴۔ اپنے گناہوں کا اقرار کرنا (صحاح ستہ)

۵۔ ایک ایک دعا کم از کم تین تین بار کرنا (ابوداؤد، ابن السنی)

۶۔ جو چیز روز اول سے ہو چکی ہے اس کے خلاف دعا نہ کرنا (یعنی عورت مرد بننے اور مرد عورت بننے کے لیے دعا نہ کرے) (نسائی)

۳۴۔ ان حالتوں کا بیان جن میں دعا قبول ہوتی ہے:-

۱۔ نماز کے لیے اذان ہونے کے وقت (یعنی اذان سننے، اذان کا جواب دینے اور اذان کی دعا پڑھنے کے بعد دعا کرے) (ابوداؤد، مستدرک حاکم)

۲۔ جو شخص کسی مصیبت یا سختی میں گرفتار ہو وہ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ اور حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد دعا کرے (مستدرک حاکم)

۳۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں صفیں باندھنے کی حالت میں دعا کرے (المعجم الکبیر للطبرانی، ابن حبان)

۴۔ زم زم کا پانی پینے کی حالت میں (یعنی چاہ زم زم پر کھڑے ہو کر پانی پیے اور دعا کرے) (مستدرک حاکم)

۵۔ مسلمانوں کے دینی اجتماعات میں اجتماعی یا انفرادی دعا (صحاح ستہ)

۶۔ ذکر کی محفلوں میں (اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر کا حلقہ ہو، خواہ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ یا وعظ و نصیحت کا حلقہ ہو) (بخاری، مسلم، ترمذی)

۷۔ میت کی آنکھیں بند کرتے وقت (مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

۸۔ بارش برسنے کے وقت (امام شافعی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ”الام“ میں اس حدیث کو مرسل روایت کیا ہے اور فرمایا ہے میں نے بہت سے علماء حدیث سے بارش برسنے کے وقت دعا قبول ہونے کی حدیث شریف کو سنا ہے اور حفظ کیا ہے) (ابوداؤد، المعجم الکبیر للطبرانی، ابن مردویہ)

۹۔ کعبۃ اللہ کو دیکھنے کے وقت (پہلی مرتبہ یا جب بھی خانہ کعبہ پر نظر پڑے دعا کرنی چاہیے) (ترمذی، المعجم الکبیر للطبرانی)

۱۰۔ سورۃ الانعام میں ایک جگہ ایک ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ کا اسم مبارک دو مرتبہ آتا ہے

(مِثْلَ مَا أُوتِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷻ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ) آیت: ۱۲۴

فرماتے ہیں ہم نے بہت سے علماء سے اس آیت کریمہ میں اس جلالت کے درمیان دعا کی قبولیت کا آزمودہ ہونا سنا اور یاد کیا ہے اور حافظ حدیث عبد الرزاق ر سغنی علیہ الرحمہ نے تو اپنی تفسیر میں شیخ عماد الدین علیہ الرحمہ سے اسی مقام پر دعا کی قبولیت کی تصریح نقل کی ہے۔

(ماخوذ از حصن حصین)

عظیم قرآنی دُعائیں

(حصہ دوم)

مؤلفہ

منیر احمد یوسفی (ایم اے)
مدیر اعلیٰ ماہنامہ سیدھا راستہ، لاہور

ہدیہ : ۴۰ روپے

ملنے کا پتہ

نگینہ کتب خانہ

۴۹- عمر دین روڈ، سن پورہ لاہور- ۳۹

فون نمبر 7286370

دین حنیف کا ترجمان

ماہنامہ سیدھا راستہ لاہور

عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی
کے لیے عام فہم اور آسان سلیس اردو
میں بیسیوں حوالہ جات سے مزین، دور
جدید میں

منفرد حیثیت کا حامل

زیر ادارت

منیر احمد یوسفی ایم۔ اے

۴۹۔ عمر دین روڈ۔ وٹن پورہ لاہور پوسٹ کوڈ ۵۴۹۰۰